CALL No.

ACC NO ۸۴۰۸

AUTHOR

TITLE

MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES :—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over-due.

مذہب عشق

گل بکاؤلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی کرے حمد کو تیری وہ کس [illegible]

[illegible]

[illegible]	یہی [illegible] شوق	[illegible] چمن [illegible]	[illegible] نام لیتا [illegible]
[illegible]	کہ تنہا عاجز [illegible]	[illegible] آیا	[illegible] قلم [illegible]
[illegible]	کہ تنہا ہو [illegible]	[illegible] پشت [illegible]	[illegible]
	اگر دل [illegible] اوسکا	سوای فضل احمد [illegible]	

جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بیان

[illegible]

[illegible] جہان [illegible]

ور اوس کتاب میں تہی وہ ایک بایہ نے اپنی ناک کو جو دو تحسین کیا انہین فلک مین شہرہ اوس مطلع نور

وہ مقطع ظہور نے مناظر کی رباعی خیال کی جیسے اس مطلع کا نہین ہے پایان بلکہ تو ابتدای شاہ مرتضیٰ

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی منقبت مین

جب صبح تو افتاب فی قلم شعاعی سے ورق عالم پہ آیت نور لکہا جو جہان کو روشن کیا ہے جا بجا کہ دریا ہوکر

وہ جو ہر لگا کوہ لای آمد سخن کو جو سر فلک کو منظور سے ہوتے نکالون جس طرف نور وہ نال نو نگاہ کی تہی مصیر کو دیکہیں نظر

سو چا لاکہ کو کہ بیٹہا کہ عقل اس تردد مین تہا لیکن آپ سے غرہ سیری کا مین پہنچا کہ اس غریق دریا کی فکر

کے جواہر درخشان دست کو لایق نہین حضرت علی کے قدم مبارک یعنی اوسکی مدح مین اب کہ اوکی شہنشا

ہ حسکی چہرے کی عکس سے ماہ کی رخ پہ صفائی آئی اور خورشید کی آئینے نے جلا پائی وافر پائی اگر سارے آسمان

بہی سپاہ آمین کہتا ہوا اوسکی تو شاہزادون کی لشکر مین غور ہوا ای شہنشاہ تیری درگاہ مین میری یہی

عرض ہے کہ دارو گیر قیامت مین مجکو بار وی سے اپنے غلامون کی علامت صفت رکہنا اسکی سوا کیا

عرض کرون کہ بندہ کو زیادہ عرض کرنی اپنی مولا کی جناب مین کمال گستاخی ہے

وجہ تصنیف کتاب

ناظرین پر روشن ہو کہ شیخ عزت اللہ بنگالی نے یہ کتاب فارسی مین تصنیف کی تہی اونہون اسکا سبب یون

لکہا ہے کہ طالب العلمی کے ایام مین ایک تقصیر کو مشتاق پہ اونکی قسمین عجب تمام تہی اور جسکو بہی کا غذ پر لکہکر

سمجہہ چہوڑتا تہا ایک رفیق شفیق نے مجہکو نوبت بہ نوبت اس شوریدہ حال کا صبح دل او سمع جمال ہے وہ اسکی تہا

قربان وہ نہی کی طرح وہ اس خورشید آسمان حسن سے سرگردان تہا اور جلوہ کو ماند خزان بان پہ آیا

خزاں روشنی کیا تہی چشم اوسکی لہج پہ طلب کی تہی شیشہ سی طرح پہ نگاہوں کی تہی عشوہ ساز سی مدام

نشہ مین لگتی تہی عالم کا دام بہی تہی مین لہراتی اگر آیا صبح دل کو نسیم سے عجب حظ سے رونق تہی

یہ تہا بہی کہ صفحہ میں جلوہ تہی نگاہ کی بہر کسل رکا مین جو بادہ تہا قلم پہ تو کبہی لذت جیسے رقم

اور جس طرح ہماری اوسکی دوستی تھی ویسی ہی محبت سے ہاتھہ میں ہاتھہ رہنا راہ الفت میں قدم ساتھہ رکھنا اور خوش جام
لب کو شربت کلام سے بہر آتش بیانی سے محبت کا بادہ گلگون پلانا شوریدۂ محبت بھی اور شکستہ حال سے متکلم ہا پہر ہی سے
اوسپہ سہر کہکر کہنے لگا کہ مجھے نیند آتی ہے جب تک میں سوؤں تم مجھ کوئی کہانی کہو پہلے تو میں نے چاہا کہ میں بھی اوس
شب کی طرح سو رہوں لیکن خیال آیا کہ شاید شگفتہ خاطر ہو اور یہ سوچے کہ میرا کہنا نہ مانا تب وہ قصہ کہ جسکی داستان عشق سے
بھری ہوئی تھی اور سرمایۂ محبت کی آگ سے کہنے لگا میں بعد اوس یار دلبند کی خواہش اس مستمند کو اسپر لائی کہ اس
دلچسپ قصے کو فارسی کی عبارت کا لباس پہنا کر نظم و نثر کے زیور سے آراستہ کر کے شکل پسند دیکھنے والوں کے لایق کروں
اسی اثنا میں خود ہی اوسکو کس کی نظر ایکہ چوبیس برس بھری تھی اور شاداب باغ محبت کو صرصر موت نے
اوسکے ہاتھ دل لاوس القصہ ناگاہ جو مصیبت زدہ کا طایر ہوش و حواس اوڑ گیا چاہا کہ اوراق مسودات کو اس افسانے کے
بھی پرزے پرزے کر ڈالوں لیکن چند دوستوں نے ایک گونہ پاس خاطر اوسکا منظور تھا اگر سمجھایا اور کہا بیت
آسان ہے بہت محل پریشان کا توڑنا لیکن بہت محال ہے پھر اوسکا جوڑنا بحکم ضرورت آدہے کو فارسی کیا اور
آدہے کو اوسی طرح سے دیا اس کتاب کے ترجمے کا یہ سبب ہے کہ مستمند نہال چند لاہوری کہ اصل تخمہ کا معلد شاہ
جہان آباد ہے شہر البلاد کلکتہ میں کہ فی الحال ہندوستان کا دار الامارت ہے آب و خورش کھینچ لایا اور بعد خاکسار
کبیاں دولت صاحبان عالیشان کی خدمت میں پہونچنے کی رکہتا تہا انکی دستگیری سے جناب خداوند نعمت ما مستم
زمان دستگیر درماندگان منبع الجود و الاحسان سرچشمہ فیض سخا دریای عنایت و کرامت بحر احسان
و شجاعت صاحب گلکرسٹ صاحب بہادر دام ظلہ کے دامن دولت تک دسترس پایا

خدا میں ہے اوسکی یہ جا ہے اگر صغیر و کبیر	تمام عمر کا غم سا لیے یہ تحریر	الٰہی ہے یہ باغ جنت کا نخل عالم میں	اس شجر سے ہوئی شگفتہ دل ہر ایک
دیکھا ہی کو ہے سخا و کان عطا	نہیں ہے اوسکا جہان میں کوئی بدل نظیر	جہاں میں عقل شجع مردانش ہے	وہ اہل کو دیکھو ہمیشہ
ثبات مند دل و دانش جلیلۂ اخلاق	خدا نے اپنی عنایت سے اوسکو دی توفیق	ہر ایک جو متعالی فیض پاتا ہے	گواہ دل ہی وہ دنیا میں
تبا لاتی کہیں لکھا کسی کو اوس کے	کہ اوسکی بخشش ہمت کی کس کی تقدیر	مگر خدا ہی دعا مانگتا ہے پیوستہ	سہر میں ہے اوسکی سائبان

سلامت اوسکو رکھیو شام و سحر الٰہی [illegible]

خوشی کہ صاحب بہادر کی تفضلات سے بخوبی اس ضعیف کی اوقات بسر ہونے لگی اور سہارا زیادہ تر ہونے لگی کہ اگر بخت
مددگار ہے اور یہہ دامن دولت اپنی ہاتھ سے تو حشمت قدم کی ساتھ ہے پھر ایک روز [illegible] نے ارشاد کیا کہ تاج
الملوک اور بکاولی کا قصہ فارسی میں ہے ہندی ریختہ کی محاورے میں ترجمہ کر کہ تیری سرفرازی اور یادگاری کا موجب
ہماری خوشنودی کا سبب ہو چنانچہ اس نحیف نے حسب ارشاد فیض بنیاد اپنے حوصلے کے موافق
افلاطون فطنت والا شکوہ عالی حشمت فلک اشتباہ مارکوئیس ویلزلی نواب گورنر جنرل دام اقبالہ کے عہد دولت میں
ترجمہ کیا اور نام اسکا مذہب عشق رکھا ہر ایک سخن رس اور نکتہ دان سے جو نقص ہے یہ امید ہے کہ جہاں کہیں
بیان عبارتین لغزش [illegible] دیکھیں وہاں اصلاح کی قلم سے [illegible] کریں اور اس ہیچمدان کو اپنی نوازش سے ممنون فرماویں

راویان شیرین کلام یون بیان کرتے ہیں کہ پورب کے ملک میں کسی شہر کا ایک بادشاہ زین الملوک نام جہاں کا [illegible] عدل و انصاف
و شجاعت و سخاوت میں بے نظیر اوسکے چار بیٹے تھے ہر ایک علم و فضل میں علامۂ زمان اور جوانمردی میں
[illegible] دوران [illegible] قدرت کاملہ سے ایک بیٹا آفتاب کی طرح جہان کا روشن کرنیوالا اور چودھوین رات کے

چاند کیطرح دنیا کی اندھیر کیا دور کہ ہوا لا پیدا ہوا ابیات

قمر اسکی جبین سے داغ کہاتی	ہر نو خیز ابرو سے ہلالی	اگر چین جبین اسکی بتاتی	مصور چین کا چین بہول جاتی
بلا انگیز آنکہین جادو بہرین	ہنسی کلیان سی دو جام لبریز	کبہی یکبہ نگاہ سے گلگی کلی	پریشان آجتک ہے جان سنبل
جہان مجروح ہے تیغ نظر سے	پلک ایسی خنجر جگر سے	وہ مکہڑا بہر کے بیکلی تہی بہرے	تہر کے چہر کیا ہی نگاہ قہر جاے
عجب انداز سے بل کہل جاتا تہا	کہ گنج حسن بیٹہا تہا کالا	وہ سینہ تختہ بلور سا تہا	پیکتا ہو نہین پیدا تہا شفاف
	یا حسن کا سر سے پا سرافراز	غرض وہ تہا سراپا ناز	

بادشاہ فرط باغ ہوکر بڑا جشن کیا اور نجومیون کو بلا کر فرمایا کہ اسکی لگن دیکہو اور ایک نیک گہڑی کیجیو کہ اسکا نام تاج الملوک رکہا ہیا اور کچہ دیکہو جتن کرنا کی خوشی کہ یہ تاج عالم مین گل تازہ ہے اسکو نصیب ہو دولت ہی انتہا زمرے سے خیاست اسطرحکا ابتک کوئی ہوا ہی ہوگا یقین ہے کہ ایسا شہریار ہو کہ عالم خیانت اور دین بہی جلے اور فرمانبردار ہوگا ایک قباحت بہی اسکی ساتہ ہے جب بادشاہ کی وسپر نظر پڑیگی تو فورا بادشاہ کی آنکہون سے بینائی جاتی رہیگی بادشاہ کچہ ناشاد ہوکر اونکو تو رخصت کیا اور وزیر سے فرمایا کہ ایک محل مین بتفاوت تمام پاس کہ نگاہ سے اسکی پان بہیت رکہو چنانچہ بموجب بادشاہ کے حکم ویسا ہی پلا چند سال گذر گئے جب چودہ سال کے نونہال بلغ سلطنت کا کمال ناز و نعمت سے پرورش پاکر ہوا اور علم و ہنر سے آگہ ہوا اسکو شکار کی خواہش ہوئی سوار ہوکر جنگل مین گیا اور ایک شکار کے پیچہے گہوڑا دوڑایا یا سچ ہے کہ ہونیوالی بات ٹلتی نہین ہے مصرع تدبیر کیا کیجے کہ اسکا تو نہین ہے ہونا تو اتفاقا بادشاہ بہی اوسی دن شکار کو سوار ہوئے تہے ایک ہرن کے پیچہے گہوڑا اڑائے اسیطرف کو آنکلے مشہور ہے کہ خوف کنہ ہی سبب جہان شہزادے پر نگاہ پڑی وہین آنکہون کی بصارت جاتی رہی ارکان دولت نے شہزادہ کو دیکہکے بادشاہ کی نابینا ہونیکا سبب دریافت کیا حضرت نے فرمایا کہ لازم یون تہا کہ بیٹے کو دیکہکر آنکہین روشن ہون سو یہ طرفہ ماجرا ہے کہ برعکس ظہور مین آیا اب یہ بہتر ہے کہ اسکو میری نگاہ سے دور

ہمیں نکالدو اور اوسکی تلاش کیواسطے خدمت جاروب کشی کی مقرر کی یہہ قرار کی بادشاہ اوسکے پاؤن

تخت گاہ کیطرف پہر آیا اور دیس سے نکال دیا

دوسری داستان چارون بیٹون کے جانیکی گل بکاولی کیواسطے

کہتے ہین جب شہر کے حکیم سب حاضر ہوئے اور علم طبیعت آنکہون کی علاج کیلیئے بلا کے سب نے متفق ہو کر عرض کی کہ گل بکاولی کے سوا کسی دوا سے ممکن نہین کہ بادشاہ شفا پاوے اگر کسی صورت سے گل بکاولی پیدا ہو تو حضرت کی آنکہیں بحال ہوں اور بادشاہ کی آنکہون پر لگے یہ سنکر بادشاہ نے تمام ملک مین منادی پہرا دی کہ جو گل بکاولی پیدا کرے یا اوسکی خبر لاوے تو اوسکو بہت انعام و اکرام دیکر نہال کر دونگا اسطرح بادشاہ ایک مدت تک اوسکے انتظار مین رہے اور حضرت یعقوب کیطرح اپنی آنکہونکو سفید کیا اور اسی غم مین بادشاہ حضرت یوسف کی طرح انکو کہو دیا ہر طرف آدمی دوڑائے لیکن کسی طرف سے کچھہ اوسکا سراغ نہ ملا آخر چارون بادشاہ کے خدمت مین عرض کی کہ سعادتمندی اسکا نام ہے کہ جو باپ کو بہت تکلیف ہو اور اگر ہم کچھ کوشش نہ کرین جاندار ہو کر … باقی ہے اسواسطے ہم امیدوار ہین کہ ہمین رخصت فرماوے تو گل بکاولی کی تلاش مین نکلین اور بادشاہ نے فرمایا کہ ایک مدت گذری ہے مین اپنی آنکہین کہو بیٹہا ہون اور چشم کو رو بیٹہا ہون اب تک جانے نہین دیا جو چشم … ہین انکو بیٹہا اس طرح ہو کہ … انشاء اللہ … شاہزادون نے پہر … تب چار و ناچار بادشاہ نے رخصت دی اور حکم فرمایا کہ اسباب سفر کا جو چاہیئے وہ مہیا کر دینا اور بموجب حکم کے نقد و جنس و اسباب و خیمہ لشکر سے لیکر جتنا کہ چاہتے تہا موجود کر دیا تب بادشاہ سے رخصت ہو کر شاہزادون نے اپنا رستہ لیا شاہزادے منزل بمنزل جاتے تہے اتفاقا تاج الملوک کہ جسکو باپ نے شہر سے نکالا تہا دشت آوارگی کو قدم پیشانی سے ناپتا ہوا اوسی راہ سے جاتا ہوا دوستی سے پوچہا کہ یہ کون ہین اور کہان جاتے ہین اوسنے بادشاہ کے اندہے ہونیکا اور سبب اونکے سفر کا گل بکاولی کی تلاش کیواسطے تاج الملوک سے بیان کیا شہزادے نے دل مین کہا معلوم کہ اوس پہول کو کوئی

آزمانا مصلحت نہیں ہے کہ میں بھی بھائیوں کے ساتھ گل بکاولی کی جستجو میں جاؤں اور اپنی زر قسمت کو
محک امتحان پر کسوں اسمیں اگر وہ ان کو گل مراد سے بہرہ ور ہوں تو فہو المراد نہیں تو میں ہی جو باپ کے ملک
سے باہر نکلوں یہ ٹھان کے شہزادہ ایک سرا کی پاس کہ نام اوسکا [illegible] تہا گیا اور باادب تمام سلام کیا اوسکی
نظر جو شاہزادے پر پڑی تو دیکھا کہ اوسکی گالوں کی چمک آب خورشید کی رونق کے ساتھ برابری کر رہی ہے اور چاند
سی پیشانی زلف شبرنگ کے پہلو میں ماہ تمام کی طرح جلوہ گری کر رہی ہے پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے
آتا ہو تاج الملوک نے عرض کیا کہ میں بیچارہ غریب مسافر ہوں اور بیکس آشفتہ خاطر ہوں نہ کوئی غمخوار ہے کہ غمخواری
کرے نہ یار ہے کہ شرط یاری بجا لاوے نہ کوئی مددگار ہے کہ مددگاری کرے [illegible] نے اوس یوسف ثانی کی شیریں زبانی سے
محظوظ ہو کر [illegible] آرزو مند [illegible] اپنی رفاقت میں رکھا اور ہر روز الطاف زیادہ کرتا [illegible] کہتے ہیں کہ شہزادے
ایک مدت کی بعد شہر فردوس [illegible] کہ تخت نشین [illegible] شاہ تہا پہنچے اور شام کے وقت دریا کے
کنارے اس ارادے سے کہ چند روز [illegible] شہر کی سیر [illegible] جب آفتاب ملک مغرب کی سیر کو گیا
[illegible] اور شاہ ماہتاب رات کی [illegible] مشرق کی طرف سے [illegible] چار دن
شاہزادے اپنے [illegible] سوار ہو کر [illegible] سیر شہر میں آئے اور ادہر اودہر گشت کرنے لگے ایک جگہ
ایک محل منقش اور مکانات [illegible] ہوئے نظر آیا [illegible]
سے ایک سے پوچھا کہ یہ مکان عالی شان کسکا ہے [illegible] شاہزادہ نے کہا الله
یہ محل بادشاہی [illegible] شہرۂ آفاق
[illegible] خوب چشم خوش [illegible]
[illegible] اوسکے شمع جمال پر پروانے کی طرح [illegible] چہرہ ماہتاب [illegible] ابیات
[illegible]
[illegible]

پہر کہا جو کوئی اوسی جا کر بیچا ہی وہ عیارہ مانی کی گہر مین اوسی بلالی اور لاکہہ روپی لی شب بکیا باد اوس سی

شہزادی کو اپنے مال اور دولت پر نہایت مغرور تہی نشہ بادہ نخوت سو چور تہی غشان بہت اوسکی میلان شوق

ملاقات مین بلند کرکے دروازی پر گئے اور جاتے ہی بی تحاشا نقارہ بجا دیا سنتی ہی اوس مکارہ دو رانی نے

دل مین کہا کہ الحمد اللہ بعد مدت کے یہ کسی بہی نیکبخت نے میری گہر کا قصد کیا چاہئے کہ میری جیبی کو روشن

کرے اور ایسے موقع نادر نے شکار کو میری جال مین اپنا ارادہ کیا مطلب ہی کہ دام مین پہنسے پہڑک پہڑک کر مر جاے

نقل مشہور ہے کہ یہ طایفہ ہی تردد مین رہتا ہی کہ کوئی عقل کا اندہا گانٹہ کا پورا آملے سو خدا نے ویسی ہی گہر

بہیجی ہے جہٹ پٹ بناؤ سنگہار کرکے زیور مرصع لعل موتی ہیرا زمرد جا بجا پہنکر بنی آن بان سے بن ٹہن کر

بیٹہی اتنے مین یہ بہی آپہنچی چند قدم استقبال کرکے ہر ایک کو سونیلی کرسی پر بٹہایا باتون مین کچہ رات گئی

کہ ساقیان گلعذار شیشہ شراب اور ساغر زرنگار لیے حضور مین آئے اور جام کو گردش مین لائی اسطرح آدہی رات

گئی تب اوس عیار نے کہا اگر اجازت ہو تو تختہ نرد منگواؤن باقی رات اس شغل مین بسر ہو کہ سحر ہو شاہزادی

نے منگوا کر اوسی وقت بچہایا بہر مکارہ نے ایک بلی کے سر پر چراغ رکہا اور لاکہہ روپی کی بازی بدکر کہیلنے لگی لکہنے

والے لکہتے ہین کہ شاہزادون نے اوس آدہی رات کے عرصے مین پچاس لاکہہ روپے ہارے اسمین

خورشید عالمگیر نے صبح کی شگفتہ پر نمودار ہوا او سیمین چہرہ ماہ اپنی گہر گیا اس ملاقی نے بہی لباد بازی کا پہیکا شہزادے

اپنی مکانون کو گئے دوسرے روز جب آفتاب عالمتاب کی طرح مغرب کی منزل مین پہنچا اور ماہتاب باوشاہون کے

صورت پادشاہ انجم کو لئے تخت فیروزہ رنگ پر رونق بخش ہوا شاہزادے اوسی آن بان سے اوسکے

مکان مین آگئے اور بدستور سابق کے جوکہیون پر اجلاس فرمایا حور لقا نے یون ہی اپنی تئین حاضر کیا اور

اسیطرح کا کہانا ہمدونے چاندی سونے کے خوانون مین لاکر دسترخوان پر چن دیا بعد تناول طعام تختہ نرد

منگواکر دس لاکہہ روپے کی بازی بدکر کہیلنے لگے عوض اوس رات کو سب مال و متاع نقد و جنس

ہاتہی گہوڑے اونٹ وغیرہ جسقدر کہ رکہتے تہے ہار گئے تب اوس مکارہ نے بازی کا نقشہ کہینچکر

کہا اے جواریوں تمہارا سرمایہ آخر ہو چکا اب بساط بازی لپیٹو اپنے گھر کی راہ لو شہزادوں نے کہا کہ اگلی بار
ہم زر طالع کو ترازوے امتحان میں تولیں اگر ہمارے بخت کا پلہ جھکے تو اپنی ہاری ہوئی نقد و جنس کہ گرہ میں
لوٹی باندھی ہے کھول لیں نہیں تو ہم چاروں تیری فرمانبرداری میں غلام ہو کر رہیں کچھ نہ بولیں جب
قول و قرار شہزادوں و چھال چھکا کی طرفین میں ہو چکے بازی جیت لی اور بہت اسباب نقد و جنس
اونکا اپنی سرکار میں داخل کیا اونکو قیدیوں کے سلسلے میں کہ ویسے سیکڑوں تھے بھیج دیا اور سپاہ
اور رفیق اونکے گل خزان دیدہ کی پتیوں کی طرح درہم برہم ہو گئے تاج الملوک نے وہیں مصلحت کی کہ آپ
کچھ ایسی حکمت کیا چاہیے جو اونکی خلاصی کا سبب ہو جسسے جو یہ کام شایاں ہو تو دنیا میں
نام ہو آخرت میں اجر فراوان ہو یہ دل میں سوچ کر شہر میں آیا امیر کے در دولت
پر جاکر دربانوں سے کہا مسافر ہوں بے خانمان کسی امیر کو ڈھونڈھتا ہوں
تمہارے صاحب کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سنکر آیا ہوں اگر بندے کو
اپنی چاکری میں لیں اور بندہ نوازی فرمائیں بدل و جان خدمت بجا لاؤں اونمیں
سے ایک نے جاکر امیر کی خدمت میں شہزادے کی کیفیت عرض کی فرمایا اوسی جا حاضر
کرو وہ لیگیا امیر نے اوسکے منہ کو دیکھکر کہا یا الٰہی کیا آفتاب چوتھے آسمان
سے انسان کے قالب میں آیا یا کوئی غلمان بہشت بریں سے **شعر**

پیشانی نازنین پہ اوس کے	چمکے تھا ستارۂ بلندی

غرض کہ امیر نے اوسکو اپنی خدمت میں سرفراز کیا

تیسری داستان تاج الملوک کے تختہ نرد کھیلنے کی اور لکھا ہوا سے اوسکے جیتنے میں تمام مال اور اسباب کے

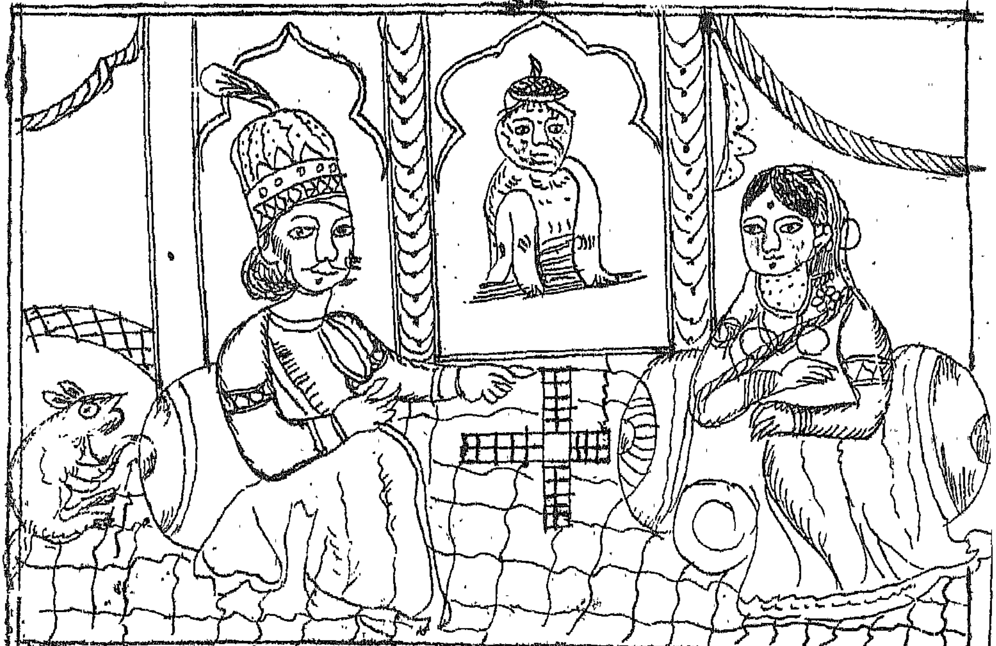

جب تاج الملوک کو امیر کی خدمتمین کئی مہینے گذرے اور اوسنے اپنی وجہ مقرری سے کچھ روپیہ جمع کئے ایکروز
اوسکی خدمتمین عرض کی کہ آپکے سوا کوئی آشنا نہین ہے اس شہرمین تازہ وارد ہے اگر حکم ہو تو ہر روز
چار گھڑی کیواسطے اوسکے پاس چلا کرون دل بہلایا کرون امیر نے کہا بہتر ہے شاہزادہ ہر روز تختہ نرد
کھیلنے والونکے پاس جا بیٹھتا اور کھیلتا جب اوسکے قانون دریافت کرلئے اور ہر ایک سے بازی ہاتھ آنے لگی
کہا اب اوس عیارنی سے کھیلئے اور اپنے طالع کے قرعہ کو تختہ امتحان پر پھینک کر خدائے قدرت کا تماشا دیکھئے
کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے پھر تو ایکروز شاہزادہ اوسکے دروازے پر گیا دیکھا کہ ایک بڑھیا اندر
باہر آتی ہے کسی سے پوچھا یہ کون ہے اوسنے کہا یہ اسکی ہی مدار المہام ہے بے مشورے اسکے وہ کچھ کام نہین کرتی
تاج الملوک نے دل سے کہا کہ اب کچھ مکر پھیلایا چاہئے دام محبت مین اسکو لایا چاہئے اسکے ہاتھ سے
کام نکلے تو نکلے اوسدن تو شاہزادہ چلا آیا پھر ایک روز وہی بڑھیا اوسکو دکھائی دی سلام کیا اور پاؤن پر
سر رکھکر بے اختیار رونے لگا بڑھیا نے پوچھا تو کون ہے اور کہان آیا مگر دیوانہ ہے یا مظلوم کہ اسطرح پھوٹ پھوٹ
روتا ہے شہزادے نے کہا **ابیات** کیا مجھسے پوچھتے ہو مین ہون کمال مضطر دنیا مین کوئی مجھسا ہوئیگا نہ [illegible]

آتش سے غم کی میرا سینہ جلا جاتا ہے وہ دونوں کی زندگانی مجھے عجب بلا ہے گردش سے آسمان کی نیا کیا ستم ہے مجھ پر سارا
سایہ جیسے اپنا ساتھی نہیں نہ رہبر ہوا ہے اس مسافر ہون بے سر و پا اس شہر بیگانہ مین نہ کوئی یار نہ آشنا بجز یاس بیگانگی
و دشت کی نہ اپنا کوئی پشت پناہ نہ کسی کا آسرا اور سب بیس مین میرا وطن ہے ایک میری دادی تھی وہ بھی قضا سے
بھی ہستی ہی میں ہے کہ اس عالم فنا سے ملک بقا کو کوچ کر گئی اوسکے تمام آثار مجھے نہیں پائے اسواسطے مجھ
اندوہگین پر یاپوش کی اگر اس حال زار کو انکساری کی نظر سے تو دیکھو اور اس عاجز کی بیکسی اور بیکسی پر رحم
فرمائے تو نہیں تیرا ہمیشہ کہاں اور دادی کی جگہ تجھکو تصور کرون بہت نظر سے دیکھو جو کہتے ہین خاک کو کیمیا
کبھی نگاہ کو شیشہ سطوت کو کہیں [illegible] ہمیں چکنی چپڑی باتین کہین کہ اوس پیر زال کا دل پسیج گیا بلکہ شعلہ اور آتش سے
موم کی مانند پگھل گیا بولی اے جوان میری اس حال مین اپنا کوئی نہیں سوا آج سے میں تیری دادی تو میرا پوتا
آج ملک [illegible] کہا اور [illegible] کی [illegible] شاہزادی لازم ہے ہر روز تمہاری قدمبوسی
کیواسطے پہنچ سکونگا [illegible] کیا چھپا [illegible] تھا اگرچہ شاہزادہ نے ہر روز اسکے آنیکا
[illegible] کیا لیکن اوس [illegible] اور [illegible] کی باتین بنانا آخرش رفتہ رفتہ اوسکا
محرم راز ہوا اسطرح سے کچھ روز گذرنے سے ایکدن شاہزادہ [illegible] اوسکے پاس لیگیا اور کہا دادی صاحب
[illegible] کچھ چھوڑ کے کسی کا [illegible] تو [illegible] کرو وہ بولی بیٹا تیری [illegible] مین لیکیا کرونگی خدا کا
دیا میرے گھر [illegible] کسی چیز کی کمی نہیں [illegible] کسی کام کیلئے [illegible] ہو تو [illegible] حاضر ہے [illegible] اس
[illegible] لا [illegible] کیا [illegible] شہزادی [illegible] رنگینیان سے ہے غرض
شہزادے نے [illegible] مہربان بابا [illegible] کا تذکرہ کرنے لگا کہ اے دادی صاحب
تمکو کچھ معلوم ہے کہ جو کوئی اس [illegible] کے ساتھ [illegible] کہتا ہے اس سے بات نہیں پاتا یعنی جواب
[illegible] بہت [illegible] ہے [illegible] کسی [illegible] ایسا ہو کہ [illegible] زیادہ ہوا اور اوسکی
[illegible] تمام [illegible] کا [illegible] سوال کا [illegible] شہزادے نے کہا استغفر اللہ یہ کیا

بات ہی تب بڑھیا بولی کہ اوسنے ایک بلی اور چوہی کو پرورش کرکے یہ سکھلایا ہی کہ بلی کے سر پر چراغ رکھکے لوہو
نے دیے اور چوہا چراغ کے سایہ مین بیٹھا رہے جب اوسکے خاطرخواہ پانسا نپڑے تب بلی چراغ کو ہلا کر کے
نردون پر سایہ کرے اور بلّی چوہا کی مدد سی بازی جیت لیتی ہی لیکن کسی کھلاڑی پر یہ بھید آجتک نہین کھلا اور جو
اس ارادہ پر آیا اوسنی داغ ندامت کا اپنی پیشانی پر لیا تاج الملوک جب یہ بات دریافت کر چکا بازار مین گیا اور
نیولے کا بچہ مول لیکے اوسکو آستین مین رکھا سکہانے لگا کہ جو مین وہ چھنگلی کی آواز پاتے وہین بچہ [illegible] کیطرح
آستین سے کود کر باہر آئی جب اسطرح سیکھ سکا کہ وہ طاق ہوا تب ایکروز شہزادہ اوس بڑھیا سے یہ کہلا بھیجا کہ
اب اس بازی کو [illegible] اور اس [illegible] ہون اگر تو ہزار روپیہ سے میری مدد کرے تو تجارت کرون بڑھیا نے کوٹھری
مین لیجا کر کہا کہ دیکھہ بیٹا یہ سب روپیے حاضر ہین جتنا جی چاہے اوٹھا لیجیے تب شاہزادہ ہزار روپیے اوسی
لیکے اوسکی خدمت مین گیا اور [illegible] کہ میرے [illegible] سے عزت پائے ایک شخص کا [illegible] اگر سرکار سے ایک خلعت
قدر دیکو [illegible] ہو تو اوس مجلس مین [illegible] میں امیر نے اپنا ملبوس خاص شہزادیکو عنایت کیا اور
فرمایا کہ [illegible] تاج الملوک حضور کے خاصے پر سوار ہوکر اوس [illegible] کے
دروازے پر گیا اور [illegible] قدم اندر رکھا اس ہیبت سے اسی دیکھکر اوسکے منہ کا
رنگ اور گیا گھبرا اٹھی استقبال کیلیے دوڑتے آئی شاہزادے نے کہا کہ تو ایک مدت سے اس شہر مین
مسافروں کی [illegible] اور عاشق مزاجون کی [illegible] ہی اور مین کہ اس شہر کے والیکا خواص ہون کیسے
مجھکو [illegible] نہین ہوتی بہرحال لاکھہ تحفہ پارچہ نکی [illegible] نذر کرایسنے شاہزادیکو با عزاز تمام خبر اوکرسی پر بیٹھایا
اور آپ [illegible] آئین شاطرونکا کیچ [illegible] آفتاب کی سنہری [illegible] گھر مین چھپا دیا
اور [illegible] ان کی [illegible] کو تحفے [illegible] بیٹھا یا شہزادے نے کہا مین نے [illegible] ہی کہ
تجکو [illegible] کھیلنے سے [illegible] ایک بازی کھیلین اس [illegible] تو [illegible]
غرض شہزادے کے کھیلنے سے [illegible] آکر بدستور قایم [illegible] پیسا

رکہا اور لالہ رو نے کی بازی بدکر پانسا پہینکا پہلی بازی تو شہزادی نے جان بوجہکر ہار دی اور
بلی چوہے کی مدد سے جیت لی پہر دوسری بازی رکہکر کہیلنے بیٹہے جو ایک پانسا اوسکی خاطر خواہ پڑا ویسے ہی
سر ہلایا چوہے نے چاہا کہ پانسے کو الٹ دے کہ تاج الملوک نے نیولی چہوڑ دی نیولا بچہ پلنگ کیطرح جست کرکے آستین سے
باہر نکلا چوہا تو اوسکی [illegible] دیکہتے ہی کافور ہوگیا اور بلی بہی دشت نالے کی چراغ سر پہینک کے ہوا ہوئی
شاہزادی نے برہم ہوکر کہا کہ ای عیار تو نے یہ کیا بگاڑ نکالا ہی باوجودیکہ تیرے گہر کو شب چراغ تک ہین
ایک شمعدان بہی نہین رکہتی وہ اس گفتگو سے نہایت خجل ہوئی غیرت سے پسینے پسینے ہوئی اوسی وقت
جڑاؤ شمعدان منگواکر رکہا اور دونون پہر اوسی کام مین مشغول ہوئی کہنے والے یون کہتے ہین کہ شاہزادے نے
اوس رات مین ستاکور [illegible] جیتے اس مین صبح صادق ہوئی تاج الملوک نے کہا کہ اب حضرت جہان پناہ
کے آنے کا وقت قریب آپہنچا ہی اگر مین اسوقت حضور عالی مین حاضر نہون گا تو موجب قباحت کا
ہوگا یہ کہکر اوٹہہ کہڑا ہوا اور وہ روپیہ شام کے وعدے پر اوسکے پاس چہوڑ گیا پہر [illegible] آکر
حاضر ہوا شام کی انتظار مین تمام دن جون تون کاٹا سورج ڈوبتے ہی سج سجا کے ایک ایسے گہوڑے
پر قنات کہ جسکی چال [illegible] سی تہی اور صبا بہی دم بدم اوسکی پیروی کرتی تہی سوار ہوکر اوسکے گہر پہونچا
خبر سنکر اوسنے چند قدم چلکر جلد استقبال کیا اور شاہزادے کو بصد تکریم مسند پر لا بٹہایا کہانا کہا چکے بعد
[illegible] روپیے کی بازی بدکر کہیلنے لگے کہتے ہین کہ اوس کہلاڑن نے آدہی رات کی عرصے مین قریب کرور
[illegible] کی نقد وجنس مین ہار دی تب شش در ہوکر پیچ کرنے لگی آخر اثاث البیت کی نوبت
پہنچی وہ بہی تاج الملوک کے ہاتہون ہاتہ لگا پہر اوسنے کہا اب تو تیرے پاس کچہ باقی نہین رہا
اتنی رات کس شغل سے کٹیگی اب پورب و پچہم کے شہزادے جو تو نے قید کئے ہین انہین بہی ایک بازی کہیل
نو چہتیس لاکہ روپیے [illegible] ہین تو اونکو بہی لی لون اور چاہون سو کرون آخر یہ بات پر وہ راضی ہوئی بلکہ
[illegible] شہزادے نے وہ بہی بازی جیت لی تب وہ بولی کہ ای جوان جوانبخت ایک بار اور بہی اپنا

اوس من اوسکی [illegible] ہاتھ آئی تو اپنی سب جنس ہاری ہوئی تجھسے پہیر لوں ہاں تو تیری لونڈی ہو کر
رہوں شہزادی کو طالع کا ستارہ آسمان ترقی پر چمک رہا تھا باتوں باتوں میں وہ بھی بازی جیت لی تب وہ بہت
گھبری اٹھی اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی اے جوان خدا کی مدد سے تو نے مجھے اپنی لونڈیوں میں ملایا مگر
جس کام کیواسطے روئی زمین کی بادشاہوں نے تمام عمر صرف کی بخت بلند کی مدد سے اسکو تو نے
ہاتھوں ہاتھ لیا اب بہتر یہ ہے کہ مجھکو اپنے نکاح میں لا اور باقی عمر دولت و حشمت کے ساتھ بسر کر
تاج الملوک نے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکیگا مجھے ایک اور مہم درپیش ہے اگر حق تعالی کے فضل و کرم سے وہاں بھی
کامیاب ہونگا او انشاء اللہ تو بھی کامیاب ہوگی اب تجھے لازم ہے کہ بارہ برس تک میرا انتظار کر کہ فقیری کا
لباس پہنکر حق تعالی کی عبادت میں مشغول رہ اور اپنے کسب سے ہاتھ اوٹھائے اوسنے کہا اے بوستان دولت کے
نونہال ابتک تیری گلشن جوانی کا شگوفہ نہیں کھلا اور بہار شباب کی ہوا ہنوز تیرے چمن پر نہیں لگی
مجھکو بھی اس کیفیت سے مطلع کر کہ میں بھی تیرے ساتھ جبتک میری جان قالب میں ہے [illegible]
سے وہ شہرہ دکھوں کہ اب تجھکو تیری گھر سے کیا نکال لایا ہے اے [illegible]
مرد ہو [illegible] اسکا [illegible] اس علامت نے اس راز سربستہ کے کہولنے سے زیادہ
مبالغہ کیا تب شاہزادے نے کہا کہ سن میرا نام تاج الملوک ہے اور زین الملوک شرقستان کا بادشاہ میرا باپ
ہوں قضا کار میرے باپکی آنکہیں جاتی رہیں حکیموں اور طبیبوں نے بالاتفاق گل بکاولی کو دوا ٹھہرایا
اسکو میرے چار بھائی جو چند روز سے تیری قید میں ہیں گل مذکور کی تلاش کو نکلے ہیں
خفیہ اونکے ساتھ تہا وہ تو تیری مکر و فریب کے دام میں پھنس گئے ہیں سیکڑوں حیلوں سے تجھتک
پونچا اور غالب ہوا اب اسکی تلاش میں جاتا ہوں اگر گل مقصود میرے ہاتھ آیا تو آیا نہیں تو اسکے پیچھے جان
کہیں نے اپنی جان سے ہاتھ اوٹھایا اوسنے سنکر کہا اے شہزادے یہ کیا خیال باطل تیرے دل میں سمایا اور
اندیشہ فاسد تیری جی میں آیا ذرے کو کیا مجال کہ آپکو آفتاب کی منزل تک پہونچا سکے یہ کیا طاقت

کہ نہ ڈالو تم اپنے ہاتھ ہلاکت کیطرف اور شیخ سعدی شیرازی نے بھی فرمایا ہی جسکا ترجمہ یہ ہی سبب
کوئی مرتا نہیں ہی بن آئے لیکن تو منہ میں اژدہے کی نجا شہزادی نے کہا کہ فی الحقیقت یہ بات سچ
ہے حق تعالی نے اپنی مہربانی سے خلیل اللہ پر آگ کو گلزار کر دیا تھا اگر میں عاشق ثابت قدم ہوں اور میرے
عشق کا جذبہ صادق ہی تو البتہ شاہزادہ مراد کے دامن تک میری دسترس ہوگا مصنع کیا کر سکتی ہے
دشمن جو دوست مہربان ہو تو میرے جہو ... سے قدر ہیگا اگرچہ بنی آدم قوت میں دیو سے کمتر ہیں
لیکن فہم و فراست میں زیادہ تر ہیں چنانچہ خدا تعالی نے فرمایا ہی کہ ہم نے البتہ بزرگی دی ہی بنی آدم کو

حکایت بہمن اور شیر کی

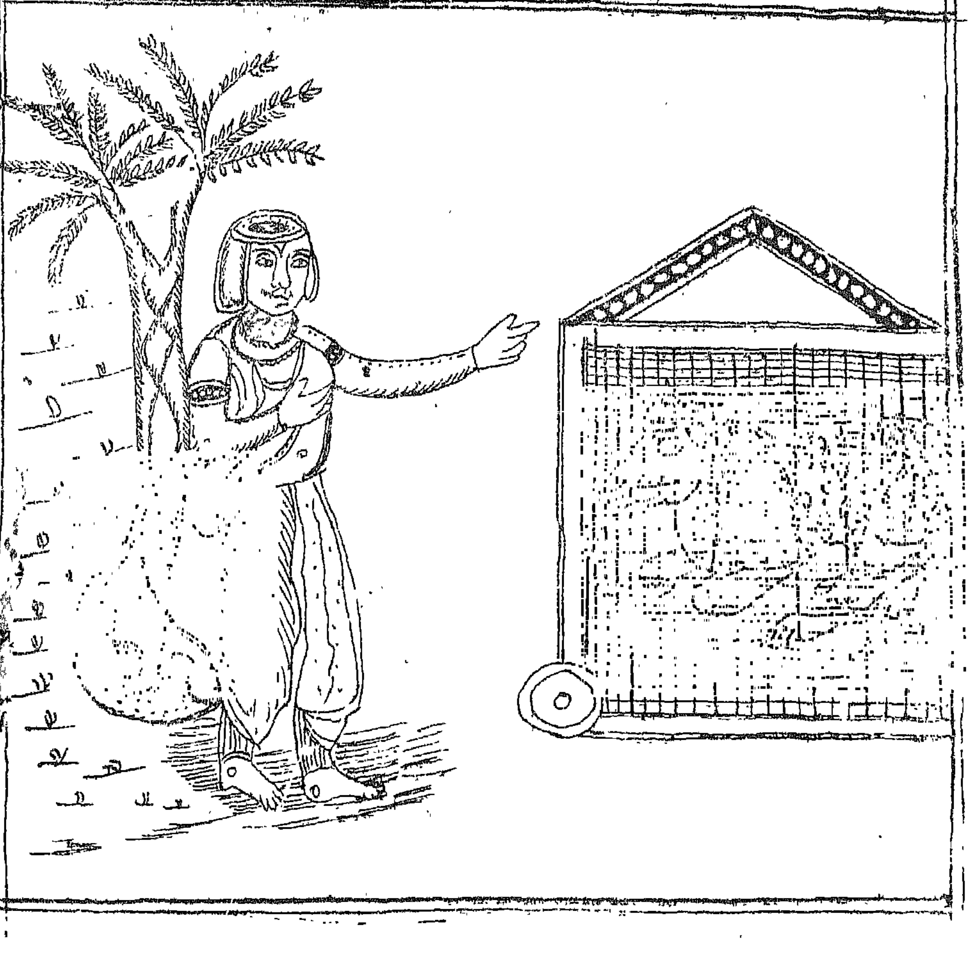

وہ لومڑی شاہی پاہیون کو کسی جنگل مین ایکدن سیر مین کا گذر ہوا کیا دیکھتا ہی کہ ایک شیر لوہی کی پنجری
مین بند ہی وہ اوسکو دیکہکر بہت عاجزی سی گڑگڑانی لگا اور کہا اگر تو میری اس حال ابتر
پر رحم کر اور اس قید سی مجھکو نجات دی تو اس جان بخشی کی عوض ایک دن مین بہی تیری
کام آونگا برہمن سادہ لوح کا دل شیر کی بلبلانی پر پسیج آیا اگرچہ عقل نی اسکو یہ سوجہایا کہ دشمن
اسکی باتکا اعتبار کیا چاہیئی جبکہ مال وجان کا دروازہ کہولدیا اوسکو ہاتہہ پانو کہول کر باہر نکلا
ہوتی ہی اوس خونخوار نی اوسکو اندیش کر کی دونی کیطرح پیچہی سی پکڑ لیا اور وہان سی چل نکلا برہمن
نیکی کرنی بدونسی ایسی ہی جیسی نیکو ہستی کی برائی تو وہ برہمن نی کہا ای شیر برہمن سی تجہسی
بہلائی کی نیکی کی اسیطرح لوگون نی کہا ہی مصرع نیکی کا بدلا بدی ہی کیا ہی شیر بولا
کہہار کو یہ بات نیکی کی جزا بدی ہی اگر تجہی اعتبار نہو تو چل کسی دوسری سی پوچہ دیکہ اور ان دونو سی
سچ اسبات پر دونو گواہی پر راضی ہوا اور جنگل مین پہنچا ایک درخت تہا شیر اور برہمن اوسکی
نزدیک آئی شیر نی اپنی درخواست اوس سی ظاہر کی اور اوسکی جواب مین کہا شیر سچ کہتا ہی اسوقت مین نیکی کا
بدی کی ہوا اور دیکہو مین ایک جنگل مین کہڑا ہون اور سب دہوپ مین مسافر
سایہ کرتا ہون لیکن جو مسافر گرمی کا مارا ہوا میری سایہ مین آکر دم لیتا ہی پہر جاتی وقت
اپنی سپر سایہ کو میری ڈالی توڑ کر لیجاتا ہی کوئی میری شاخ کی لاٹھی بناتا ہی کچھ بہلائی کا عوض
برائی ہی پاتا ہون شیر نی کہا کہو اب دیکہا کیا آدمی ہو اور کسی اور سی پوچہہ شیر نی چند قدم
آگی جاکر ایک اونٹ سی اسبات کو پوچہا اونٹ نی کہا شیر سچ کہتا ہی مسافر بوجہ لاد کر ادہر ادہر پہرتا
پہرتا ہی جب مین جوان تہا اوسے تمام اپنی منزل مقصود کو پہنچاتا ہی لیکن اسکی بدلی وہ
میری چہاتی پر ظلم کرتا ہی اور بہی بہت یہ برہمن بولا تیسری سی اور بہی دریافت کر اگر تیری
رضامندی ہو تو شیر کہی دیکہا سامنی سی ایک گیدڑ ٹیلی پر بیٹہا نظر آیا اوسنی ارادہ کیا

شیر ہنسکا اور کہا ای گیدڑ مجھ کو کچھ اندیشہ نہیں ہم ایک بات تیری پاس پوچھنے آئے ہیں تب وہ بولا کہ حضور کو
جو کچھ ارشاد کرنا ہو مجھ سے فرمائے کہ خدمت بدولت کرے اس عاجز کا اطاعت ہوش و حواس اور اجا
شیر نے کہا کہ اس جنگل میں مجھ سے نیکی کی ہوا ہے میں اس سے [illegible] کہتا ہوں تو کہہ اس مقدمہ کو
میں کیا کہتا ہے گیدڑ نے خوشی سے یہ بات جو آپ ارشاد کرتے ہیں اس خاکسار کے خیال میں نہیں آتے
آدمی کی مجال جو تجھ سے ہیکل جانوروں کے شاہنشاہ سے کچھ کہہ سکے یہ وہ انسان پیشے سے بدتر ہے
کچھ نیکی کر سکے مجھ کو اس بات کا ہرگز اعتبار نہیں آتا جب تک اپنی آنکھوں سے دیکھوں شیر نے کہا ہم کہا ویں
پھر شیر جنگل کو لیے آگے آگے اور گیدڑ آہستہ آہستہ پیچھے پیچھے روانہ ہوا ایک زمین میں پنجرہ کو پاس پہنچ کر
یہ جنگل میں [illegible] شیر اسی پنجرہ میں بند تھا انسان نے خلاص کیا کہتا ہے کیا مقدور ہے گیدڑ بولا کہ اتنا بڑا
اس چھوٹے سے پنجرہ میں کیونکر تھا اب بھی ویسے ہی اس میں جا کر جس طرح اس کے ہاتھ پاؤں
بندھے تھے ویسی صورت سے باندھ کے تو پھر کچھ ملے تو میں جانوں شیر اندر گیا اور جب جنگل کے
ہاتھ پاؤں باندھنے لگا گیدڑ نے کہا اگر آگے سے اسکے باندھنے میں کچھ باقی دیا فرق بھی کریگا تو
اس میں ہرگز اس کا جواب نہ سکونگا اور گیدڑ کے کہنے سے شیر کو خوب مضبوط باندھا اور پنجرہ کا
دروازہ بند کرکے کہا ای گیدڑ دیکھ اس طرح یہ گرفتار تھا جو میں نے کھولا گیدڑ بولا بھیڑیے جیسے تیری عقل
ای نادان ایسے دشمن قوی سے نیکی کرنی اپنی پاؤں میں کلہاڑی مارنی ہے تجھے کیا ضرور کہ دشمن کو قید سے
چھڑا کے جان اپنی راہ لی دشمن تیرا مغلوب ہوا اسی غنیمت سمجھ ہے جو کوئی صبر اور فریاد اپنے نفس کے جو مثل
نفس جسم کے پنجرہ میں بند ہے اور اس کے حال پہ رحم کرکے صبر و توکل کی رسی اوسکے ہاتھ پاؤں سے
کھولا یا بھول دے تو پھر صورت اسکو اور اسکا رستہ نہ پاوے مگر خضر سا کی دستگیری پیر پیری کی [illegible]
میں لگا ہو تو جانے کہ طاقت جسمانی قوت روحانی پر بھاری نہیں سکتی اب تجھے پر لازم ہے کہ پورے پیر
کے بنداد کو نفرت سے گرفتار کے قید کیا ہو ویسے حق تعالیٰ سے تجھ کو بھی دوزخ کی قید سے

نجات دیگا لیکن اپنے بہائیون کیواسطے بہت تفکر کیا کہ جب تک خدا مجہی پہر یہان لاوے انکی حفاظت تو وہ واقعی کیسو یکیکر رخصت چاہی شاہزادی با چشم خونبار یہ چند اشعار پڑہے اشعار آتش سوزان ہجر ندای شوخی پی پیدا تہا۔ نقد جان بیکسان کو چہوڑکر تہا جاتا ہی۔ تشنہ لب ان ابر نیسان اس صدف کو چہوڑکر جانب ویرانہ ظالم اسقدر دوڑا تہا جیل بی پہ جا پہر باد حوادث تغیر و شدہ کلبہ احزان کی ہوای شادی دلہنا تہا۔ تو نہین واقف ہی چلیے سوز باطن کے ابہی … یوسف دوران تیرہ دلان آتو اب پہر آتہا جسمین تو جاتا ہی وہ ہی بحر نا پیدا کنار۔ ہان میری بات لو ظالم سیہ بختی بجا تہا حسرین پر واتکو دیکہا پہلا تو کیا جواب ہیوہکر اوسکو کیمیپی شمع نور افزا تہا العیشر ثون معلوم کیا کہ یہ بین … کیا کہا اس بات کا حاصل یہ ہی کہ دل عرش منزل تیرا ہو رونق بخش تخت بادشاہی کا اور دیکہنے والا نادی اور … کہتا جب اوسکی آنکہ ہا خلعت … پہنچی اوسکی بصارت کو رنگ لگا اور دیدہ روشن … کیا اب اوٹہکر اور سرمہ بینائی دہوندہتی گل کی تلاش مین کوشش کر لیکن بادیہ مین دنیای جیارہ کی بازیمین کہ فریب کا دہرا سواہی مشغول تہا مبادہ وہ فاحشہ پہلے تجکو فریفتہ کرکے بادی … اور بعد اوسکے مکر کی ہلی اور فریب کی جہہکی مددسے اچہا پالنا اپنے حسب … پہنکے اور اچانک تیرے تو گل کا سرمایہ اوٹہ سوجائے تب تجکو دایم حبس کرکے آرزو … کی امانت سے اس مکارہ کی بادی طلسم کو … کر د… تو وہ فاحشہ جو بادشاہون ورکرون کی … فرمانبردار لونڈی ہوکر چاہی کہ تجکو اپنے حسن جمال بیکہا پہر آرزو اسکی شبہ الفت ہو نگاہ تکبر تو یقین ہے کہ گل کی دامن تک تیرا دسترس معدوم فقط

چوتہی داستان تاج الملوک کو دو گہپر گل بکاولی کی سرزمین مین …

راوی شیرین زبان یہ داستان یون بیان کرتا ہی کہ تاج الملوک نے نہایت فکر کیا اور حیرت … بہر خدا اکا نام لیکر جنگل کا بعد کئی روز کی ایک ایسی وادی مین پہنچا کہ جسکی انتہا نتہی … کی … گزر … ذات مین فرق معلوم ہوتا تہا سپیدی اور سیاہی مین دن اور رات کا پتا نہ لگتا تہا وہان جا کے …

اپنی حلقہ وار دیکہنی لگا کہ ای عزیز یہ پہلی ہی بچہ مصیبت کی لہری تجکو نوابہی سمارا دریا کا دریا تیر آگی
ہمت کی کمر چست باندہ اور سمندر کی پاتہا انکو آشنا دہ بین قال دیکہہ تو خدا کیا کرتا ہی سبب غواص کرکے
خوف جو کہہ پانی سے ہو تو ایک بہی موتی نہ لگی ہاتہہ اوسکے یہ سوچ کر آگی دوش اوس صحرا مین جا نکلا جو
قدم قدم پہ تا تہا کانٹا گڑتا تہا ہر گام سیاہ وناکہ تہا زمین اوس دشت بے غایت جو چہالون کی ڈسی
تاریک تر تہا درندون کا مسکن چپہ چپہ خطر تہا اگر ایک دم وہان آفتاب آتی تو اپنا نور کہو جاتی ہر طرف اژدہے
ہوکی پیاسی منہ پہولے پڑے تہے گویا خالی گہڑون سے وہ دہانی چہالون کے سوا کہین انکے پنجون کی سوا
نہ کوئی آشنا مدت تک شاہزادہ وہانہی پائین چارون طرف دوڑتا پہرا جہاڑیون کی رگڑون سے بدن چہل
گیا ہر ایک عضو سے ہو ٹپکنی لگا یہانتک کہ پہول سے تلوے اوسکے پہول سکے کانٹون سے چہپ گئے
سکہتے ہین کہ شاہزادے نے ایسی مصیبت اور محنت اوٹہا کر آبے اوس جنگل کو طی کیا اور لاکہون سجدہ
شکر الہی کے بجا لاکر آگے چلا سامنے سے ایک نو پہاڑ سا بیٹہا نظر آیا اور وہ سمجہا یہ پہاڑ ہے جب
نزدیک پہنچا دیکہا اوس ظالم نے اپنے قد کو بلند کیا سر فلک ہو گیا اور مارے خوشی کے بادل سا
گرجکر بولا کہ الحمد للہ جاوے مین اپنی رزق سے اور قربان ہون وہ خالق کے کہ بہیجی ایسا لقمہ لطیف مجہ
دیو کثیف کے واسطے گہر بیٹہے بہیجا یہ کہکے شاہزادے سے مخاطب ہو کر بولا کہ اس ایام جوانی مین تجہے کسنے
عروس اجل کا مشتاق کیا اور حلاوت زندگانی کو تجہے تلخ کیا جو تو شہر حیات کو چہوڑ کر پای خود سے
ویرانہ موت مین آیا شاہزادہ اوسکی ہیبت سے تہرایا چہرے کا رنگ تپتا سا اوڑ گیا منہ پر ہوائیان چہوٹنے
لگین کہا ای دیو تو میرا حال کیا پوچہتا ہی کہ زندگانی اس دنیا فانی کی مجہپر وبال ہوئی ہی اگر مجہکو اپنے
جان عزیز سے ہوتی تو مین ہرگز اپنی کو موت کے منہ مین نہ ڈالتا اور تجہسی خونخوار کے دام مین گرفتار ہوتا
اب مجہکو زندگانی کی صورت سے [illegible] بالفعل وقت میرا کام تمام کر کہ ایک ساعت کی زیست مجہے ہو بہن
یا سخت کی بلا ہی [illegible] سنکے خوشی سے [illegible] [illegible] کی ہوئی نہین تو ہم نفس بہی

جیتی کو یہ دیو کو اوسکی ویرہ انگیز باتون پر رحم آیا حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم کہائی کہ یہ بات زبان
پر لایا کہ اے آدمی زاد مین تجہے ہرگز رنجیدہ خاطر نکرونگا اور سر مو تصدیعہ نہ دونگا بلکہ اپنی پناہ مین رکہکر
جس مطلب کیواسطے تو نکلا ہے اوسمین کوشش اور مدد کرونگا بس ہر روز دیو شاہزادی پر شفقت زیادہ کرتا
اور بار بار دلاسا دیا کرتا تاج الملوک بہی میٹھی میٹھی باتین کرکے اوس سے شیر و شکر کے مانند ملگیا اور چاپلوسی اور تملق سے
اوسکی محبت کی شیشے مین اوتارا القصہ ایکروز دیو نے مہربان ہوکر کہا تیری غذا کیا ہے مین لاؤن تاج الملوک نے
عرض کی آدمیونکی غذا اناج گہی میدہ گوشت وغیرہ ہی چیزین ہین یہ سنتے ہی دیو اوٹہہ دوڑا اور ایک
قافلے پر پہونچا کہ جسکے لوگ شکر اور گہی اور میدہ اونٹونپر لادے ہوئے کہین سے لئے جاتے تہے وہ لدے
لدائے اونٹ اوٹہا کر شاہزادی کے آگے لے آیا کہا اپنی خورش سے اوراسمین سے کچہ کہا تاج الملوک نے
اونٹونپر سے وہ سب اوتار لیا اور اونہین جنگل مین چہوڑ دیا پہر ہر روز اپنے کہانیکے موافق پکی پکی
روٹی پکا کر کہانے لگا اسیطرح چند روز گذرے ایکدن شاہزادے نے کئی من میدہ لیکر اوسمین گہی شکر ملاکر
تہوڑی تہوڑی پہرکی چبانو پر ڈالکے ہاتہہ پاؤن سے خوب روندا گوندہا پہر اوسپر اوپر سے سوکہی لکڑیان
جمع کرکے روغنی روٹ سینکے کانٹ تیار کئے اور ایک اونٹ کے کباب بہی خوب نمکین بہونے دیو نے دیکہکر
پوچہا کہ آج تو نے کیون اتنی تکلیف اوٹہائی اور کسواسطے فضول پکوائی باندہی تاج الملوک نے کہا یہ تماشا ہی
ہے تاکہ تم بہی ایکنوالہ اسمین سے کہاکر آدمیون کی کہانیکی لذت دریافت کرو دیو نے ایکبارگی سبکا سب اوٹہا کر
منہ مین ڈال لیا اسکے اسطرح کی کہانیکی اوسنے کبہی لذت نہ چکہی تہی بارے خوشی کے اوچہل اوچہل کر کہاتا تہا
اور بار بار شاباش کہکر تعریف کرتا تہا اور کہتا تہا اے آدمیزاد تو نے مجہے ایسی چیز کہلائی کہ میری باپ دادے
نے بہی کبہی نہ کہائی ہوگی بلکہ آجتک کسی دیو نے ایسے کہانیکی لذت نہ پائی ہوگی اس روٹی کے ٹکڑی کا
احسان مین ابد تک مانونگا اور دل سے تیرا ممنون رہونگا شاہزادے نے جو اوسکی رغبت دیکہی تو ہر روز
نئے قسم کی روٹی اور کباب تیار کرکے کہلاتا اور وہ نہایت محظوظ اور خوش ہوتا یہانتک کہ ایکروز خود بخود

کہنے لگا ای آدم زاد تو ہر روز اس قسم لذیذ سی مجھے ایسا خوشنود کرتا ہی کہ اگر میری بدن پر ہر روئین کی
جگہہ زبان پیدا ہو اور ہر زبان سی شکر تیری احسان کا ادا کروں تو بہی نہو سکی لیکن اب تک تیرا کوئی کام
میری ہاتھ سی نہیں نکلا اگر کچھ مطلب ہو تو بیان کر تاج الملوک نے عرض کی کہ مین نے سنا ہی دیوؤں کا
مزاج آتش سی ہونی کی سبب طرفہ زود غضب ہوتا ہی اور اپنی بات پر مستقیم نہین ہوتی اگر تم حضرت سلیماں کی قسم کہاؤ
تو مین اپنا راز تمسی ظاہر کرون تب دیو بولا کہ مین اس بزرگ قسم سی دیتا ہون خدا بہائی کی اگر وہ مجھسی
ہو سکے تو مرنا بہتر ہی آخر اوس نے چار ناچار قسم کہائی اور پوچہا کہو کیا مطلب ہی تاج الملوک نے کہا کہ ایک مدت سی
مجھکو ملک بکاولی کی سیر کا سودا ہو رہا ہی اوس سرزمین مین پہنچا دیجیی میری آرزو یہی ہی یہ بات سنتے ہی
اوسنی ایک دم سرد سینی سی کہینچا اور دو ہتہڑ اپنی سر پر مار کر بیہوش ہو گیا جب ایک ساعت کی بعد ہوش
مین آیا ہای ہای کرنی لگا اور ماتم زدون کی صورت بنا کر بولا ای آدم زاد یہ ستمگاری کی تونی تیری اجل کا
سررشتہ میری ہاتھ مین دیا کہ میری جان کی ہلاکت تیری ہاتھ مین ہی گلشن بکاولی پریون کی بادشاہ کی
بیٹی ہی اچھا ہزار دیو بلکہ اس سی بہی زیادہ اوسکی باپ کی غلام ہین وہ ہر طرف اوس کی ملک کی
پاسبانی کرتی ہین تو ایک طرف وہان کی خاص چوکیدار جو اوس ملک سی نزدیک ہین اونہون نے
بہی اوس شہر کی چار دیواری کو نہ دیکہا ہوگا کسی دیو یا بہوت کی کیا طاقت بلکہ صرصر بہی اون دیوؤں کی اجازت
کی بغیر جو مین بہی وہان کی راہ تک نگہبان ہین ممکن نہین کہ پہنچ سکی اور یہان بیشمار دیو نات نگہبانی مین
مشغول ہین کہ کوئی پرندہ اوس سرحد مین پر نہ مار سکتا اور زمین کی نیچی جو ہون کا بادشاہ بہی تنہا فوج سی
اور سانپ بچہو کا لشکر زمین پر محافظت کی واسطی مقرر ہین تا کوئی سرنگ لگا کر بہی نہ پہنچی بہلا مین
تجہی وہان کیونکر پہنچاؤن اور جو پہنچا تو یقین ہی کہ بسبب اس قسم کی جان سی جاؤن اب تو
ایک کلام کر کی آج پہر اس طرح سی کہانا کہا جو پہر کر پردہ غیب سی کیا ظاہر ہو اور میری کوشش کی
ناتمام کہا تب تاج الملوک نے وہی کیا جب کہانا دینی طیار دیکہا چنگہاڑا فوراً شکل الطیر

سے ایک اور دیو پہاڑ سا پہنچا اور دونوں دست بستہ آ کے بیٹھ گئے پھر تاج الملوک پر دونوں کی
نظر پڑی شاہزادے نے فی الحال شتاب کر سلام کیا اوسکے سلام کرنے سے دونوں حیران ہو کر صاحب خانہ
سے پوچھا کہ اے بھائی یہ مقام تعجب کا ہے آجتک کسی نے نہ دیکھا نہ سنا ہوگا کہ دیو اور آدمی [illegible]
اور دونو ایک جگہ ہمنشین ہوں اسکے یہاں رہنے کا کیا باعث ہے دیو نے کہا اے بھائی اس آدمی نے مجھکو
نہایت ممنون کیا ہے مجھے کسی طرح اس سے بدی کرنی منظور نہیں اور تجھکو اسیواسطے بلایا ہو کہ تو بھی اسکے
ہمراہ [illegible] کہ صاحب خانہ نے [illegible] مہمان کے آگے رکھا وہ دیو اوس [illegible] شیرین کو
سنا میں [illegible] نہایت متلذذ ہو کر خوشی کے مارے ناچنے لگا آخر کہا کہ مہمان نے کہا کہ اے بھائی
تو نے بھی آجتک اس آدمی کا کچھ کام ہوا ہے [illegible] جواب دیا کہ یہ شخص ایسے کام کے
واسطے تکلیف دیتا ہے کہ میری حد امکان سے باہر ہے اور تدارک کے احاطے سے خارج ہے اگر تو مہربانی
کرے تو شاید یہ کامیاب ہو پھر اوسنے پوچھا کہ یا اخی کونسی بات ہے جو تم دونوں عاجز ہو میزبان نے
کہا کہ اسکو سیر باغ بکاؤلی کی خواہش ہے مہمان بولا سبحان اللہ جو جان بوجھ کے پوچھے تو یہ سوال ہی خبط ہے
جسنے حضرت سلیمان کی قسم کھائی ہو اگر تو توجہ کرے اسکو شاید بردسی ملائے تو فی الحقیقت
یہ جوان بخشش کرے مقصد اوس کا [illegible] حمالہ نام [illegible] دیو جو بکاؤلی کے [illegible]
[illegible] اوسکو ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ اے خواہر [illegible] میں ایک
انسان [illegible] بغیر [illegible] کسی صورت سے مجھے [illegible] نہیں اور آپ کی [illegible] ایک آدمزاد کو
[illegible] کیا ہے [illegible] میری جان [illegible] اب بہر صورت جاتے خوف و خطر سے
اسواسطے اس نور دیدہ کو تمہاری خدمت میں روانہ کیا چاہیے کہ اوسکے حال پر شفقت کی نظر [illegible]
[illegible] والسلام اور قاصد کے ہاتھ میں دیا پھر تاج الملوک کی طرف متوجہ ہو کر اشارہ کیا کہ
اسکے ساتھ جاؤ [illegible] سے میدان مطلب میں پہنچے گا [illegible]

دور کرسکے تو شاید اپنے مطلب کو پہونچے یہ کہکر قاصد کے ہاتہہ پر بٹہا دیا اوسی واہی کا سیا
کیا اور رخصت کیا بھیجیے تمام سفر طے کرکے مقصود مین جا پہونچا اور دوست جمالہ کو سلام کرکے شاہزادی کو نامے
سپرد حوالے کیا وہ دیکہکر نہایت خوشی کی اسقدر ہنسی کہ غش کر گئی **بیت** ساقی تجہی نہ اپنی سپہر مین ہین
کسی کی طرح ہوتے کہتی یہ بہین وہ حسن قاصد لطیف سے جیتے ہوگئی کہنے لگی اگر سہالی مجہکو مرغ کتہکے کان پہنچا
انکو بہی حضرت سلیمان کی توہین اتنا خوش نہوتی جتنا اسکے آنے سے ہوئی اسکے بعد خط کا لفافہ کہول کر
اوسکا احوال دریافت کرکے جواب لکہا ای برادر مجہکو ایکدن بستی کی سیر کا اتفاق ہوا تہا وہان ایک بادشاہ
کی بیٹی نہایت خوبصورت لاثانی میری ہاتہہ لگی اوسکو بیٹی کی طرح مین نے پرورش کیا محمودہ نام رکہا اب
وہ چودہ برس کی چودھوین رات کی چاندنی ہوئی کا رسالہ [illegible] اوسکا جوڑا اس لعبت سے بہیجا الحمد لله
کہ یہ بات خاطر خواہ ہوئی تہی زیادہ شوق ملاقات والسلام اور خط اوسکے نام پر کو رخصت کیا
پہر محمودہ کو تاج الملوک کی ساتہ سوار ہوا [illegible] عزیز دوستی چشم ظاہر بین کی سات پردہ مین ہوا اور تجلی
باری تعالے کی کہ کوئی دیکہ اور لیا ہے منتظر (؟) [illegible] پردے مین ہے اگر ارادہ
ہو کہ وہ پردے درمیان سے اوٹھین تو پہلے اس بت سے نگہبان دیو نفس کا
حجاب بیچ سے اوٹہا کر اوسکو لے آئین کہ وہ لعین ہے گہری (؟) چہوڑ کر محمودہ کے مقام
مین پہونچا لیکن یہ بات یاد رکہو [illegible]

پانچوین داستان تاج الملوک کے پہونچنے کی بکاولی کے باغ مین اور لینا گل کا اور عاشق ہونا بکاولی پر

القصہ تاج الملوک چندمدت محمودہ کی صحبت مین رہا لیکن اوس غنچہ دہن کا دل اوسکی بو بستی نہ کھلا اوس گل کی پاس شگفتہ ہوکر نہ بیٹھا ایک رات محمودہ نے شاہزادے سے کہا ای مایہ نشاط شاہزادیون کی یہی وضع ہی جو رات کو اپنے ہمخوابہ کے گلے لگ کر سوتے ہین الگ پڑی رہین بوس و کنار نکرین اور مجھکو جیسے سکے ویسے اوتھکر رہے ہون تاج الملوک بولا کہ عیش و عشرت اتنا نہین اس سے بھی کچھ زیادہ ہے مگر کسی کھٹے میٹھے کو جی نہین چاہتا بلکہ جان شیرین بھی تلخ ہے کیونکہ ایک بڑی مہم درپیش ہے اور مینے عہد کیا ہی کہ جب تک وہ سر نہو دنیا کی تمام لذتون کو حرام سمجھون کسی سے اختلاط نکرون محمودہ بولی وہ کیا ہی کہ بیان کر کہا مین ملک بکاولی کے دیکھنے کی خواہش رکھتا ہون محمودہ نے جواب دیا خاطر جمع رکھو انشاء اللہ تعالی کل رشتہ امید کی گرہ ناخن تدبیر سے کھولونگی اور وہ ملک تجھکو دکھاؤنگی غرض وہ رات جون تون گذری جب مہتاب چھپا اور آفتاب نکلا حمالہ دونون کو خوابگاہ سے باہر لائی اور اپنے داہنی بائین زانو پر بٹھا کر شفقت و الطاف مادرانہ کرنے لگی محمودہ بھی سر و قد اوٹھ کر آداب بجا لائی اور عرض کی کہ ای اماجان مین کچھ گذارش کیا چاہتی ہون اگر قبول ہو تو کرون حمالہ نے سر و آنکھون سے کہا کہ بے تکلف کہو محمودہ بولی کہ یہ بکاولی کے دیکھنے کا ارادہ رکھتے ہین جس طرح تمسے ہوسکے انکو

تھا لیکن ہر چند حیلے اور عذر کئے آخرش دیکھا کہ کسیطرح اسکا خیال نہیں چھوڑتی ناچار قبول کیا
اور چوبدار کو بادشاہ کو بلاکر فرمایا کہ اسیوقت یہاں سے تا دلی باغ تک سرنگ کھودکر اس
شہزادیکو میری حیات کا سرمایہ ہے اپنی گود پر سوار کرکے اوس باغ مین پہنچا مگر خبردار سر مو اسکے
آسیب نہ پہنچے ہرگز اوسکی گردن پیچھے نہ اوٹھے [illegible] غرض اوسنی بموجب حکم کے ویسا ہی کیا باغ مین پہنچکے
شاہزادی نے آہستہ آہستہ چاہا کہ اوترکر اوسمین جائے جو بیٹے نے چھوڑا اور ارادہ سے پھینکا گیا تاج الملوک
بولا کہ اگر تو مجھے اس باغ کی سیر کو جانیکی تو بہتر نہیں تو مین آپکو ابھی ہلاک کرتا ہون جو بلا کہ آکر میرے
جانب کھیل جائیگا تو مین بھی حال کی ناچیزی سے نہ بچونگا ناچار جانے دیا تاج الملوک جاکر دیکھتا کیا ہے کہ سو نیکی
زمین پر زر خالص کی [illegible] دیوار ہین لعل بدخشانی اور عقیق یمنی کے تختے سے اوپر تک جڑے ہین
زمرد کی چمن بندی کے اس پاس فیروزے کی نہرین گلاب سے معمور جنکو دیکھکر خدائی نظر آتی ہے جاری ہین
سبحان اللہ کیا سماں ہے کہ دیکھنے والونکی سدھ بدھ جاتی ہے چمن کی سیر سے شفق پھولی ہوئی نظر آتی
اور پھولونکی رنگت کی سرخی سے گلسرخ آفتاب کا شرمندگی کے مارے پسینے مین ڈوب جاتے
وہانکی انگور کا خوشہ ثریا [illegible] عقدہ پروین کا رشک ہوا جاتا ہے اور سنبل کا عالم ایسا ہے کہ سرو چمن کے
سمجھ کے حالی بالونکو پیچ وتاب مین لاتا ہے اگر اوسکے گلزار کی شبنم کا ایک قطرہ سمندر مین ہو پہنچے تو مچھلیون (الفی)
بلا کی بھوک لگی جو وہانکی سپید پنکھی [illegible] کان مین پہنچے تو [illegible] باز رہے اور اگر زمرد سے طوطی
وجد مین آکر ناچتی ہوئی ماہتاب [illegible] سمیت زمین پر گر پڑے معشوقون کے فندقون سے وہان کے
عناب رنگین تر اور سرگردانی مین قیامت خوبان سی کہین بہتر اوسکے ایوان کے شمع کا اگر عکس
زمین فلک پر ہوا ہو تو بجا ہے اور مہتاب اوسکی صفائی پر دیوانہ ہو [illegible] واسطے ظرف [illegible] لعل
کے درختون مین میوے [illegible] سمجھے الٹے درخشان ہین جیسے خورشید کو [illegible] ستارون کی خوشے
اودیان گلاب کی [illegible] شاخون پر زمرد کی ڈالیان ہوا سے جھک جھک گرین اور [illegible] شب چراغ

انہین تیرتی پہرتی شہزادہ یہ رنگ و ڈہنگ دیکہتا بہالتا قدم بڑہاتی چلا جاتا تہا کہ ایک دالان
یاقوتکا اور اوسکے سامنی زبرجدکا اور بیچ اونکی ایک حوض مرصع پاکیزہ گلاب سی بہرا ہوا اوسکے
اطراف کی نادون مین جواہر خوش آب کے سنگریزے پڑے ہوئے اور اوسمین ایک پہول نہایت لطیف
و نازک خوشبودار کہلا ہوا نظر آیا تاج الملوک نی اپنی ذہن کی رسائی سی دریافت کیا کہ یہو گل بکاولی ہی
فورا کپڑی اوتار کر حوض مین کودا اور گل مقصود کو لیکر کنارے پر آیا اور شاد ہوکر اوسکو کمر مین باندہ لیا
پہر محل کی سیر کو متوجہ ہوا آگے بڑہتے ہی ایک قصر عالیشان نظر آیا اوسکی دیوارین جواہر سے
آسمان سی طرحکی تہے اوسکے ہر مکان کی چمک کے آگے دہوپ پہیکی اور چاندنی ٹہنڈی ہو [illegible]
شوق کی بال و پر کہولے ہوئے اوسکے اندر بیدہڑک چلا آیا ایک دالان نہایت خوش [illegible]
بہت خوب اوسکی ساخت لی ہوئی آئین اور خوش قطع ایک شہ نشین نظر پڑی [illegible] اوسکو کار چوبی [illegible]
سے کی بیل ستارون کی بوٹے پڑے ہوئے سب جہوٹے ہوئے تہے شہزادہ اوسمین گیا [illegible]
دیکہا ایک چہپرکہٹ اور پلنگ پر ایک پری نازنین کنول مست خواب بیحجاب نظر آئی [illegible]
انگیا اسکی ہوئی کرتی سرکی ہوئی پائجامہ چڑہا ہوا کچہا ازاربند کا لٹکا ہوا ناز سی ہاتہ پانو پہیلائے ہوئے [illegible]
نیند مین بیخبر سوتی ہی اوسکے رخسار آتشناک سی زمین و آسمان نورانی آئینہ مہر و ماہ کو ہمیشہ حیرانی اور اوسکی
چشم سیہ مست سی نرگس کو مدام پشیمانی لب نازک کی رنگت سی لالہ خونین جگر [illegible] اور اب جو کی چاہ سے [illegible]
زار و ناتوان معلوم ہوتا اوسکی غنچہ دہن سی کوئی حرف نہ سنے تو اطفال شگوفہ کو ہو سلنے کا سبق نہ دے
سکے اگر زلفکی شب اوسکی زلف مشکین کے سائے مین نہ آتی تو آفتاب کی تیغ شعاع سے مارا جاتا اشعار

سرو قد گلعذار عنبر بو — شکنین لب غیرت دل جہرہ — کہین پر دیکہی کردہ یا سیرہ — [illegible]
سلک مے نہ اپنی کر خبر پا — تو شتابا کو سرو سے کہا تا — وصف کرتا ہی کیا تو اوسکو — [illegible]

تاج الملوک دیکہتی ہی بیخود ہوگیا ایک ساعت کے بعد جب آپ مین آیا تو انگوٹہی [illegible]

سرہانے تک پہونچا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے بہر کر یہ اشعار پڑہنے لگا **اشعار**

لیلا شب کی نقاب سے تو عیان کہیچی شہر ہند کی مہ تابان ٭ تیری گیسوی مشکفام مین یار لیلۃ القدر ہتی ہی پنہان

سنتے ہم تھے شب برات ہے کسکی پیدا ہوے مہ تابان ٭ ہمیشہ کیا گیا گذر گیا لیکن ہو گئی کچھ خبر تجہی جانان

شاہزادے نے اپنے دل مین تجویز کیا کہ یہان اپنے آنے کی نشانی کچھ چھوڑ جانا چاہیے اوس نے ایک انگوٹھی نگینے ہاتھ سے اوتار لی اور اپنی پہنا دی پہر آنکھیں بہر کر یہ اشعار پڑھتا ہوا وہان سے چلا **اشعار**

اے ساکنان اس باغ سے ہم داغ ہجران لے چلے ٭ خاک سر پہ داغ دل پر سینہ بریان لے چلے ٭ باغ دنیا مین ہو گا کوئی ہم سا بھی بے نصیب ٭ آئے ایسے باغ مین اور خالی دامان لے چلے ٭ آخر حالت خواب مین اوس سے وداع ہوا اور سمند ناگ کی راہ سے چوبے پر سوار ہو کر اپنے مکان مین آ پہونچا حمالہ کہ انتظار مین روتی صورت بنا کے خون جگر آنکہون مین بہری بیٹھی تھی اسکے پہونچنے سے اوسکا غنچۂ خاطر کہل گیا دن ہنسی خوشی کے کٹا اتنے مین عروس روز نے شفق کے گھونگٹ مین اپنا منہ چہپایا اور طرۂ شام نے طرہ مشکفام دکہایا تاج الملوک اپنی امنگ سے ناگ محل مین گیا اور اوس رات محمودہ سی ہمکلام ہوا بلکہ اسی طرح خیارہ عیش و عشرت کا

چہٹی داستان تاج الملوک اور محمودہ کی رخصت ہو کر جانے کی اور دلبر کی باتین کہنا

کہتے ہین ایک رات تاج الملوک محمودہ سی خلوت مین ادہر ادہر کی باتین کرتے کرتے کہنے لگا اے پیاری شادمانی اگرچہ اس جگہ سب طرح کی خوشی ہی اور کسی صورت کا رنج نہین ہر وقت جو اسباب نشاط چاہیے وہ موجود ہے لیکن کب تک ہم وطن اور عزیزون سی دور رہے اور کہان تک دوستون کی جدائی کا غم سہین کچھ ایسی تدبیر کیا چاہیے کہ اس مجلس ناجنس سے رہائی پاوے دشمنون کے پنجے سی چہوٹ جاوے

شعر ہی غریبون کی صحبت سی تو جینے کی بہار ٭ ورنہ کیا فایدہ ہی خضر سا تنہا ٭ محمودہ نے کہا کہ خاطر جمع رکہو کل رخصت لونگی جب عطارد روشن نے مشاطۂ شب سی شیشہ ماہ بہر کر طاق سپہر مین دہرا اور خوان زرین آفتاب کا دکان مشرق پر رکہا کافور صبح سے بہر اجمالہ نے دو بہاری

بہاری خلعت اور کئی خوان میوے کے تیار کر کے دونون کو خوابگاہ سے باہر نکالا پہر خلعت پہنا کر
اور میوہ کہلا کر داہنے بائین زانو پر بٹہا لیا اور سر منہ چومنے لگی اس اشفاق پر بہی دونونکا غنچہ خاطر
نہ کہلا تب بولی ای دختر باتمیز دامی واماد عزیز جو تمنا تمہارے دل مین ہو سو کہو اگر آسمان کے تارے
بہی مانگو گے تو اوتار لاؤنگی محمودہ نے اوسکا شکر بجا لا کر کہا کہ تمہاری توجہات اور عنایات سے
کوئی آرزو ہمارے دل مین باقی نہین اگرچہ تمہاری آتش جدائی بہی چمن عشق کو جلا سکی اور تمہاری
مجلس سے رخصت گویا جان کی رخصت ہے لیکن ہر ساعت بہنونکا شعلہ فراق میرے سینے مین
اوسنے دل و جگر کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ہے اگر حکم ہو تو چند روز کیواسطے بہنونکی صحبت مین جاؤن اور
اونکی آتش وصال سے اس آگ کو بجہاؤن مصرع کہین ہجر مین پیستا ہون تیری * جمالہ نے اس بات کے
سنتے ہی ٹہنڈی سانس بہری اور کہا کہ مین نے اسواسطے تجہے پرورش کیا تہا کہ اپنی آنکہونکو صبح و شام
بلکہ مدام تیرے سرمہ دیدار سے روشن رکہون سو تو کیا کرے حق بجانب تیرے ہے مین خوب جانتی ہون
کہ یہ فتنہ سویا ہوا شاہزادے نے جگایا اگر آگے سے مین ایسا جانتی تو ہرگز رشتہ اسکا ساتہ تیرے نہ کرتی مصرع
ہے گناہ مرا کچہ نہین خطا تیری * قصہ مختصر جمالہ نے دیکہا کہ ہرگز انکا دل یہان نہین لگتا ایک دیو بلا کے
کہا جہان کہین شہزادے کی مرضی ہو باحتیاط تمام وہان پہنچا دے اور انکی سواری بہی لا دو تو تیری جان
خلاص ہوگی اسکے بعد جمالہ نے دو بال اپنے سر کے اوکہیڑ کے ایک تاج الملوک کو اور دوسرا محمودہ کو دیا اور کہا کہ جسوقت
تمہکو کوئی امر درپیش ہو تو یہ بال آگ پر رکہنا اور مجہکو اشارہ ہزار دیو سمیت بات کی بات مین
پہنچا جانتا ہے تاج الملوک کے ہاتہہ مین محمودہ کا ہاتہہ دیکر یہ شعر پڑہا شعر سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را * کہنے والے نے یون کہا ہے کہ اسیوقت وہ دیو بہار کی مانند بجلی سا
تیز دوڑ کر آیا پوچہنے لگا جہان فرماؤ پہنچاؤن شہزادہ بولا شہر فردوس مین لیکر چلو سو اسکی بات
یہ سنتے ہی اون دونونکو اپنے کاندہے پہ بٹہا کر ایک پلک مین تاج کے گاؤن مین اوتارا اور رستہ بتا کے تاج الملوک

نے کہا فی الحال کہیں لکھ دیتا ہوں جو آواز شہزادیکی بسوا کی کانوں میں پڑی سنتے ہی دوڑی آئے
اور اوسکے قدموں پر گر پڑی پھر سجدہ شکر الٰہی بجا لا کر بولی شعر ہو کی جگہ تن پہ اگر میری زبان ہو ۰
تو بھی نہ ہی بندہ نوازیکا بیان ہو ۰ شاہزادی نے اپنے پہونچنے کا حال لکھکر دیو کو دیا اور رخصت کیا
کے جو بیابان کی صعوبت دیو ستم پیشہ کی شفقت حمالہ کی مروت محمودہ کی نکاح کی کیفیت گل بکاولی کے
لانیکی حقیقت مفصل اوس سے بیان کی پھر وہ اوٹھکر محمودہ سے ملے اور بہت سی اوسکی دلداری اور مہمانداری
شاہزادی نے وہاں چند روز توقف کیا پھر اوسی تاک کر جانے پر مستعد ہوا اسواسطے کہ گل کے پہونچنے سے اوسکے باپ
نظر کی آنکھیں روشن ہوں فرمایا کہ اسباب سفر کا تیار کریں کشتیاں تیار کریں اہلکار وہیں [illegible] فوراً میں بندیخانے
دارو غہ نے آکر خشکی کہ ہو سب کی شاہزادوں کی حق میں کیا حکم ہوتا ہے تاج الملوک صاحب خانہ کی طرف
متوجہ ہو کر بولا کہ ہر چند میں بھائیوں کی سفارش کروں لیکن قبول نہ کیجیو جبتک وے تیری مہر کا داغ اپنی
پشت پر نہ کہائیں جیسے زندان بان انکو لایا تاج الملوک نے بہت سی شفاعت کی کہ اگر شاہزادی ہو سب جھیں
[illegible] چھوڑ دے اور ان بیچاروں کو بھی اس گرفتاری سے نجات دے کہ خلق میں تیری نیکنامی اور خالق کے آگے
سرخروئی ہو دلبر نے آپ جو کہیں وہی کیجئے میں ہرگز نہ چھوڑونگی مگر ایک صورت ہے کہ اپنے پشت پر
میرے مہر کا داغ کہائیں شاہزادوں نے سوا اسکے اور کچھ اپنی رہائی کی صورت نہ دیکھی ناچار قبول کیا
پشت داغوا کے وہاں سے چھوٹے اور جہاں سینگ سمائے چل گئے تاج الملوک نے چلتے وقت ایک ایک خلعت
اور لاکھ روپیے خرچ کیواسطے دلوا دیے اونھوں نے اور کسی شہر میں کچھ جمعیت بہم پہونچائی
پھر وطن کی راہ لی تاج الملوک نے بھی دلبر اور محمودہ کو مع اسباب اپنے ملک کی طرف تری کی راہ سے رخصت
کیا اور ایسا کہا کہ فلانے شہر میں پہنچکر مقام کرنا میں بھی عنقریب خشکی کی راہ سے پہنچتا ہوں ۰

ساتویں داستان ادہیں تاج الملوک کے ملنے کی بکاولی سے

اور چھین لینا گل بکاولی کا

کہتے ہین کہ تاج الملوک فقیرون کی بھیس مین پیچھے پیچھے بھائیون کے چلا آتا تھا کہ انکا ارادہ کیا تحقیق
دریافت کرے الغرض وہ جہان اوترے ہوئے تھے آن پہونچا اور ایک کونے مین بیٹھکر اونکی لن ترانیان اور جولانیان
جھوٹی جھوٹی سننے لگا اور کہا بھیّو وہ ایسے ہین کیا کچھ بھی سو اپنا منہ دیکھو گل بکاولی میری پاس ہے اور
اوسیوقت اوسکو کمر سے کھولکر اون دونا بازون کے سامنے رکھدیا شاہزادے طیش کھاکر دوڑے بھلا
اسکو آزمائین اگر تیری بات سچی ہو تو جو ہم چاہین تجھکو شہزادین تاج الملوک نے کہا کہ سانچ کو آنچ کیا
سب سے بہتر یہ ہے اندھے کو بلاکر پھول اوسکی آنکھون ملا فوراً وہ نابینا بینا ہوگیا وہ اس تماشے کو دیکھکر
حیران رہگئے آخر نادم ہوکے پھول سب نے چھین لیا اور مارے طمانچون کے اوسکا منہ لال کیا
پھر گردن مین ہاتھ دیکر وہان سے نکالدیا اور خرم و شادان وطن کی راہ لی چند روز کی بعد اپنے ملک
کی سرحد مین پہونچے اور ایک ایک کو آگے بھیجا کہ ہمارے آنیکی خبر حضور مین جلد پہنچا وہ اوسکا
حکم فی الفور بجالایا جب زین الملوک نے یہ خبر فرحت اثر سنی باغ باغ ہوکر حکم قلعہ شہر کا

قطعہ تیا دلا مجھی آیا یہ قاصد جانان ۞ کہ دو کھونکو پہنچا ہی صاحب دردان ۞ ہر ایک غنچہ خاطر کھلا ہی کنعان مین ۞ نسیم لائی مگر بوی یوسف کنعان ۞ حاصل کلام بادشاہ خود کئی منزل استقبال کیواسطے تشریف لیگئی جب دو چار ہوئی شہزادون نی قدم بوسی کی اور بادشاہ نے اونکا ہاتہا چوما ایک ایک کو چہاتی سے لگایا الطاف فرمایا پہر شاہزادون نے گل بکاولی نذر کیا حضرت نے جو ہین آنکھوں پر ملا ویہین تارا ایسی روشن ہوگئین تب کہا الحمد بعد دیدۂ ظاہر بکو پہول نے نورانی کیا اور دیدۂ باطن بیٹون کے دیدار سے منور ہوا اسکے بعد بادشاہ نے جشن شاہانہ شروع کیا اور شہر مین منادی پہروادی کہ ہر ایک فقیر امیر عیش و عشرتکا دروازہ بیفکر کہلا رکھی اور غم والم

آٹھوین داستان بکاولی کے جاگنے کی اور گلاب کے حوض مین گل کو نہ دیکہنے کی اور اوسکے چور کی تلاش مین نکلنی کی

خمخانہ سخن کا ساقی اس پرانی شراب کو نئے پیالے مین یون بہرتا ہی کہ جب بکاولی نی جادو آنکھ کہولی اور خواب راحت سی چونکی انگڑائیکی درستکر کے پیشواز تارسے بہنی کنگہی سے بالونکو سلجہا دوپٹا اوڑہا پہر آہستہ آہستہ جہومتی اٹکہیلیون سے حوض کی طرف چلی ہر قدم پروہ گل اندام اپنی نقش قدم سے زمین کو پائین باغ بناتی تہی اور گرد راہ سی چشم بلبل مین سرمہ لگاتی تہی جب حوض کی کنارے پہونچی دست نگارین گلاب نی پر رخسار پر ڈالنے لگی اور پہر یکایک خیال کہ شبنم کے ... تہا دہو دہو کر گلا بجائ ملنی اور خوبی کی جادو نظر چشم مست نازسی دیکہنی بہا لینی لگی ناگاہ گل بکاولی کی جگہ پر نظر جا پڑی ہر چند بغور تامل نگاہ کی کچہ اوسکا نشان نظر نہ آیا تب سونیکی طرح اوس سیم تن کے منہ پر زردی چہاگئی اور غنچہ کی مانند معصوم بھم سی کمہلا گئی اتنے مین انگوٹھی پر آنکہ جا پڑی حیرت زیادہ بڑہی گہبرا کر دونون ہاتہون سے آنکہین ملنے لگی اور دل مین یون کہتی تہی یا الٰہی یہ خواب دیکہتی ہون یا عالم طلسم پہر بولی اگر خواب ہوتا تو علامتین خواب ہوتین بس اسصورت سی معلوم ہوتا ہی کہ یہ کام انسانکا ہی نہین تو دوسری کیا تہا کہ اٹہارہ ہزار

دیوکی ہاتہہ سی بچکر یہان سلامت پہنچی اور کل مقصود کو سب لٹکی لیجاتی پہر جسوقت اپنی بیکلی کی
حالت اوسکو یاد آتی دریای شرم مین ڈوب جاتی اور یہ اشعار اپنی حسب حال پڑہتی

آنکھوں پہ جو اپنا نام تہلا
ہی جو کو مال ہی سہرو کا
ہنس ہنس لی دہر او دہر تہی
دیکھا نہین کو نگاہ بہر کر

اچہو تکا سبب تہام تہلا
تکتا ہی وہ سیم و زر کو باہم
پر اوسکی ہین نظر سی تہی
یہ آنکہہ تہی ضرور لیکن
جو نقشہ تہا اوسکو دیکہا یا

دنیا مین نہین ہی کوئی تجہسا
ہین کیون تو بیجر دست گلکون
سینی مین بہ مرزائیت لگاکر
گو سیم و زر سو تو یہ مانا
صندوق فقط لیا ہی

اپنا نسی ہوتا تہا سیرا
آنکہون سی لگا دن ہا جیہی
دل نہت مین لیا چہو لکر
اس شہد کا پہر مزا دیکہا

الغرض منوس کرتی ہوئی کے کنارہ سی اوٹہکر یاقوت کی مکان مین جا بیٹہی اور سپاہیون کو بلا کر اس
پنجری کی سر ایک ایک کو دینی لگی مگر یہ سمجہی کہ سوقت تیر تقدیر چہوٹ سپر تدبیر کچہ کام نہ دیگی
تقدیر کی آگی تدبیر نہین چلتی پہر سپاہیون سی جہنجلا کر کہنی لگی اگر تم اپنی زندگی چاہتی ہو تو پنجری کو تلاش
لا کر حاضر کرو یہ سنکر سات سپاہی چارطرف تلاش کی واسطی ہانکتی ہوتی وہان پہنچی وہان لیکن
کہین اوس نی نشان کا نشان کسی نی نہ پایا سچ ہی کہ بی نشان کا وہ نشان پایا جو آپ ہی نشان بنا ہو سبب
جب سی گم شدہ کی کوئی جا تہ پکڑی گم ہو کر جب اوسکو پاتی وہ بچارہ دل کہ دل اوسکا تیر عشق سی چہد گیا تہا
درد کی شدت سی بلبلاتی تہی کمان کیطرح چلاتی تہی آخر بیتابی کی مارے گوشہ چہوڑکر رشتہ شرم توڑ دیا
تو تڑ کر جو کی تلاش مین ہر سمت باندہکر سر پہنچ نکلی جہان جاتی کوئی نہ دیکہتا اور دوسری ایک کو دیکہا پہر تی تہی
او بہانکتی غرض اسیطرح پہرتی پہرتی پورب مین جا نکلی کہتی ہین جب بین الملوک کی شہر مین داخل ہوئی
جس کوچہ و بازار مین دیکہتی تہی تمام اہل عیش کا مہیا پاتی ہر ایک دروازہ پہ خوشی کی نوبت بجتی دیکہتی تہی یہ
دیکہہ حیران ہوئی آخر کو چہ پندرہ سولہ برس کا ایک جوان تیکہل بیاہ بنا کسی سے پوچہا کہ اس شہر مین
ہی کی خوشی کا سبب یا وہ خاص عام کی شادی سے کا باعث خلاف اس کی جگہ تہا یہ اوس نے کہا کہ یہ

بادشاہ قضائے الٰہی سے اندھا ہو گیا تھا اوسکے بیٹے مدت مدید کی بعد بہت سی مصیبت اور رنج اوٹھا
گل بکاولی لائے کہ بادشاہ کی آنکھین روشن ہوئین جب بادشاہ کہا کہ برس دن تک اسطرح سب اپنی اپنی
اپنی دعا دولت پر رہین بیٹے صحبت اور عیش کرین بکاولی نے پردہ حالات بخش سنکر کہا الحمدللہ کہ طالع نے منزل
پائی صحبت شہ کائی لگی یہ بات اوسی فتنہ انگیز کا یہ مطلب کہ کبھی ہاتھ آئی اور خلوت مین جائے پھر دریا کے کنارے
جاکر کپڑے اوتار کے پانی مین اوتری نہا دہو کر راہ کی ماندگی کھو کر کلفت دہو کر اور ایک جوان حسین
کیلر پوشاک مردانی پہنکر بادشاہی محلون کیطرف متوجہ ہوئی بازار مین نازسے آہستہ آہستہ چلتی تھی چشم بد دور
چشم سرمہ سا وشہانی وسی نقش پا کیطرح مٹاتی اور چشم تیغ ابرو یا خنجر مژگان دکھاتی اہل نظر کو بسمل کیطرح
کٹاتی اور جسوقت زلف پیچ کو تاب دیتی تماشائیونکی دلکو پیچ و تاب مین لاتی غرضکہ جو اوسکے سامنے آتا اوسکو
سکتا ہو جاتا آخر تمام شہر مین اوسکے حسن جمال کا غل پڑ گیا رفتہ رفتہ بادشاہ کی بھی گوش گذار ہوا چنانچہ
حضور سے ارشاد ہوا کہ اوس غیرت شعاع کو ہمارے پاس لاؤ فی الفور حضور اعلیٰ مین اوسی لیگئے حضرت نے
پوچھا کہو کہاں سے آنا ہوا اور تمہارا کیا نام ہے کسواسطے آئے ہو جوان نے عرض کی کہ وطن تو غلام کا عجم
اور نام فرخ نوکری کی تلاش مین آیا ہون اب جہان پناہ کی تفضلات سے امید یہ ہے کہ حضور کی ملازمت سے
سرفراز ہون تا دعاء دولت مین خاطر جمع سے مشغول رہون زین الملوک نے کہا بہت بہتر حاضر رہو
اور خواصون مین بعزت تمام سرفراز کیا بلا قیمک کی بیوانگی ہی تھوڑے دن اوسی گذرے تھے کہ چاردن شاہزادے
ایک [illegible] سلامی مین آئے بادشاہ نے شفقت سے ہر ایک کو چھاتی سے لگا کر سر و آنکھین چومکر
[illegible] بیٹھنے کو ارشاد کیا وہ تسلیم کرکے بیٹھ گئے بکاولی نے کسی سے پوچھا کہ یہ کون ہین اوسنے
کہا تم نہین جانتے بادشاہ کے بیٹے ہین تب اوسنے ہر ایک کی قیافے سے اونکو امتحان کی کسوٹی پر کسا
لیکن کھرا اونمین سے ایک کھوٹا ہی نظر آیا پوچھا کہ بادشاہ کا کوئی اور بھی بیٹا ہی جوان کے ساتھ گل بکاولی
لیکر آیا تھا اوسنے کہا [illegible] اوسکو ہی نہین جب اوسپر ثابت ہو کہ بادشاہ اوسکو بیٹا نہین گنتا ہے

لبراقی اپنی حالت سے گذشتہ لکہا اور یہ اشعار پڑہنے لگا

ارے بخت نابود تو نے کیا کیا
اگر دیکھی کوئی خواب پریشان

یہ عقدہ کام میں کیوں پیچ ڈالا
تو ہو تعبیر بھی ویسی پریشان

نہ ہولی ناخن تدبیر اوسکو
کہ میں اسکا ہو یہ اپنا حل

یہ وہ گرہ ہے نہ کہنے میں آسکے
کسی صورت نہیں کہہ سکوں کیا

کبھی دن کیا خواب کی میں اپنی تعبیر
نہیں تعبیر ہی اسکی تقدیر

وہ کوئی عیار تہا جو اس باغ سے گل لے گیا اور اسکی بیرنگی اٹھا کر میری شیشہ ناموس کو چور! اور غائبانہ تیر عشق سے میرے سینے کو توڑا ہے میں نے اسکی کسقدر جستجو کی کیا کیا محنت اور مشقت کھینچی باغ کے ہر پات اوس گل کا نشان ملا نہ میرا غنچہ دل کہلا سبب نہیں کچھ شبہ نہیں یہ باتیں تھی ہو جاتا یہی جی چاہتا ہے کہ میرے ٹھکانا لیکن فلک کچھ تابع نہیں مجھ کو کیسا بگاڑا آبادی کی صورت دیکھا اور جہاں سے کہاں جاؤں کروں اب کس سے فریاد ۞ نہیں بس کرتی ہوں میں داد بیداد ۞ القصہ ملکہ اولی نے اپنے دل میں ٹھہرایا کہ البتہ بادشاہ کا کوئی اور بھی بیٹا ہوگا کیونکہ ان نادانوں کے قیافہ سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس امر دشوار کی تحصیل ان سے ہوئی بہرحال خیال ہے اور بھی صبر کیا چاہیے دیکھوں تو پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے سبحان اللہ کیا اولٹی بات ہے کہ معشوق طالب عاشق کا ہوا اور عاشق اوس کا مطلوب لیکن نظر تحقیق سے جو غور کرے تو سچ ہے کیونکہ جب تک معشوق کو خواہش عاشق کی نہو اوسکی چاہت اکارت ہے اور کوشش بفائدہ آتش طلب کی جو عاشق کے گریبان سے مشتعل کی فی الحقیقت لگائی ہوئی معشوق کی ہے شعر عشق اول در دل معشوق پیدا شود ۞ گر نسوزد شمع کے پروانہ شیدا شود ۞ بات یہ ہے کہ قلم کہتا ہے کہ ای شخص اسکا بیان تو لکھنے میں بہت سی کوشش کے اور ہاتھ اپنے سعی کے دعوی کرتے ہیں کہ قلم سے کیا کیا نہ لکھا باوجود اپنے تردد کا دم مارتا ہے کہ کد و قلم سے کیا ہوا جو کچھ کیا سو میں نے کیا غرض اسطرح اسباب تحریر کے بڑے اور ایک ایک خوبی ہوتی تھی دفعتاً ایک ایسا سبب پایا گیا کہ وہ محتاج کسیکا نتہا پس ای عزیز اگر تو بیاد کرے

لکھتے ہین کسکی سعی سے اور ظاہر ہین کسکی اور ہین یعنی عاشق اور معشوق کی سعی کا جواب دون

نوین داستان حمالہ کی پہونچنی کی تاج الملوک کی پاس دیوؤن سمیت اور بکاولی کی ہی حویلی و باغ تیار کرنی مین

جب تاج الملوک کہی اون ناعاقبت اندیشون کی گل بکاولی چہین لیا وہ بیچارہ دل مین پیچ و تاب کہا کر رہ گیا مثل ہے کہ قہر درویش بجان درویش پہر کچھ فہمون کی پیچھی بعد روز کے اپنی باپ کی شہر مین ایک جنگل جو دیوون کا مسکن تہا اوسمین آ پہونچا اور چقماق سے آگ جہاڑ کر حمالہ دیو کا دیا ہوا بال کو دہیمی آگ پر رکہا تو تہا ہی جلا ہوگا کہ وہ اٹہارہ ہزار دیوون سمیت آ پہونچی اور تاج الملوک کو فقیر کے بہیس مین دیکہکر ہکا بکا ہوگئی کہ ای شہزادی میری بیٹی کو کیا کیا اور تونی اپنا حال کیا بنایا تاج الملوک بولا کہ اوسکی توجہ سی سب طرح خیریت ہی لیکن ایک کام مجہکو نہایت منظور ہی اور اوسکی تدبیر مجہسی نہین ہوسکتی اسواسطی

اونکو بعینہ وہی ہی حالت سے کہا ای عیار ہان نہ بنا وہ کونسا کام ہے کہین جلد کہہ تاج الملوک
نے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ اس جنگل مین ایک محل و باغ کہ ہو بہو بکاولی کے قصر اور باغ سا ہو بناؤ
تم جسطرحسی جانو جلد بنوا دو وہ بولی ای بیٹا یہ کتنی بڑی بات ہی مگر مین نے تو اوسکے باغ اور عمارت کو دیکہا
نہین پہلا اپنی دیکہی مکان کا نقشہ کسطرح بتاؤن اوسیگڑون عقیق یمانی کے لئے اور ہزارون سونے
روپیے اور جواہر بیش قیمت کہواسطے ہر چہار طرف بہیجے دیوؤن نے تین دن کے عرصی مین جو اسباب درکار
جابجا تودے لگا دیے پہر شاہزادہ جسطرح بتاتا اوسیطرح وہ بنانے لگے پہلے تو دو دو نیزے کے
کہود کر پہلے بنیاد ڈالی اور سدہان زر خالص سے بہردیا اور اوسی قلعہ طلائی پر چبوترہ عمارتون کو بنا ڈالی حوض
دونو مین بنائے مثمن اور اوسی طرح کا باغ جواہر نگار چبوترہ اور نہرین ہزار درختون سمیت اور زبرجد اور یاقوت کی دو دالان
عالیشان اونسی بنائے بیچ مین اونکے ایک حوض مرصع اور اوسی قطع کا گلاب بہی ہو بہو بنایا پہر ایک ایک مکان مین فرش
فروش اوسی تکلف سے بچہایا حاصل یہ ہے کہ جتنا جواہر سونا روپیا دیو لائے تہے اوسمین سے آدہا مکانات کے
بنانے مین خرچ ہوا چوتہائی کا خانجات کی تیاری کو دیا باقی خزانے مین داخل کیا جب عمارت سب بن چکی
ریخہ اوٹہایا دکہہ سہا اسکے سوا دیوؤن کا آدمیون سی کمال مخالفت ہے مجلس مین نے تجہسی محبت کی
اور کس شفقت سے پالا اور پرورش کیا علاوہ اسکے بکاولی کے ملک مین کہ آج تک کوئی
نہین گیا تجہی پہنچایا پہر بسبب اس حرکت کے کہ تجہسے وہان ہوئی اوسکو ناتہ سی مین نے
کیا کیا صعوبت اور زحمت اوٹہائی سو یہ محمودہ جانکی خاطر ہی ایسا ہو کہ اوسکا دامن ہوائی روزگار کی
غبار آلودہ تیکر رخصت ہوئی اوسکے بعد جس مقام مین محمودہ او دلبر کو استقامت کیلئے فرمایا تہا
اوسیطرف شاہزادہ بڑے ٹہاٹہہ سے گیا اور اون کو حسرا او عمارے مین
سوار کیا پیچہے پیچہے خواصون کے محافے رتہین جنپر کا نقوبی اطلاس کے
بانات کے

پہرے پڑے ہوئے اوسکے آگے غلام خوش پوشاک ہوتے دوڑنے کے غصے ہاتھوں میں لکھوڑ شمشیر تھا
اہتمام کرتے ہوئے غرض اوسی محل سرے ایکدن قصر عالیمین دونونکو داخل کیا اور عیش و عشرت میں اوقات بسر کرنے لگا

بعد اسکے راوی شیرین سخن کا خانہ داستان کی بنا کا یہان سے شروع کرتا ہے کہ تاج الملوک کے غلامون میں ساعد نام اوسکا
بیابان میں سیر کرتا تھا پہرتا پہرتا ناگاہ اوسکی نگاہ ایک لکڑہارے پر پڑی کہ لکڑیان کا بوجھ لیے جاتے تہے جاکر
اوسنے پوچھا تم کون ہو اور یہ لکڑیان کہان لیے جاتے ہو اونہون نے جواب دیا کہ ہم شہر شترستان کے لکڑہارے
ہین یہی ہمارا کسب ہے جو اسی سے ہمارے لڑکے بالے جیتے ہین دانہ پانی کہاتے پیتے ہین اوسنے کہا
سچ ہے تم سمجھے میرے آقا کے برابر چھپا نہین لیکن وہ بیٹھا اوسکا ارادہ نیک ہے اونسے اس ویرانے مین
ایک شہر آباد کیا ہے وہی قیمت ملیگی بلکہ ایسا انعام پاؤگے کہ پھر کبھی لکڑیان بیچنے نہ جاؤگے وہ سنکر

کہ ساری عمر اسی کام میں اور اسی بیابان سے لکڑیاں لیجاتے گذری لیکن آبادی کا یہاں نشان
نہ دیکھا نہ سنا سامعہ نے کہا اے حاتم آگے چلو دیکھو میری کہنے کا کچھ اثر ظاہر ہو تو جب تمہیں تو تمہاری بہبود انکا کو
نافع ہوگا لیکن مارے انعام کے لالچ سے سامعہ کے آگے ہو لیے پھر تھوڑی ہی دور جا کر سب لکڑہاروں نے کہا
اے حاتم تم [illegible] ایسا شہر کہ جس کا تم بیان کرتے ہو ہمکو اس میں کہاں [illegible] کرتے جاتے ہیں ہم
اور ہمارے بیٹے بھی کہ ہم سب یہیں مشغول رہتے ہیں پر ایسا شہر نہ سنا ہے نہ دیکھا ہے حاتم نے کہا
جو اس راہ کی حقیقت ہے تم ہرگز اندیشہ نہ کرو اور میرے ساتھ چلے آؤ وہ اوسکے کہنے سے کچھ اور بھی آگے
آئے آگے ساری زمین سونے کی نظر آئی سب نے اوسکی بات سچی پائی حاتم اونہی بیٹھ کر بولا کہ
دو مقصود میں اونکو لیکے تاج الملوک کی ایک ایک عطا ان کی قیمت ہزار ایک کو دیکر رخصت کیا وہ شادیانہ گھر
پہنچا آیا کہ وہ اس [illegible] وہاں ہر ایک نے پایا کہ [illegible] ایسا انعام پایا اور [illegible] اپنا وطن چھوڑ
کر ایک جگہ آ کر آباد ہوا اونکی ہمسایوں میں پھیلی یہ چرچا شہر میں ہوئی غرض جو کوئی اوس شہر سے [illegible] جاتا
پھر وہاں ہی پھر کر گھر آتا اور وہیں رہتا اور کوتوال شہرستان کا روز رعیت کی بھاگنے کی خبر
حضور میں کہتا چنانچہ ایکدن اوسنے خبر دی کہ آج کی رات ہزار گھر [illegible] کے خالی ہوئے اور دو
بھاگ گئے [illegible] کہا کچھ یہ بھی تو جانتا ہے کہ کہاں جاتے ہیں تب وہ بولا کہ غلام نے سنا ہے کہ کسی درویش نے
جنگل میں دس کوس تک سونے کی زمین بنا کر اوس پر اس طرح کا شہر آباد کیا ہے اور ایک قصبہ اور باغ بھی ایسا
ایسا بنایا ہے کہ وہی زمین [illegible] سنا ہے [illegible] شعر اگر فردوس بر روی زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است اور اوسکی دریادلی سخاوت کی وہ شہرت ہے کہ نام حاتم طائی کا آج کوئی نہیں لیتا اور بادشاہ
اوسکی عدالت کا بیان نہیں کر سکتا نقش عدل نوشیروان کا لوح جہان سے مٹائے دیتی ہے یہ بات کہ
بادشاہ نے کہا یہ کام کہ طاقت بشری سے باہر ہے انسان کی کیا مجال کہ کر سکے کوتوال نے عرض کیا کہ
مشہور خبر ہوئی [illegible] سے جب [illegible] کر سکتا ہے اور [illegible]

کہ عورت وہ اگر دولت و بیوی کو منزل ایک عورت کے لیے ہے کسی طرح کی ملیح کر دی تو عجب کیا ہے
شوہر نے پوچھا سچ سچ کہو کہ یہ کیون وہ بہانہ بی بی بس ہے اوسکے دینی کو کیا آپ نے اوس شاہزادی کا قصہ
نہیں سنا ایک بیوی علامت مرد کیلئے اپنی شادی کی تھی نہیں سنا وزیر نے کہا وہ کیونکر ہے **حکایت**

کہ راویان نے رقم کیا کہ اگلے وقت میں ایک بادشاہ تھا اوسکے محل سرا میں لونڈیاں صاحب جمال بہتیاں
تھیں مگر اسکے اولاد نہوتی تھی خدا کی قدرت کاملہ سے ایک حسین اور نوجوان کو اوسمین سے حمل رہا نو
مہینے کے بعد اوسکے لڑکی پیدا ہوئی اوسیطرح تین بار جنی مگر لڑکا پیدا نہوا جب چوتھی بار حمل رہا
بادشاہ نے قسم کہائی کہ اگر اس مرتبہ بیٹی جنی تو اوسکو اوسکی ماں سمیت جانسے مار ڈالونگا تقدیر سے پھر لڑکی
اس بیچی لڑکی پیدا ہوئی لیکن نہایت خوبصورت بڑی طلعت اوسکی ماں نے جانکی خوف سے لڑکا مشہور کیا
اور منجموں سے بہی تاکید کی کہ بادشاہ کو سمجھا دو کہ دس برس اس لڑکی کا منہ دیکھنا آپکو اچھا نہیں چنانچہ
منجموں نے بادشاہ کی خدمت میں اسطرح عرض کی حضرت نے بہی مانا اور ویسا ہی کیا القصہ جب لڑکی ہوشیار
ہوئی اور اوسکے دنیا سے مناسبت تہوڑے دن رہی جب اوس نے بیٹا کہوانیکی وجہ اوسکو سمجہا دی اور کہا کہ
بیٹی تو بادشاہ کے حضور موافق وضع سے آیا جایا کیجیو کہ میری اور تیری زندگی رہے اور جان بچے چنانچہ
لڑکی ایام معہودہ کے بعد بادشاہ کی خدمت میں کبہی کبہی آتی جاتی مگر اپنے جلد ہی چلی آتی اور
دیکھیئے نہیں آخر اوس نے شرم کی سبب سے بادشاہ کی بیٹی سے کی جب بیاہ کی نوبت آن
پہنچی بادشاہ نے اوسکو لباس شاہانہ پہنایا اور سونے کی ہودی پر بٹہایا تجمل بادشاہی سے دولہا
بنا کر روانہ ہوا لڑکی کبہی اوس حالت پر ہنسی اور کبہی روتی ایک رات کسی ویرانہ میں اتفاق سے
وہ لڑکی مارے شرم کے کہ آخر کار پردہ کھل جاویگا جان ہوگی پہلی اوٹہکر اوس
بیابان میں چلی گئی اس ارادے سے کہ کوئی درندہ کہا جاوے جانے
راستہ ایک درخت سکے تلے کہ وہ دیو کے رہنے کا مکان تہا تو وہ اوسکے حسن پر دل

ہو گیا اور ادمی کی صورت بنکر لڑکی کے آگے آکر اوسکا حال پوچہنے لگا اوسنی ساری حقیقت بیان کی
یہ سنکر دیو کامل پہر آیا اور بولا اگر تو امانت مین خیانت نکرے اور اسپر قول دے تو اپنی آلت کسی حکمت سے
تیری لگا دون اور تیری علامت اپنا اختیار لے لون لڑکی دیو کے کہنے کی موافق عمل مین لائی اوسنے وعدہ
پورا کیا پہر وہان سی خرم و شادان وہ اپنے شہر سے آئی کئی روز کے بعد بارات اپنی منزل مقصود کو پہونچی
اور شادی بہی فراغت کرکے بادشاہ اپنے ملک کو پہر آیا شاہزادہ نقلی چند مدت وہین رہا جب اوسکا ایک
لڑکا پیدا ہوا تب قصد وطن کا کیا اور منزلین طے کرنے لگا جب اوس جنگل مین پہونچا اوسی درخت کے نیچے
گیا کیا دیکہتا ہے کہ دیو شہر سیاہ کے بہیس مین روتی شکل بنائے بیٹہا ہے شاہزادہ نے کہا اے دیو مین نے
تیری مہربانی سے اپنے دل کی مراد پائی اب اپنی چیز لے اور میری مجہی کو دے دیو نے کہا اب مین اس کام سے گذر گیا
تقدیر مین یہی لکہا تہا تب اوسنے پوچہا وجہ اسکی کیا ہے مفصل بیان کر وہ بولا کہ مین اس صورت سے تیرا منتظر
یہان بیٹہا تہا ناگاہ ایک دیو بہادر سا آیا اوسکے دیکہنے سے مجہپر شہوت غالب ہوئی اور ماری مستی کے
رہ نسکا اوسنے بہی وہ شکل مجہی چہاتی سے لگا لیا آخر شربت وصل پلایا مین اگر اب علامت مردی کی
لگا لون تو جنتے کیوقت جی سے جاتا ہوں شاید اوسکے سوا یہ تماشا مجہپر کہلا کہ مردون سے زنان مین شہوت
بہت زیادہ ہے ابہی اپنی راہ لے مین نے اپنی چیز یعنی آلت کیطرح بہی کو بخشا وزیر نے کہا خدا کی قدرت سے دور
نہین کچہ اسمین شک نہین لیکن محال چیز دیکہا آدمی کی موجود ہونا عقل مین نہین آتا کوئی دانا اسکو نہین
مانتا شاید تو نے چڑے اور فقیر کی کہانی نہین سنی کوتوال نے عرض کیا فرمایئے

حکایت وزیر نے کہا حضرت سلیمان کے عہد مین چڑیا کا جوڑا ایک روز راہ مین بیٹہا دانہ کہاتا تہا یکایک
فقیر جبہ پوش کو دور سے آتے دیکہا مادہ نے نر سے کہا خبردار دشمن آتا ہے ایسا نہو کہ ہم بلا مین گرفتار
کرے نر بولا کہ اس شخص سے کچہ اندیشہ نہین جو خدا کی راہ پر چلتے ہین وہ کسی کے ایذا کے روادار نہین ہوتے
نہین یہ تو نہین تہی کہ فقیر آ پہونچا اور بغل سے ایک سونٹا نکال ایسا پہینکا کہ نر کا ایک بازو ٹوٹ گیا

بہرحال اس ظالم کی ہاتہہ سی بیباک کرکر تاپڑتا حضرت سلیمان بادشاہ کی پاس گیا پہلے تو جاکر دعا دی پھر
یہ عرض کی کہ فلانی درویش نی بی تقصیر میرا بازو توڑ ڈالا ہی بادشاہ نی فرمایا اوسکو حاضر کرو
چنانچہ حضور مین اوسی لے آئی تب حضرت نی غضب ہو کر پوچہا کہ تو نی اوسکو کیون مارا اسنے
اونہی عرض کی کہ اگر مین نی اوسکو مارا تو کیا ظلم کیا کیونکہ انسان کی خوراک ہی یہ سنکر چڑا بولا کہ اگرچہ مین
بیچارہ چہوٹا سا جانور ہون پر اسقدر مجکو شعور ہی کہ اپنی دوست سی شیر و شکر کیطرح رل جاتا
ہون اور دشمن سی کڑی کمان کی تیر کیطرح بہاگتا ہون تب یہ پیوندی گدڑی دیکہکر مین نی جانا تہا
کہ تو خدا کی راہ پر کسی کے حق مین بدی نکریگا لیکن اب عجب کہلا کہ تیرا سا شیطان ہی اور گدڑی
مین فقط مکر و دغا بہرا ہی اب اسکو اوتار رکہہ کہ اور کوئی میری طرح سی فریب نکہاوی اور تیری دام
مین نہ آ جاوی چڑے کی باتین حضرت کو نہایت پسند آئین فقیر کو لعنت ملامت کرکی نکالدیا بعد چند روز کی
وہی چڑا پہر چگتا تہا کسی درویش نی کسیطرح اوسکو پنجرہ مین پکڑ کر بند کیا چڑا سمجہا کہ اب تو جان اپنی
چہٹکارا ہونا نہ لگا امید خدا بچاوی سہی پہر مجکو چندان نفع نہوگا اور کہا ایسی بہی تجے معلوم کہنا علی ہذا القیاس
بیٹہا ہی بس چند سخن ایسی ایک بتا بی بہا ہی اگر مجکو چہوڑ دی تو کہون یہ سنکر فقیر بہت خوش ہوا
پنجری سی نکالکر پاون پکڑ کر ہاتہہ پر بٹہایا اور کہا لو کہو چڑا بولا کہ ایک عالم کہتا ہی کہ خدا چاہی تو تیز اونٹ
کی قطار سوئی کے ناکے سی نکل جاوی یہ بات سچ ہی خدا کی قدرت سی دور نہین پر یہ آدمی کی سعی سی ہرگز
اعتبار نہ کیا چاہئی دوسری یہ کہ اپنی اختیار مین نہو اوسکی واسطے غمگین نہوا چاہئی ای درویش
چہوڑ دی تو اور کہون اوسنی ازاد کیا چڑا اوڑکر ایک درخت کی ڈالی پر جا بیٹہا اور بولا فقیر تو بڑا
احمق ہی کیا تیری عقل ماری گئی جو ایسا شکار ہاتہہ سی کہو دیا میری پیٹ مین ایک لعل بے بہا ہی اگر تو مجہی
مار کہاتا تو وہ بہی تیری ہاتہہ آتا درویش یہ سنکر ہاتہہ ملنی لگا اور یون کہنی لگا ای پرندہ بہلا یہ لعل تو
گیا لیکن تو اور باتین تو کہو چڑا بولا کہ تیرا دل ایسا چلنی کہ کہ چکی ہو میری باتین اوسپر اثر نکرین کیا نا حق

کہنا ضایع کرون مثل مشہور ہے کہ اندھے کے آگے روؤ اپنی آنکھیں کہوؤ اے نادان ابھی تو مین نے
تجھسے یہ بات کہی تھی جو چیز اپنے قبضے سے نکل جائے اوسکی واسطے نہ پچھتائیے اسی دم تو بھول گیا اور یہ سمجھا
کہ مین نے لعل ابھی نگلا ہوگا یہ کہکر تو چڑیا اوڑ گیا اور فقیر نے مایوس ہو گھر کا رستہ لیا اس بات سے
اپنی غرض یہ ہے کہ خدا کو سب طرح کی قدرت اور طاقت ہے انسان کو چاہئے کہ بے تحقیقات بادشاہوں کے
خوبات کچھ عرض معروض نکرے اسواسطے تجکو لازم ہے کہ پہلے تو جاکر اپنی آنکھو سے
دیکھ آ پھر عرض کر

گیارھوین داستان جانی زین الملوک کی لشکر اور ارکان دولت ساتھ ضیافت کھانیکو تاج الملوک کے مکان پر

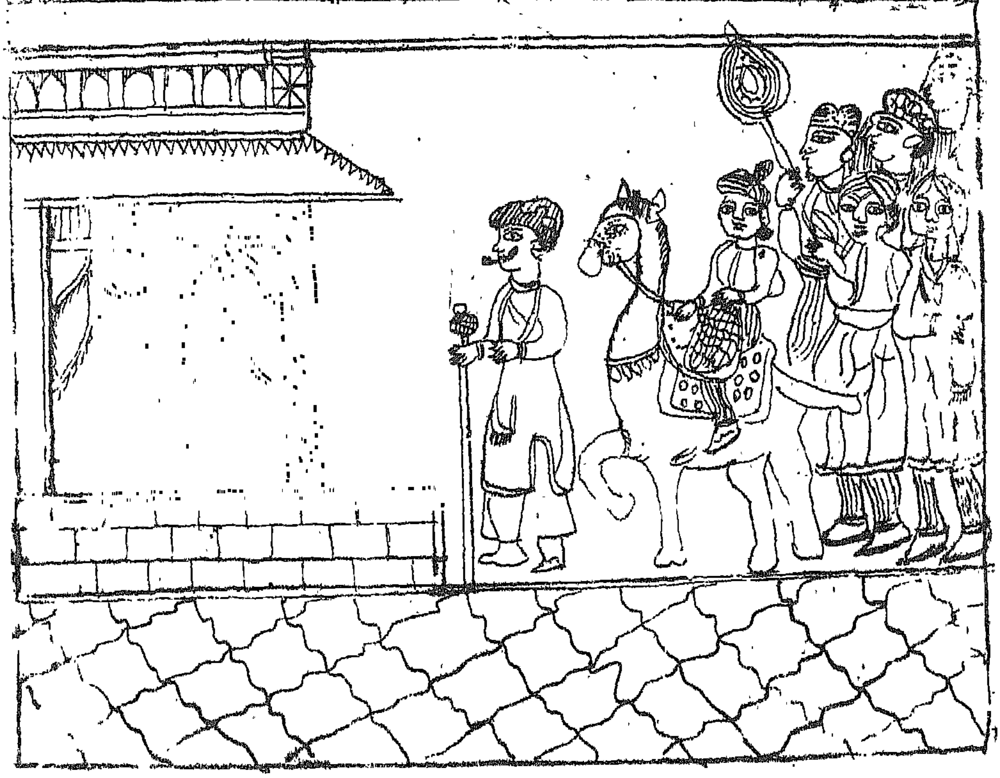

آخر کوتوال نے وزیر سے رخصت لیکر ملک نگارین کی راہ لی جب تہوڑی سی راہ طی ہوئی ہر اول نکارا اوٹہا
اس جنگل میں ایسی آگ لگ رہی ہے کہ اوسکے شعلے آسمان تک پہونچتے ہیں اتنے میں سواری کچھ اور
آگے بڑھے سونے کی زمین نظر آتی اور جو عمارت جا بجا ہر سوا کہ جسپر آتش کا گمان ہوا تہا وہ یہی کی
شعلے تھے وہ اوسکی چمک تھی اتنے میں جو کوتوال کے آنے کی خبر سنی فرمایا کہ حضور میں بہر وفاداری
پہونچاؤ اور سادگی یاقوت کی دالان میں ٹہراؤ اہلکار حسب الحکم کوتوال کو حویلی میں لیگئے وہ جسطرف
آنکہہ اوٹہاکر دیکہتا تہا جگمگاہٹ سی جواہرات کی چکا چوند لگ جاتی تہی بعد ایک ساعت کی تاج الملوک نے
بہی تخت سلطنت کو زینت بخشی کوتوال نے بصد ادب بجالایا اور دعا وثنا کی بعد عرض کرنے لگا جب
حضرت کی کان بنانے اور ملک بسانیکی اس جنگل میں خبر شہرستان کی بادشاہ کی جناب میں پہنچی تب اس خانہ زاد
کو تحقیقات حال کے لیئے بہیجا ہے گستاخی معاف اگر آپ کی دل میں خواہش سلطنت کی اور ارادہ فسادکا ہو
تو اوسسے بہی کچہہ واسطہ نہیں و الا طوق بندگی کا گلے میں ڈالکر بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو جیئے کہ
دو ملوک ایک سے ایک میں نہیں رہتیں اور نہ دو بادشاہ ایک ولایت میں تاج الملوک یہ سنکر بولا نہیں تو
اس حیوانات کی وطن میں آیا ہوں نہ تو نگاہ بنائی ہے حق تعالی کی بندگی میں مشغول رہتا ہوں خواہش بادشا

مطلقا نہین ملکہ دعوی دولتخواہی ہی کو قوال نے جو یہ کلمہ شایستہ سنے خوشی خوشی رخصت ہوا اور جو کہ دیکہا
سنا تہا وزیر سے مفصل کہا وہ سنکر ایک لمحہ تو بحر فکر مین ڈوبا رہا پہر بادشاہ کے حضور مین جا جو کیفیت اپنے
تہی بوضاحت عرض کی تو پہچانا اور کتنون نے جو ٹہہ سمجہکر نام بحال کہ زین الملوک کی خدمت مین حاضر تہی یہ بات
سنکر دلمین کہنے لگی الحمد للہ اتنی مدت کے بعد عقدہ لاینحل کہ صورت کشایش اور سبب نا امیدی کے بعد صبح
آسایش ہونیکی شکل نظر آئی **بیت** طپش دلنے خبر پائی ہے آپکی ۔ خوش ہوا چشم کہ یہ زمزمہ افواہ
نہین ۔ بادشاہ بہی اس خبر کو وزیر سے سنکر ایکساعت گریبان تفکر مین سر ڈالے رہا اوسکی
بیفرمایا کہ ایسی صورت ہے تو بات ایک مین وبال سلطنت کا موجب ہے گا وزیر نے آداب بجا لا کر
عرض کیا کہ عقلمندون نے کہا ہے جس دشمن سے لڑائی مین نہ بر آسکے اوس سے دار و مدار کرکے تعجب
بیت خوشی سے جو بر آوے کام کی ۔ تو کیجئے نہ شدی و کر و کشی ۔ اب تدبیر یہی کہ قبلۂ عالم اوس سے
اخلاص بہجاوین اور رشتہ محبت کا اوسکی گردن مین ڈالین بادشاہ نے فرمایا تیرے سوا اور کسیکو اس
بات کے لایق نہین دیکہتا ہون تو ہی وہان جا اور رابطہ اوس سے بہم پہنچا لیکن وہ کام کیجیو کہ سانپ
بہی مرے اور لاٹہی بہی نہ ٹوٹے یعنی میری شان نہ گہٹے اور اخلاص ہو وزیر خجستہ تدبیر بموجب حکم کے
تبہی گر و ہو سے روانہ ہوا جب تاج الملوک کو اوسکے آنیکی خبر پہنچی ارشاد کیا کہ فرش و فروش
کی تیاری نئے سر سے کرین حوضونکا گلاب بدلوائین فواری چہٹروائین اور اوسکو لعل بدخشانی
کے دالان مین بٹہائین جب وہ آیا اہلکار اوسے طرح محل مین لائے شہزادہ آپ بہی وہان رونق
افروز ہوا اور ایک چوکی پر بیٹہا وزیر نے اوسکے مجرا کیا دعائین دین پہر التماس کیا آپکے اس
ایک بادشاہی پناہ حضور مین حاضر ہوا تہا اور اوسنے انکا پیام محبت انجام حضور عالی مین پہنچایا
اوصاف پسندیدہ بہی بہت سے بیان کئے بادشاہ کی آتش غضب کو سرد کر دیا ملکہ قبلۂ عالم کو نعمت
کی ملاقات کا اشتیاق کیا اس سے کیا بہتر ہے کہ دشمنی فیض مطلا کر اور رد و دریا و حدو حنا

باہم مین تاج الملوک نے کہا جو پیام کہ میری طرف سے لازم تھا حضرت جہان پناہ کیطرف سے آیا بسر و چشم
مجھے قبول ہے میری بھی آرزو یہی تھی پھر وزیر نے عرض کی انشاء اللہ تعالی بعد ایک ہفتہ کے لذیذ
اور خوشگوار جواہر نگار باسنون مین نکلا کر چاندی سونیکے خوانون مین لگاکر نعمتہا سے نفیس لایا
اور دستر خوان زربفت کا بچھواکر کھانا چنوا دیا شہزادہ نے وزیر کے ساتھ نوشجان فرمایا
اسکے بعد ارشاد کیا کہ وزیر کے ہمراہیونکو بھی تقسیم کرو لیکن ظروف نقرئی اور طلائی پھیر نہ بھیجو جب لوگونکو
اس سے فراغت ہوئی وزیر رخصت ہوکر شہرستان کو روانہ ہوا شتاب حضور والا مین پہنچا تمام
ماجرا مفصل ظاہر کیا کہتے ہین اونھین دنوں مین تاج الملوک نے ایک رات حمالہ کے سر کا بال آگ پر رکھا
وہ اوسیدم ہزارون دیوون سمیت وہان آپہنچی تاج الملوک اور محمود وزیر نے اوٹھکر سلام کیا اوسنے دونونکی
بلائین لین چھاتی سے لگایا ہاتھ چوما خیر و عافیت پوچھی تاج الملوک نے کہا آپکی سلامتی مین سب طرح کا
چین و آرام میسر ہے کچھ غم نہین اور کسی چیز کی کمی نہین لیکن کل ضیافت بادشاہ شہرستانکو منظور ہے
وہ یہان تشریف لاوینگے میری خواہش یہی ہے کہ اس سرزمین سے اونکی شہر تک فرش بانات اور
مخمل سرخ اور سبز کا بچھوادو اور کوس کوس بھر پر خیمے قاقم اور سنجاب کے کھڑا کرو اونکی کلابتونی پردے دیبا
اور اطلس کے جو ہین لٹکا دینی چاہئیں طلائی نقرئی ہون استادہ کیجئے مگر اس افراط سے ہون کہ بادشاہ
کو ہر ایک چھوٹے بڑے امیر کو جدا جدا آرامگاہ میسر ہو کہ حلی بالطبع رہے حمالہ نے دیوونکو حکم کیا اونہونے
تمام راتمین ویسی ہی تیاری کردی اور آپ اپنے ملک کی راہ لی صبح کیوقت شہرستانکی بادشاہ نے
بموجب اقرار اپنے وزیرون امیرونکو حکم کیا کہ بھاری بھاری زرق برق کی پوشاکین اور جتنے سوار ہونگے
سب لباس گوناگون اور ہتھیار بوقلمون سے آراستہ ہوکر اپنی طرف رہو اور ایسا ہی سجا سجایا اپنی طرف
اور ایک غول سوارونکا سلح آہن پوش بنا ہوا آگے اور ہاتھیونکا حلقہ سہرو پہلے جہوڑے اور عماریون سے
پیچھے سرخ بوان فشان باولیکا جھلکتا ہوا ہاتھ مین ایک چیت ہوا ٹھاٹ سواریکا درست ہوا القصہ

اس ہیبت سے سواری کے سامان تیار ہوئے جہان پناہ ایک جڑاؤ عماری مین سوار ہوئے اور بکاولی جڑاؤ
لباس نہایت پر تکلف اور جواہر بیش بہا کمر از و محکم باندھکر خواصی مین آبیٹھی چارون شہزادیکی خدمت
شاہانہ زیب بدن کرکے زرق برق سے اپنے اپنے ہاتھیون پر سوار ہوئیں پھر سواری تاج الملوک کے مکان کو روانہ
ہوئی کہ یہ وہی مکان ہے زین الملوک شہر سے کوس بھر آگے گیا ہوگا کہ ناگاہ زمین کی چمک دمک پایندشہ نظر آ
نظر آئی بولا غالب ہے کہ وہ یہی حویلی ہے جسپر نگاہ نہین ٹھہرتی اور آنکھ جھپکی جاتی ہے وزیر نے عرض کیا کہ این گل
شگفت حضرت ہے اسکی ساتھین قادر کریم نے ایک مخلوق کو ایسی قدرت دی ہے کہ اوسکی صنعت کی کنہ
اسکی جگہ نہین تھا قادر کریم نے ایک مخلوق کو ایسی قدرت دی ہے کہ اوسکی صنعت کی کنہ صاحبان خرد کو دریافت
نہین ہوسکتی اونکی عقل مادی حیرت مین جھپکتی ہے ناگاہ زمین بہت دور سے اوس عجائب سفر کا تماشا دکھایا تا
اسے بھی ملاحظہ فرمائیے بادشاہ وزیر یہ باتین کرتے تھے کہ اوسکے ملازمون سے ایک شخص نے آکر عرض کی
ہمارے آقا کا حکم ہوچکا ہے کہ عالم پناہ کی سواری جسجگہ سے آگے بڑھے وہانکا اسباب وغیرہ غریب غربا لوٹ لین
اور خود بدولت ہر ایک منزل مین جس جگہ کو پسند کرین اوسمین استراحت فرمائین چنانچہ بادشاہ جہان پناہ نے جسقدر
انکی اسباب ضیافت کا جو روئی زمین کی بادشاہونکو میسر نہ تھا وہ مہیا پائے غرض جسقدر آگے بڑھتے تھے
اوسیقدر اسباب کی زیادتی نظر آتی تھی اور عجائب سے طبیعت بیشتر حظ اوٹھاتی تھی تاج الملوک آپ بھی آدھی
منزل استقبال کیلیئے آیا اور سابق لوازم آداب بجالایا آخر بادشاہ کے ساتھ کمال خوشی اور خرمی سے
اپنا قصر مبارک مین داخل ہوا حضرت کو منزل مکانمین اعزاز و اکرام سے بٹھایا اور مکانونکو آراستہ کیا جا
بلند فرش بجلی کا تھا حوضونمین فوارے چھوٹنے لگے بادشاہ راہ کی عجائبات سے متعجب ہو رہے تھے مکان آ
آراستہ کی ساخت اور تیاری ملاحظہ فرماکر بیخود ہوگئے بکاولی شہزادیکا جمال و کمال دیکھکر
دیوانی ہوگئی ہوش سے جاتی رہی سچ ہے شعر جسکا مہمان پر کوئی یہ کرشمہ چھوڑدے سارے دلونکو
بیدل عاشق کے دلکو توڑ دیگا ایک لمحہ کچھ چپ رہی ہر طرف آنکھونکو ملکر دیکھنے لگی جس مکان [illegible] اطراف اوسکا

اور جواہرات سے مکان کو نکاسا دیکھا متحیر ہوکر جہین کہنے لگی یہ کوئی بڑا جادوگر ہی کہ میری عمارت کو تلو معلق بنا دیا اور ہنا
لگیا اور اس جنگل کو عالم طلسم بنایا ہی آپ ہی جاوسکی ساتھ فرشتگان ہین آپکی مکان جہان تھی وہین ہین کچھ
اندیشہ نہ کیجیے یہ سبھی عمارت ہی اس شخص نے کام کیا کہ اپنا قتل بھی جانی ہی کہ اصل اور نقل مین فرق کرنا ہر ایک کا کام
نہین ہی آفرین اسکی حیرانی اور دانائی کو یہ سنکر بکاؤلی بہت خوش ہوئی کہ جو بہین لی بیگڑا اور مال اپنا پایا اپنی
افشاے راز کی اور پردہ درمیان سے اوٹھادی لیکن حیا مانع ہوئی خیر اور قدم آقدم صبر و توکل کا کار ہی القصہ
دستر خوان سجا اور طرح طرح کا کھانا سونے روپے کے باسنوں مین چن دیا اوسکی حلاوت کی تعریف کیونکر لکھی کہ
زبان قلم کی بند ہو جاتی ہے اور دو سخوان کا دوری کاغذ مین نہین سماتی حضرت الملوک سلیقے اور اوسکا ڈھنگ
طریقہ دیکھکر بہت محظوظ ہوئی خاصہ فرزندون و مصاحبون سمیت خوشی خوشی خوشحال فرمایا انہین ارباب نشاط
ہوئے صحبت آرستگی کی دیر تک یہ اشعار ظرفی کی ہو رہی بلند صدا ۔ ماہ بیگم کی کہانی اور نغمہ کی سر ہول
وقت کی کام مین مشغول ۔ القصہ بعد بادشاہ اور تاج الملوک اختلاط کرنے لگی اور باتون مین مشغول ہوئے
شہزادے نی پوچھا کہ آپکی فرزندگی مین حضرت کی چارون بیٹون کیطرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ انکی سوا اب
اور نہین ایک اور بھی تھا اوسکے دیدار کی برکت سے یہ بلائے ناگہان مجھپر نازل ہوئی تھی فضل الٰہی سے مین
نجات پائی اور وہ اسیحا مین خدا جانی کہان نکل گیا تاج الملوک نے یہ سنکر کہا کہ کس سبب سے اوسی اس گناہ عالی کو
چھوڑا اور اس دولت سی منہ موڑا کوئی ان مجلس تک پہنچاتا ہی یا نہین یہ سنکر زین الملوک نے اوسکی پیدایش اور
نابینائی کا ماجرا اوس آخر تک ظاہر کیا پہر ایک امیر کیطرف جو اسکا اتالیق تھا اشارت کی کہ اسکی شکل کی
یاد ہوگی ہو سکے وقت ہمین شاہزادہ اوسکی طرف مخاطب ہوکر دیکھو تمام مجلس مین کوئی اوسکی شکل سے مشابہ ہی یا نہین وزیر
شاہزادہ کا نقشہ اور گفتگو کا سلیقہ بغور ملاحظہ کرکے عرض کی کہ انہون مین کسیکو
اوس شاہزادے کی صورت اور شکل کی موافق نہین دیکھتا مگر چہرہ مبارک مین اکثر
اوسکی ہا اشارے پائی ہین اور بول چال کی وضع بھی بہت ملتی ہی سنتی ہی اس کلام کو تاج الملوک نے دیکھا باپ

کی قدمونپر گر پڑا اور رخصت کی کہ مین وہی ناخلف ہون جو اتنی مدت تک نحوست ایام اور طالع ناکام کی باعث سرگرم
اداس وبگاہ سے محروم رہا شکر ہے کہ دیدار مبارک جسطرح جی چاہتا ہے اوسیطرح دیکہا اور قدمبوسی کی
حسن وضع سی آرزو تہی برآئی زین الملوک نی یہ گفتگو سنکر مارے خوشی کے شاہزادیکو چہاتی سی لگایا
سر اور آنکہین چومین سجدۂ شکر الہی بجالایا پہر بیٹے سے کہنے لگا یہ حشمت اقبال لایدستقبال تمکو مبارک ہے
ہمکو پہلے ہی اسکا حال تمہارے روز تولد کے زائچہ سے معلوم ہوا تہا الحمد للہ کہ جوہر مقصود کو آئینہ ظہور
مین حسب دلخواہ دیکہا ہماری آنکہون مین روشنی دوچند ہوئی یہ کہو کہ آج تک کہان تہے اور سرگردان ہو یا کسی شاہزادی سے
پیوند کیا ہے شاہزادہ بولا کہ غلام کی دو منکوحہ ہین اگر حکم ہو باریاب ہون اور قدمبوسی حاصل کرین حضرت نے
فرمایا اس سی کیا بہتر شاہزادہ محل مین جاکر دلبر اور محمودہ کو بادشاہ کی خدمت مین لایا وہ دونون پیک اسکے
قریب آکے کہڑی ہین تب زین الملوک نی کہا کہ یہان کیون نہین آتین جانکو بہار وحدت آثار سے مین نرگس
چشم کو منور کرون اور سینے کو سرو بستی بہرون تاج الملوک نی التماس کیا کہ آپکی یہ لونڈیان حیلے سے
نہین آتین ہین کہ جاسون شاہزادی آپکے بندہ آزاد ہین چنانچہ آپکی مہر سے منہ نکلے جو ہر نیرداغ موجود
ہین خراج چاہیے تو حضرت بہی ملاحظہ فرماوین اس بات کی سننے سے جانکی منہ کا رنگ اوڑ گیا شرمندہ ہوکر
وہان سے اوٹھ گئے تب وہ دونون آکر قدمبوس ہوئین پہر زین الملوک نی تمام سرگذشت ایام جدائی کی
اور دلبر اور محمودہ جان کا احوال استفسار کیا شاہزادی نے بہی شمہ سفر اور محنت بیابانکی اور احوال بہائیونکے
داغ کہانیکا دلبر کے ہاتہ سے اور مروت حذر کی اور بیاہنا محمودہ کا لینا گل بکاولی کا گلاب کے حوض سے
اور بکاولی کے دیکہنے کی کیفیت خواب کی حالتین اور گل ندکو چہین لینا بہائیونکا اور بنانا باغ اور حویلی کا
بیابان مین مفصل ظاہر کیا اتنی مین بادشاہ کو تاج الملوک کی مان یاد آگئی بولے کہ تمنے تو میری آنکہین بکاو
سے روشن کین اور اپنے دیدار سے دروازہ سرور کا دل غمناک کی آگی کہولدیا کہ تمنے تو میری بہی لازم ہے کہ
کہ اوس مادر انتظار کی ماری تمہاری ہاتہونکو یہ مژدہ جانبخش سناؤن اور اس مبتلائی رنج فراق اور تشنۂ دیدار کو تمہارے آنے

خوشخبری کا شربت پلاؤں یہ کہکر بادشاہ اوٹھہ کھڑا ہوا اور قلعہ مبارک مین تشریف لا کر تاج الملوک کو پاس بلا کے
اور ایام گذشتہ کی بدسلوکی کا بہت سا عذر کیا آگی سی زیادہ سرفراز کیا اور بیٹی کو اوسکا مژدہ دیا اوی
عزیز تیری عزت بادشاہ کی دربار مین تیری خدمت کی موافق ہوگی چاہیے کہ شاہزادیکی مانند کار نمایان
کری تو تیری محبت شاہ کی دل مین موثر ہو اور پیغام اپنی ملاقات کا بھیجی بلکہ بیباکانہ آپ ہی تیرے
پاس چلا آوی اور بی اختیار تیرا سر اپنی چھاتی سی لگاوی اگرچہ پہلے دیدار کی لایق ہو لیکن آخر کار اوس
مقام مین آپکو پہنچاوے کہ وہان تیرا کوئی شریک نہو سکی اگرچہ پہلی دیدار کی اور پہر ایسا کام نکیجیو
کہ شاہزادوں کی مانند داغ لعنت اوٹھاوے اور کس ناکس کی روبرو رسوا ہو فقط

بارھوین داستان بکاولی کی رخصت ہونیکی زین الملوک سی اور نامہ لکھنے مین تاج الملوک کو

زین الملوک جب اپنی دار السلطنت مین داخل ہوا بکاولی اوس سی رخصت ہوکر اپنی باغ مین آئی
اور ایک اشتیاق نامہ تاج الملوک کیلئے لکھا پہر اوسکو تاج الملوک کی انگوٹھی سمیت سمن پری کو کہ خفیہ اوسکے
ساتھ گئی تھی حوالے کیا اور کہا جا جسوقت شاہزادیکو کاروبار دنیا سی فارغ اور تنہا پاوی ان
دونو کو اوسکی ہاتھ مین دیجیو وہ اوڑ نا گن بنکر اوسوقت اوڑی ایکدم مین تاج الملوک کے محل مین آپہنچی
اور سب طرف گھات مین لگ رہی جب تاج الملوک بکاولی کے دھیان مین اکیلے مکان مین آبیٹھا
پری اوسکی روبرو جاکر آداب بجا لائی اور وہ امانت حوالہ کی شہزادی نے انگوٹھی پہچانی اور خط کھولکر
پڑھا مضمون یہ تھا

نامہ گل بکاولی

سخن ابتدا کر بنام خدا کہ ہے وہ سزا انہین چرا ستاروں سی روشن کیا آسمان کیے جن و انسان مین

جمال اور کرشمی پہ یکو دے
فدا ہی پتنگ کیا اپنی تئیں
ہی جو اوسکی جاوید اوس کی ضیا
سوپے دیکھکے اوس کی اسلام و پیام
اور اوس نامہ کے پڑھنے کی آگی لگاوے
مگر یہ سخن جو کہ نادشتہ
تری چمن جو کہ وہی ہے گر
کیا دل جسکا غم نی دیکھا مگر
تو دیکھا اور یہ جو بہن شنگ
ہو لی ہین جو اہین گی روز جزا

جلایا دل آدمی عشق سے
بنا قیس خود جسکی مجنو جمال
وہ جسکی بتاب فدا ہے سدا
تجھے ای شہ خوبرو نیک نام
کیا تل نے مجھے طوق دار
کہ اک دل کو ہی وہ جسکی صبر
اگر تو تھو غلط بھی ہی سفر
ہوئے ایک ٹکڑے پلک تکڑے ہزار
بجھا پیاس کو میرے جلد اے نگار
تو ہنسکی تری لعل لب جو ہنسا
نہ بول اگلی سب اپنے زبان قلم

سپری سرو پا عطر اوسکو فشان
عیان حسن کو جسکی شیرین کیا
چراغ محبت کو روشن کیا
تری چشم وابروئی ہیں تیغ و سنگ
کیا ہی دل اوسکا نکو خون عشق نے
مین جلتی ہوں تجکو فقط کھلن
فدا شربت وصل مہ میں جھپا
مین ہنستا گو سوں آنسو لعقیق
تری غم میں جسکی لذت جاونگی
جو اب اوسکا پہر دیکھا کیا تجھے
دکھایا تیلو دلکی نہین یہ کہ

کیا الفت کا اوسکو رفت
دیکھ جسکی فرہاد شیدا ہوا
شعور اوسے پروانہ ہو کر جلا
کہاں ہے دل پہ لا سون جاک
جلایا درون میں عشق نی
اثر سوز دل میں کہ جھن
لبون پر لعل جو ادہرا
ہی الماس مجکو طلب
اگر تو نہ پوچھا تو جاونگی
جو پوچھو گی کل

غرض تاج الملوک نے مضمون نامہ کا کہ ہر نقطہ بھرا ہوا شوق سے ہوا اور ہر حرف پر ذوق سے تھا دریافت کیا عشق کی آگ کہ سینے مین دبی ہوئی تھی بھڑکی سیماب کی مانند بیتاب ہو کر تڑپنے لگا آخرش دل کی بیقراری کو تھام کر [illegible] حسب کیا پہر قلم فراق رقم کو ہاتھ میں لیکر ایک بند کاغذ کا اوٹھا کے نامے کا جواب یون لکہا نامہ تاج الملوک اے عاشقوں کی جلانے والی ہر طرف فتنہ ہی ڈالی تو تیغ تیرے [illegible] صف شکن ہے تو عشق کی راہ میں آخرین ہو ابروئی تیری آنکہ پر خمار ہے مست کی پاس جیسے تلوار جادو ہی تیری نگاہ پنہان یا برق پاکر من جان غنچہ سے تیری دہن ہی دلتنگ آگے تیرے لب کے لعل بیرنگ روشن ہی تجھ سے چشم اسیا

بیٹھکر گاتی ہی اور رات بھر یار کے خیال مین جاگتی تھی اور یہ غزل اپنے حسب حال پڑھتی تھی

غزل

کوئی نہ میری طرح بھی ہو مبتلای فراق
خطاب تھا یہ کیا مجکو بادشاہی فراق
فراق کو بھی فرقت کا مبتلا کیجیو ن
فلک کے ہاتھ سے اے ہاتھ جا پای فراق
اے فراق مجکو جان سے مارون

تمام عمر بسر کی بلای فراق
ہمیشہ سینہ سوزان سے شعلہ اوٹھتے ہین
کہ خون جگر ہوتین یہ تماشا فراق
ہین ادھر پاؤن کہان کیا کرون کہین کہ
سرشک یہ ہی بہر دو نین خونبہای فراق

غریب عاشق و بیدل فقیر بیسر گردان
دل و جگر کو جلاتی ہین داغہای فراق
کہان فراق کہان بیت کہان وصال و بیچ و تعب
فراق کو بھی کوئی بھی ہے جو وصل سے
بقول حافظ شیراز ابیات یہی دیسی

بگسل کی بیحرانی ہے صدای فراق

جب سپاہی تھے اوسکی فراقمین بین بین سوز اسکو بیشتر پایا جانا کہ عشق نے اوسکی دلمین گھر بنایا ہی چاہے سوکر فیروز شاہ سے عرض کی کہ ہمنے ایسا بہت سمجھایا مگر فایدہ کچھ نہ پایا وہ کسیطرح نہین سمجھتی ہی بہتر کو چونکہ نہین لگتی خبر شیر بیتی سو کی آگے جو ارشاد ہو فیروز شاہ نے اس ماجرا کو سنکر جانا کہ یہی ہاتھ سے جا چکی نصیحت مطلق نہین سنتی بکاولی کو طلسمات مین قید کیا اور سیم تن کی پاؤن مین سونیکی زنجیر کو بھیج دیا ۞

چودھوین داستان تاج الملوک کے دریای محیط مین پہنچنے اور سلامت نکلنے کی وہان سے بیابان اور تبدیل ہو جانیمین صورت اصلی کے

کہتے ہین کہ جب جمیلہ خاتون نے شاہزادہ کو ہوا سے پھینکا وہ ایک تہ دریای عظیم مین جا پڑا اور اوسکے بلا طمے تہ و بالا ہونے لگا کبھی موتی کے مانند نیچے جاتا تہا اور کبھی حباب دریا کیطرح پانی پر تیرتا تہا چند روز کی بعد کنارے پر پہنچا سچ ہے کہ عاشقون کی جان عزیز تا اجل کا ہاتھ ان تک نہین پہنچتا اور موت کا پنجہ انکی روح کی گردن نہین مروڑ سکتا کوئی رمق جان باقی رہی تہی سو وہ خشکی مین آیا آفتاب کی گرمی سے ہاتھ پاؤن کہیں حرکت کی قابل ہوئے اور بدن مین زور پیدا ہوا اوٹھکر آگے گیا سامنے ایک جزیرہ نظر آیا اوسمین جا کر ایک ہوا تمام شہر کے میوے دار درخت اوسمین تہی اور دوسری طرف لگا اوسمین ایک ایسا باغ نظر آیا کہ اوسکے درختون کے پہل اسقدر لٹکے کہ زمین تک تھی اوس نے دو چار ہوا و پہل کہا کر سنبھلا

پھر یہ سب کی سب زمین پر گر پڑیں ایک ساعت کے بعد اور کلی اوس شاخ میں پیدا ہوئی شاہزادہ یہ تماشا قدرت الٰہی
قدرت کا دیکھکر نہایت حیران ہوا بلکہ ڈرا اور وہاں سے آگے بڑھا ایک باغ انار کا ملا اوسمین ہر ایک انار گھڑے
کے برابر تھا تاج الملوک نے ایک انار کو جو توڑا اوسمین چھوٹے چھوٹے پرند خوش رنگ نکل آئے پھر سب کے
سب چڑیوں کیطرح اڑ گئے شاہزادہ یہ صنعت خالق کی دیکھکر اور بھی دنگ ہوا علیٰ ہذا القیاس ایسے ہی
ایسے عجائبات اور غرائب دیکھتا ہوا ہفتہ تک دیکھا کیا بعد اوس سرزمین پر جا پہنچا ایک نیا ہی تماشا نظر آیا
کسطرح وہان سے راہ چلتا تھا ایک میدان نہایت تنگ کہ ہر طرف سے لکڑیاں جمع کین پٹی باندھا پھر جنگل کا
نام لیکر دریا مین ڈال دیا اور دوسرے جا پہنچا کئی روز کے بعد ایک کنارے پر جا لگا وہ ٹکرا کے چلا ایک بیابان
ہولناک مین جا اور ہوا شام کیوقت ننعکے تکہ ایک درخت پر جا بیٹھا حیرت ہوگئی ایک سنائی کی آواز کیطرف
کیطرف سے کانون پہنچی ہر چند شاہزادے نے ماسنے تاین دیکھا لیکن نظر نہ آیا آخرش ایک اژدہا پہاڑ سا نظر
آیا اور اوسی درخت کے نیچے کہ جسپر شاہزادہ تھا آیا اوسکی صورت دیکھنے سے اوسکے حواس اڑ گئے درخت کی ڈالی
لپٹکر دم بخود ہوگیا ایک ساعت کے بعد اژدہے نے ایک کالا سانپ اپنے منہ سے نکالا اور اوسنے ایک من آفتاب سا
چمکتا ہوا اوگل کر درخت کے نیچے رکھدیا اوسکی روشنی سے چار سو کوس کے گرد تک جتنے جنگل پہاڑ تھے روشن
ہوگئے اور وحوش وطیور اوسکے آگے ناچنے لگے آخر بیہوش ہوکر پڑے وہ اون کو دم کی کشش سے
کھینچ کھینچ کر نگلنے لگا یہانتک کہ اوسکا پیٹ بھر گیا سانپ اوسکے منہ کو نگل گیا اور وہ سانپ کو پھر جسطرح
آیا تھا اوسیطرف کو چلا گیا شاہزادہ سے کبھی جی مین یہ لہر آئی کہ ابھی اوترکر جیب مین ہاتھ ڈالکے نقل دوڑانی لگا
آخر سوچتے سوچتے صبح ہوگئی پھر دریا کی طرف گیا اور وہان سے ایک ٹبا لوند کیچڑ کا اوٹھا لایا اور شام کیوقت
درخت پر چڑھ کر اوسیطرح بیٹھ رہا اژدہا بھی اپنے وقت معین پر آ پہنچا اور بدستور سانپ کو منہ سے نکالا اور اوس
اندھیرا ہوگیا ہاتھ سوچتے سے رہ گیا اژدہا اور سانپ سر پٹک پٹک کر مرگئے شہزادہ نور کی چمک سے درخت
اوترا اور وہ گوہر نورانی

اوسنا اور وہ مہرہ نورانی تھیلی سے نکال کر اپنی کمر میں باندھا اور ابا وہاں کی توقع پر اکیلا ببانام دل وحشت بھاگی
اور صحرانوردی میں کاٹتا تھا جب رات ہوتی تھی کسی درخت پر چڑھ کر بیٹھ رہتا تھا غرض نہایت اسی طرح بسر کرتا
تھا اتفاقاً ایک رات تو جس درخت پر بیٹھا تھا اوسپر ایک بولتی ہوئی مینا کا آشیانہ تھا وہ اپنے بچوں کو اکثر کہانیاں
سنایا کرتی تھی اور ہر ایک ملک کی کہانیاں بتایا کرتی تھی اسلئے کہ کان لگا کر بات ایک ایک سنے ایک دن کا ذکر ہے
اوس کے بچوں نے مینا سے کہا ای اماجان کوئی بات اس طرح کی کہو مینا بولی کہ اس جنگل میں کہیں نہ کہیں
جا بجا گڑھا ہی اور اوسکے سوا یہاں سے دکھن کی طرف ایک حوض کے کنارے ایک درخت ہے کہ اوسکو سرخ سرخ
کہتے ہیں اگر کوئی اوسکے پوست کی ٹوپی بنا کر پہنے تو وہ سبکو نظر آئے اور وہ سبکو دیکھے پر اوسکو
کوئی دیکھ نہیں سکتا کیونکہ اوسکا ایک سانپ نگہبان ہے اور سبز ہوا اور پھر کہا کہ نہیں ہوتا بچوں نے
مینا سے کہا ہو چاہا کہ کسطرح کوئی وہاں پہنچے مینا نے کہا ایسا کوئی جوانمرد ہو کہ گھر اندھیرا ہوتے
ہی اوس حوض کے کنارے اوسکو پہنچائے وہ سانپ ایک آئینا دیکھا اوسپر اوگلے وہ خود اپنی صورت کو دیکھے
اور اوسکی صورت دیکھ کر حیران ہو جائیگی پھر اسکا اندیشہ نکی اور اوٹھکر اوس درخت کی ٹہنی طرف ڈالی سے جا لٹکی
ٹہنی کی تنی سے اوسکی لعل پھل لگے ہیں اگر ایک لعل پھل توڑ کر کہا تو بعد بھی اپنی صورت پر آیا اور پھر
پھل کی خواص یہ ہے کہ زخم پر لگائے تو کوئی حرج بدن پر اثر نکرے اگر کمر میں باندھے تو پھر اپنا اور شاہ پر کیا اوسکا
اثر ہے اور اگر اوسکی لکڑی پر سن لوہے کی قفل کو چھوائی تو اوسیوقت کھل جاتے تاج الملوک
عجیب غریب باتیں سنکر جو نہایت اوس درخت کا مشتاق ہوا صبح ہوتے ہی اوس سے
چلا بہر صورت آکر اوس حوض کے پاس پہنچا سانپ بھی اوسکو دیکھتے ہی لپکا تاکہ شہزادہ مثل
جبھی حوض میں کود پڑا پھر تو لپکا اوس درخت کی اوسی ٹہنی والی ڈالی پر جا بیٹھا اور ایک لعل پھل کھا
اپنی اصلی صورت پر آگیا پھر اسکے بعد کچھ سبز پھل توڑ کر کمر میں باندھے اور ایک لکڑی بھی اٹھا لی پھر اوس
کی چھال سے ٹوپی بنا کر پہن لی تو دیکھے ایک وقت اوٹھا اور چند روز کے بعد جنگل سے باہر نکلا آیا

اپنا کو دکھائی دئے وہان ایک لڑکا اسکا کاری بیٹا پی آنکھو چیرا اور کالی کا سرمہ اوس مین رکھا دیئے
زخم پر پٹی کو دئے تو اچھا ہو گیا پھر وہان سے آبادی کی راہ لی

پندرھوین داستان کہ جسمین تاج الملوک کے حوض مین اوترنے اور اوسمین غوطہ مارنے سے تبدیل ہونا اوسکی شکل کا

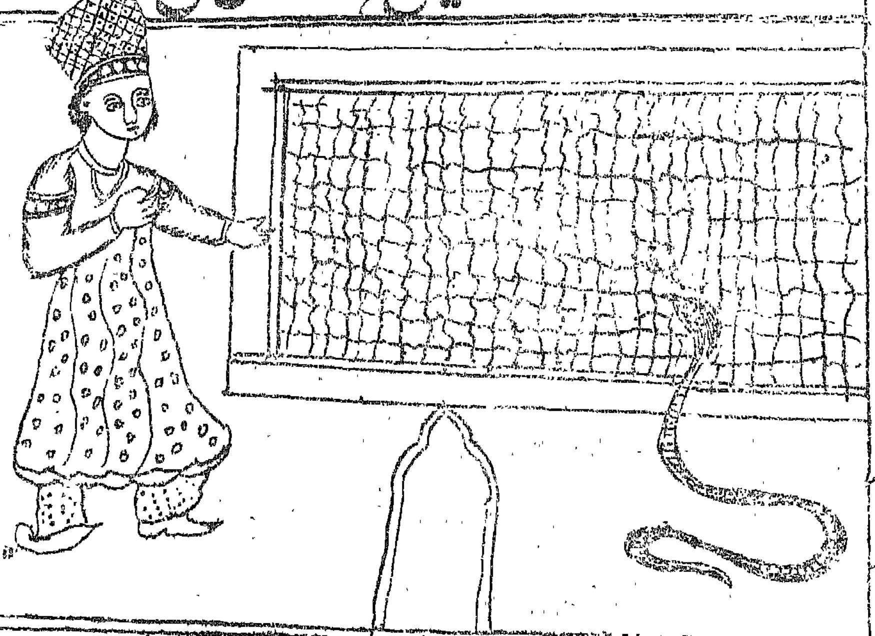

نقل ہے کہ تاج الملوک ایک سنگ مرمر کے حوض جسکے چار طرف رنگ برنگ کے پھول پھولے ہوئے تھے جا لوٹا
وہ سہانی جگہ اور گھنی چھاؤں دیکھکر شاہزادہ ایک آن سو گیا جب آنکھ کھلی اوس پانی کی صفائی کا
دھیان آیا پھر دوڑا ایک دست [illegible] کپڑے اوسمین اترا اور غوطہ مارا جونہین پانی سے باہر نکلا اوس حوض کو دیکھا
تو پایا ایک شہر متصل جا پہنچا ایک مرد آیا دیکھتا ہے کہ بلا مردی کی جا ہے اور صورت عورتون کی
شکل ہے [illegible] صفا ہو گئی اور صندل کی چھاتی پر ایک [illegible]
سو [illegible] تاج الملوک اس وقت ناگہانی مصیبت سے حیران ہو کر [illegible]
[illegible] ایک جگہ شہر [illegible] ہو گیا اسمین [illegible] وہان آیا اور دیکھا [illegible]

ذخیرہ رکھتا ہے حسین ایسی ہے اگر حور دیکھے تو دل سے ہارے اور پری دیکھے تو جیا سے عرق ہو اسکا دل و مہر
کیا پوچھا اے نازنین تجھپر ایسی کیا آفت پڑی ہے جو اس ویرانے میں آکر بیٹھی ہے اوسنے کہا میرا باپ
سوداگر تھا مجھکو اپنے ساتھ لیے جاتا تھا کل اس جنگل میں مع قافلہ آکر اترا تھا آدھی رات کو ڈاکہ پڑا سب مال لٹ گیا وہ رفیقوں سمیت
مارا گیا ساتھ چھٹ گیا قافلے کے لوگ اپنی اپنی جان لیکر بھاگ گئے فقط میں اس ویرانے میں اکیلی
رہ گئی اب یہاں نہ کہیں رہنے کا ٹھکانا ہے نہ بیٹھنے کا نہ طاقت چلنے کی ہے جوان نے کہا اے
نازنین اگر تو مجھے قبول کرے تو میں تجھے اپنے گھر لے چلوں اور صاحب خانہ بنا کر رکھوں اس کی
آتش شہوت جوان کے دیکھنے سے شعلہ زن ہوئی تھی اس بات پر راضی ہو کر اوسکے ساتھ گیا جو وہ بنئے کے بہلا
دیکھیں نہ آیا اس عورت عجیب کی کبھی ہنستا اور کبھی روتا اس طرح سے اپنے دن کاٹتا اس اثنا میں
وہ حاملہ ہوئی نو مہینے کے بعد ایک لڑکا جنا چالیسویں روز ایک حوض میں کہ اوس کے گھر کے
نزدیک تھا جا کے ایک غوطہ مارا جو ہی سر اٹھایا تو دیکھا نہ وہ سرزمین ہے اور نہ وہ عورت خدا کی
قدرت دیکھ ایک حبشی خونخوار شکل دیکھا کہا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے [illegible] اصلی صورت نہیں ملا لیکن عورت سے پھر مرد ہوا
اور خیال میں تھا کہ ناگاہ ایک شخص حبشی کی سی وضع اوس کا منہ اوسکی ناک کی پھننگ سے لگا ہوا اور پنجہ کا
خوف سے پیٹ پھٹا ہوا کان شانوں تک اور چہرا بالوں سے کالا اور چپٹی کی جو صفت کروں تھوڑی ہے اسکو دیکھے
زبان ہونٹ چاٹتی ہوئی سامنے سے ہو کر [illegible] اوسکی کلائی پکڑی کہ میں اتنے دن سے تیرے لیے بھوکے
پیاسے مرتے ہیں اور میں تیری تلاش میں سرگرداں پھرتی ہوں کہاں چھپا تھا بھلا جو ہوا سو ہوا
اب دو تین دن کی لڑکیاں تو لاکر انکو بچا کر کے پالے کہا سے [illegible] تاج الملوک داستان لطیف دیکھ کہا
خدایا کتنا کب تک مجھکو اس غم میں گرفتار کیے گا ابھی ہوس گئے تا ہے یہی چپکا دم بخود ہو بیٹا بلا کہ نیچے میں
جیسا قصہ کو تاہ وہ ناپاک کتنا ان کتناں اپنے گھر لے گئی چاروں طرف کو گردش آکر گھیرا کہ بابا بچاؤ سے
واسطے سیار اسے لے شہزادہ جو کا کتک الگ بیٹھے [illegible] میں وہ دس آل ہی ایک کی کمائی تاج الملوک

ہاتھ مین دی کہ جاکر لکڑیان کاٹ کر لا شہزادہ اس فرصت کو غنیمت سمجھکر جنگل مین آیا اسی طرح ایک عجیب گہرا
سے حیران تھا اور دل مین سوچا کہ دوبارہ حوض مین غوطہ مارنے سے صورت تبدیل ہوچکی ہے پھر دیکھی
امتحان کیجیے اور دیکھیے کہ اب کیسی شکل نکلتی ہے پھر ایک حوض مین جاکر غوطہ مارا جب سر نکالا آپکو بصورت
اصلی پہلے حوض کے کنارے پر پایا لاٹھی اور ٹوپی فقط رکھے ہوئے دیکھا سجدہ شکر کا درگاہ الٰہی
مین بجالایا اور دل مین ٹھہرایا کہ اب کسی حوض مین غسل کیجیے بلکہ ہاتھ بھی نہ ڈالیے پھر لاٹھی ہاتھ مین لے
اور ٹوپی سر پر رکھکر روانہ ہوا اے یاران دہر حق تعالے نے بنی آدم کے سر پر راستی کی ٹوپی رکھا
عظمت کا عصا ہاتھ مین دیکر طلسمات دنیا مین کہ مزرعۂ آخرت ہے عاقبت کی تکمیل کیلیئے بھیجا ہے پس
انسان کو چاہیئے کہ گل اور خار اور آب شراب خوب پہچانے ہر ایک باغ کے پہول کو نہ سونگھے ہر ایک
نہر سے کچھ نہ پیوے کہ یہان کانٹے گل سے رنگین اکثر ہین اور شراب بصورت آب ادہر اودہر ہین
اگر کوئی دنیا کے پیچھے کو چشمۂ حیوان مین غوطہ ماریگا مفرد اوسکا کلاہ اور عصا کھو دیگا یہ حکم ہے
طالب دنیا مونث ہین اور طالب مولا مرد ہین تیسرا ایک معانی خوب مرد کامل ہے بصورت زنان
ہو جائیگا پس جو دنیا کی شکیبائی کے سوا کچھ چارہ نہین چاہیے کہ دم نقد ہوکر پھر دنیا کی ذکر الٰہی مین
غوطہ مارے اسکے ... رہیگا وہی عصا ہاتھ مین اور وہی ٹوپی سر پر دیکھیگا فقط

سولہوین داستان پہنچنے مین تاج الملوک کی دیو سیاہ پیکر کے مکانمین اور ملنے مین بکاولی کی چچازاد بہن روح افزا سے

ناقلان سخن اس حکایت کی یعنی ... بیان یون کیا ہے کہ جب تاج الملوک یہ صدمے اوٹھا
چکا ... پانون نے چلنا چھوڑ دیا ضعف کی قوت سے سوا چلا جاتا تھا اگرچہ ایسے پہاڑ پر گذرا کہ وہ قاف
بھی اوسکے آگے ایک ٹیلہ سا نظر آیا دوسرے ایک شہر کی حویلی دیکھی شاہزادہ تفحص حال کیلیئے وہین گیا
لیکن ... کا اشارہ ان ... ایک مکان کو ... ایک آواز ... اسکے کانمین آئی

دیکھی کہ وہ صورت خوب حسین کہ جسکی صفائی پہ نظر پھسلی جاتی تھی بلکہ اوسکے چہرے کو کسی کا تصور یا دھیان بھی نا سکتا تھا

آتی تھی بیتاب ہو بیٹھی تھی بجلیاں لپیٹے روتی تھی شہزادی نے سر کی ٹوپی اوتار کر اوس کو دیکھا کہ ای آرام جان

اس جوانی کے عالم میں یہ تیری جدائی تیرے عاشق بیکل کی دلبر اکیا ستم ہے

حق میں ستم ہے توشتہ اوس سے اشارہ کیوں کیا اور رنج فراق کا اوس

سکتا اوس نازنین کو یہ کلام زندہ سنکر بہت حیا آئی اور

سے آنچل منہ پہ لیکر

تاج الملوک بولا کہ اگر میرے سر کی فی الحقیقت

اور جو کسی دشمن نے جدائی ہے

تجکو یہ کہ جیسے

امین سرکی ہوں اور میرا نام روح افزا ہے

بیچارگی کی گلستان ارم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کہ میں وہی گرفتار بلای دوری ہوں جسکی مجبوری کی تقریر حجاب کی بیتی کی تمامی ہوئی ہے اور دوسرا اوسکا
دل قید میں کھینچ لاتا ہے اور صبر اور آرام کی بین بھی جاتا ہے غرض شاہزادے نے اپنا تمام قصہ روح افزا کے
روبرو کہا وہ سنکر حکایت متعجب ہوئی اور دونوں کی صحبت بہت شہزادہ پر [illegible] ہوئی اوسکے بعد کہنے لگی
کہ اگر میں اس دیو کی قید سے نجات پاتی تو تیرے جگر کے زخم پر مرہم لگاتی شاہزادے نے کہا اب تجھکو
کون روک سکتا ہے اس نے کہا [illegible] سے ابھی کل چلا گیا ہے [illegible] شوق سے چل اگر اس دیو کا
[illegible] میں [illegible] تو دیکھ لیجیو کہ ایک [illegible] میں اوسکا کیا حال کرتا ہوں لیکن اندیشہ یہ ہے کہ میری [illegible]
[illegible] روح افزا نے دیو کا سلسلہ خانہ اوسکو بتا دیا وہ [illegible] جاکر ایک شیشہ آیا اور اوٹھا لیا
اور اوسکے پاس جاکر سراج القطب کا عصا پاؤں میں [illegible] اور [illegible] کی پاپی ناک سے
نکالا [illegible] اوسکے بعد دونوں نے جزیرہ فردوس کی راہ لی جس دن دونوں [illegible] کو [illegible] ایک
[illegible] اسباب [illegible] سے آئی روح افزا نے کہا ای شاہزادے [illegible] تاج الملوک نے
[illegible] روح افزا کے سر پر [illegible] اور آپ دیو کی طرف [illegible] شاہزادے نے
[illegible] کہا [illegible] قدم آگے [illegible] ایک ہی ہاتھ میں [illegible]
[illegible] نکالکر [illegible] عجب تماشہ [illegible] کیا [illegible]
[illegible] سے [illegible] کیا [illegible] اور جب [illegible]
[illegible] کی [illegible] کیا اور [illegible] دے کو
[illegible] سامنے کہ میرا دل [illegible] ہاتھ [illegible] اور اوسکے [illegible] سے
[illegible] شاہزادے نے کہا ای [illegible] کہ تو روح افزا کو اپنی [illegible] کے
خدا کا خوف کر [illegible] تو بھی تیری زبان کا [illegible] زبان [illegible] اور [illegible] شاہزادہ کا
[illegible] اگر [illegible] کا [illegible]

کیطرف پہنچایا وہ اوس شہر میں کے نزدیک سے ایک کوس پہنچا اور مراج القلوب کا اعتدال ایسا دیکہکر غضب سے کہ تمام بدن اوسکا کانپ گیا اوسکے پیچ غصے سے کہا کہ وو دو جو کچہ آپ انکی بارت تو میں نے رحم کیا اگر ایک ہاتھہ اور مارتا تو وہی کرتا جب یوسف نے مدعت کرنا چاہا شہر سے دیسا اودیا شو ہوا یا کہ جانب طرف ای شہر اوس ویگا دوسرا اوصیل تن آپ پہنچ شہزادہ دیکہکر دیسا تاج الملوک نے یہی اوسی دیا نہیں جیسے چاہئے ویسی ہی جوانمردی کی داد دی اور دیونکی لڑائی بات کی باتیں بہی اشعار

تہلوار کی ویسی کی تو ہان	زمین ہلگئی کانپا وہ تہا آسمان	لڑائی تو ہمت کا تہی پا	کہ ہت مسلم کیا تہا آتی نہ جا
سکے قتل اوسنی چلا کہون ہلیا	یہ تیغ اوسکی تہی اب جان دیا	وہ نشان ہوئی ایسا ا	کہ ہیچ کنے لگا مر سیا
تہیچ تہی وہ خاک پہ بیٹہیا سے	نہیں ہوگئی تہی کہ کشتہ وار	بہاتہا پایہ اونکی شو ہنسی لہو	کہ تہی کہ وہ پنجنگی آپ سے جو

غرض جو کچہ ہہاگی پری کی ہمت تہا کہیت میں شہزادہ تک
لیکن تاج الملوک لڑتے لڑتے اور چالاکیاں کرتے کرتے بہت تہک گیا تہا غش آگیا تہا جب افزا دوڑی آئی اور سر اوسکا اپنے زانو پر رکہا گلہ بسا ہاتہہ اوسکے سینے پر پہیرا اوسنی ہوش میں آکے لشکر غنچہ گل دیا ہوش میں لائی اور ٹوپی سر سے اوتار کر شہزادے کے آگے رکہدی اور اوسکی جوانمردی پر ہزار آفرین کی پہر اوسکا طبیعہ فردوس کی راہ لی جب وہ دونوں نزدیک شہر کے پہنچے روح افزا نے تاج الملوک کو ایک باغمیں کہ اوسکا نام بہی روح افزا تہا بہار بالاں باپ کی ملاقات کو گئی اونہوں نے اوسکے آنیسے زندگی دوبارہ پائی جسکا ماتہا اور اتنے میں جو پہر گذشت ہوئی تہی روح افزا نے اونٹ وپوستکا کی اور مروت اور جوانمردی شاہزادہ شجاعت شعار کی بیان کی لیکن یہ کہا کہ بکاؤلی کا عاشق وہی ہے ظفر شاہ سلطنی اور وصلہ ہی جمیں گیا اور شہزادیکا شکل وہ سامان بہشت جا لایا تہا بہشت کی ایک مسند پالکی اور تین جوڑی پہر کتنی پریاں اور پریزادے کی ... اپنے حضر تک نہ اپنے دولت خانے میں آیا

سترہوین داستان خط لکہنا ظفر شاہ کا فیروز شاہ کو روح افزا کے

اور آنا بکاولی کا مالنی پاس خط وصل ملاقات کیلئے

راوی شیرین زبان یوں بیان کرتا ہے کہ مظفر شاہ سے ایک خط روح افزا کی پہنچی کا [illegible]
وہ اوسکو پڑھکر نہایت شاد ہوا اور فرمایا کہ جمیلہ خاتون روح افزا کی بہن کو ملنے جاتے اور اوسکا [illegible]
دیکھکر بکاولی نے جو مالنی کی خبر کہلا بھیجا کہ میں بھی بہن کی ملاقات کو تمہاری ساتھ چلونگی [illegible]
خاتون نے اسکو غنیمت جانا اسواسطے کہ شاید وہاں کے جانے سے اسکا غنچہ دل کھلے اور [illegible]
کی حیرت سے زنگ کدورت آئینہ دل سے جاتے پاؤں کی زنجیر کاٹ دی اور اپنے ساتھ لیا [illegible]
فردوس کی راہ لی مظفر شاہ نے جب سنا کہ جمیلہ خاتون مع بکاولی آتی ہے روح افزا کو استقبال کیلئے
بھیجا جب اوس سے وہ دوچار ہوئے روح افزا نے جھک کر سلام کیا اور قدمبوس [illegible]
اونہا [illegible] نکالا آنکھیں چار ہوتے ہیں [illegible] دونوں بہنیں آپس میں [illegible] گلے لگیں [illegible]
صد الطاف سے پیش آئی پھر روح افزا نے مسکرا کر بکاولی کو کانوں میں کہا تمہیں بھی [illegible]
آنا [illegible] ہے اوسکو شوق [illegible] دکھا او اور شربت وصل ہو پہنچنے ناگاہ [illegible]
خاموش ہو رہی پوچھ نہ سکی [illegible] دل ہی دل میں کچھ شاد کچھ مغموم ہوئی القصہ روح افزا دونوں کو اپنے [illegible]
باتیں [illegible] لیکر لائی مظفر شاہ اور حسن آرا بیگم جمیلہ خاتون سے ملی نہایت شفقت اور مہربانی سے پیش آئی
پھر ادھر اودھر کا مذکور نکلا [illegible] گفتگو کا کہا آخرش روح افزا کی [illegible] کا ذکر بھی درمیان آیا [illegible] اوسکو
اور ہی [illegible] ادا کیا غرض جمیلہ خاتون [illegible] رات رہی دوسرے دن رخصت ہوئی روح افزا اور [illegible]
[illegible] میں چاہتی ہوں چند روز بکاولی [illegible] شاید یہاں کے رہنے سے اسکی آئینہ طبع کا
زنگ چھٹے نور عقل اوس میں نمایاں ہو اور تاریکی سودا پنہان جمیلہ خاتون نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہے
چنانچہ ایک ہفتہ کی اجازت دی اور گلستان ارم کی راہ لی روح افزا بکاولی کو اکیلا پاکر بھی باتیں عشق کی
کرنے لگی طول [illegible] دیا آخر تاج الملوک کی سوز و گداز بھی کچھ کچھ کہا بکاولی [illegible] کے سبب

شرمندہ ہوگئی اور مارے حیا کے پانی پانی ہوگئی پھر غصے سے منہ پھیر کر بولی واہ واہ بوا مجھکو بہی
غرض نہیں آتی اور ابہی جیتے جی ہار نہیں بہاتی یہ تم اپنی بیتی ہوئی مجھی پر دیتی ہیں سنا ہو نہی جانا کہ تم او
دیو کا دل ہی دل میں غم کہاتی ہو یہ کہا تو تمہیں سب کی مثل ہاتھوں مہندی پانوں مہندی لگی ہیں اور دن [illegible]
میں یاد بیہودہ مت بکو قسم ہی حضرت سلیمان کی میں ابہی اپنے گہر چلی جاؤں گی پہر کبھی تمہارے گہر نہ آؤں
بھلا شمع فانوس کو پروانے سے کیا نسبت اور غنچہ سربستہ کو بلبل سے کیا مناسبت کہاں پری کہاں
انسان یہ تمہارا صرف گمان ہی روح افزا نے جب دیکھا کہ یہ کسی طرح ہاتھ نہیں آتی اور کسی صورت
دہوکا نہیں کہاتی تو کہتی ہوں کہ تو شمع فانوس ہے کوئی پروانہ جو ایسے آگ جلے تو تجھکو اوسکے جلنے سے کیا
تیرا دل گل نیلوفر دریای عشق میں ڈوب نہیں سورج کو کیا پرواہ غرض اسی وضع کے اور ذکر کا اسکی غصے کو
ہٹا لاکر بہلا دیں اور [illegible] ہاتھ میں ہاتھ لیکر اوس مکان کی روش پر کہ جسمیں تاج الملوک تہا تہا آکر بہرنے لگی
اتنے میں آواز دہونا کا اوس مبتلائے عشق کی بکاولی کے کانوں تک پہنچی سنکر حیران ہوئی اور آخر یہ لنکی وجہ
پوچہا کہ یہ کسکی صدا ہے اوسنے کہا ایک شکار خوگرفتار نالاں ہے تجہکو اوسکا تماشا دکہاؤں اور اچہی طرح سے اوسکی آواز
سناؤں غرض بکاولی کو دہوکا دیکر شاہزادے کے آگے لاکر کہڑا کر دیا تاج الملوک سے دو چار ہوتے ہی اختیار اسکی باگ
اوسکے ہاتھ سے چہوٹ گئی اور جنس صبر و قرار کی لٹ گئی وہ بہی آتش شوق کا جلا ہوا صبر نکرسکا دوڑکر اوسکے
[illegible] بے اختیار لپٹ گیا بکاولی نے بہی دامن حیا کو چہوڑ کر اپنے ہاتھ اوسکے گردن میں حمائل کر دئے پہر تو
دونوں جلے ہوئے آتش فراق کے دل کہول کر روئے اور غم جدائی کے ذکر اپنے اپنے خوب دہوئے روح
افزا نے [illegible] مار کر ہنسے اور کہنے لگی بہنا تو تو اتنا نہ بنا کی اب سے وقت نہیں بکاولی مرد کا
[illegible] تک نہیں دیکھا پہر اس نامحرم مرد سے کسکے گلے لگ کر زار زار کیوں روتی ہے اور اوسکی غم سے اپنا
تہا [illegible] اسلئے کہوتی ہے تو نے میرے چچا کا نام ڈبویا اور سارے کنبے کو کلنک لگایا یہ سنکر بکاولی نے
[illegible] روح افزا اگر تو نے مجھے [illegible] کے زخم پر مرہم لگایا تو ناخن طعن سے نہ چہیل اور خوش [illegible]

دیدار بلایا ہی تو تیری ملامت نہ کہوں گا اب تو مجھ پر سب اسرار بالکل ظاہر ہو گیا اب پردہ رکھنا کیا ہے حق یہ ہیں دونو جہان
سو کر مختار ہے القصہ وہ عندلیب شیدا اور وہ گل رعنا چمن نشاط میں بخوبی رہتے تھے اور بولی اور اپنی چہچہاتی
کو ہر ایک غنچے دل کھل گئے کئی دن بوس و کنار کی لذت خوب طرح اوٹھاتی اور جام وصل سے اپنی اپنی پیاس کی بجھاتی رہی
آخر ایام وصال کو آخر ہوئی بکاؤلی کے روانگی کا دن آ پہنچا تاج الملوک پھر بستر بیقراری پر گرا اور ماہی بے آب کی مانند
تڑپنے لگا یہ حالت دیکھکر اوسنے بھی چاہا کہ خیال سے دیکھو اور جدائی و بیتابی اپنا حال بنا کہ روح افزا بولی رعنا آپ
میں یہ حرکت نکرنا ناحق رسوائی ہوگی اور جو تاب تنہائی چند روز اور صبر کر انشاء اللہ تعالی تھوڑے دنوں میں
تجکو تیرے چاہنے والے سے بخوبی ملاتی ہوں اور شربت وصال جلد تر پلاتی ہوں زمانہ
اب تھوڑا رہا ہے اور روز وصال کا نزدیک آ پہنچا ہے خاطر جمع رکھ ان باتوں سے فرمانبرداری کر اور
الٹی میں گریہ و نالہ ہی بجھ و دیکھ کہ پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے اور صبر سے اور کوشش کیا کر
بکاؤلی یہ سنکر چاروناچار گلستان ارم کو گئی اور ماں باپ کی خدمت میں مشغول ہوئی

اٹھارھویں داستان روح افزا کی ظاہر کرنے میں اپنی ماں کی تاج الملوک اور بکاؤلی کے عشق کی کیفیت اور جانا اوسکا جمیلہ خاتون کے پاس اور دونوں کے بیاہ کی درخواست کرنی

کہتے ہیں جب بکاؤلی روح افزا سے رخصت ہو کر اپنے گھر گئی روح افزا نے شاہزادی اور بکاؤلی کے عشق کی
تمام اور کمال کیفیت اپنی ماں سے ظاہر کی حسن آرا یہ سنکر دیر تک گریبان تفکر میں سر ڈالے رہی پھر بولی
اگرچہ بانسبت آدمی کا پری سے ہونا نہایت محال ہے لیکن اوسنے میری بیٹی کو قید شدید سے چھڑایا ہے مجکو لازم
کہ میں بھی اوسکو زندان غم والم سے چھڑاؤں اور مطلب کو پہنچاؤں یہ کہکر اوسی وقت ایک نقاش
جس چالاک دست تہ بالا کر شاہزادی کی تصویر کھنچوا کر گلستان ارم میں لیگئی اور فرخ شاد

خاتون سے ملی بلکہ چند روز میں ہی ایک نکاح ہو رہا ہے کہ جمیلہ خاتون سے باتیں کرنے مطلب کی بات پائی
اور صبح کو کہنے لگی ابھی ہیں اگر کوئی غنچہ نکلیں آپ و ہوا کے فیض سے کسی شاخ میں لگی اور اوسکی باتیں بلبل سنجھو تو
اوسکا پانا دشوار ہے اور اگر آپ ابر معنی کسی کے ہاتھ لگے اور وہ اوسکو شاخ سے الگ کرکے
اپنے بغل سے باہر نہ کرے تب تک تو کسی کی دسترس اوس تک نہیں ہو سکے گی بہتر یہ ہے کہ اس شہر چمن کو
کسی باہر کریہ [illegible] میں بٹھیا اور اس غنچہ خوبی کو مونس بہار کا بنا جمیلہ خاتون نے یہ سنکر کہا اسے
حسن آرا تو نے سنا ہوگا کہ اسنے آنحضرت سے دل لگایا ہے اور اوسکا سودا اسکے سر میں سمایا ہے
اپنے [illegible] نہیں چاہتی [illegible] اسواسطے وہ ذات کو اہتی ہے میں اس امر میں ناچار ہوں بزرگوں کا
[illegible] اور اس [illegible] سلسلے کو کسطرح توڑوں اپنے کفو کے ہوتے
غیر قوم میں [illegible] کیا ہے جو میں کہوں بیگانہ آدمی سے کبھی بیاہ ہوا ہے کہیں بیاہوں حسن آرا نے
کہا [illegible] لطیف [illegible] کرم [illegible] تحقیق کرنا اللہ دانائی سے بعید ہے لیکن تو حضرت انکی کمالات
اگر واقف ہوتی تو ایسے خیال فاسد دل میں ہرگز نہ لاتی سن اے نادان بشر خلقت یزدان ہے اور اوسکی صفت
بے پایان ہیں اشرف اور افضل ہے اوسکے [illegible] اور درجوں کی انتہا نہیں وہ ایک نہنگ ہے دریا کا بہنے والا
اور ایک قطرہ ہے [illegible] کمالات علم کوئی [illegible] الٰہی کا [illegible] اور موجودات کا اور مجمع ہے
مراتب بندگی اور بادشاہی [illegible] انسان کی ذات [illegible] جامع ہے [illegible] خدا و صورت خلق
اور [illegible] جان کہ [illegible] ہر ایک کو عالم [illegible] کے [illegible] ایک ایک اسم اور
صفت [illegible] عالم صورت کو حواس ظاہری اور باطنی سے نسبت رکھتا ہے
[illegible] عالم [illegible] ہر ایک ذرہ [illegible] روشن ایک تجلی ابدی کا اور سر ایک ایک قطرہ [illegible]
[illegible] نظر [illegible] ہوشیار [illegible] معرفت [illegible] اس عالم میں انسان
[illegible] اسماء [illegible] صفتوں کا مظہر ہے اور اوسکی تجلیات

خالق کا مقام کلام فضیلت انسان میں دریائے بے پایان ہے اسقدر سے لکھا گیا ای جمیلہ خاتون وہ اصل اور سہارا
وجود طفیلی وہ مخدوم اور ہم خادم رہے ہے شرف کہ شریف ہم سے ارادہ وصلت کا کرے اور مخدوم
خادم سے قصد قربت کا رکھے القصہ اس آب و تاب سے انسان کی تعریف کر کے فضیلون کا بیان کیا
کہ اوسکا شعلہ غضب بجھ گیا کہنے لگی اچھا اوس بیچ طوائف کردار کا ذکر نہ کیجیو کہ اپنی بیٹی سرگزشت اوسی دن کی
اور ایسے ناین کو اپنی دامادی میں کبھی نہ لونگی آخر حسن آرا نے تاج الملوک کی تصویر جمیلہ خاتون کی آگے رکھ دی
اور کہا یہ تصویر شرقستان کے شہزادہ کی ہے دیکھو ایسا نقشہ قلم تقدیر نے صفحۂ عالم پر آجتک نہیں کھینچا
اور اس بیان کا چہرہ ورق جہان پر دوسرا نہیں بنایا اس باغ گلشن محبوبی کو اوس گل خوبی کے ساتھ ملا
اور اس مہرۂ فلک حسن کو اوس ماہ برج سعادت کے پہلو میں بٹھا الغرض وہ چار ناچار راضی ہوئی
کہنے لگی بیٹا اوسکو کہاں ڈھونڈھوں اور کس تدبیر سے لاؤں حسن آرا نے کہا تم خاطر جمع رکھو شادی کی
تیاری کی اوسکو فلانی تاریخ دولہا بنا کر برات سمیت لے آتی ہوں یہ کہکر رخصت ہوئی کل آ پہنچی
جزیرۂ فردوس میں آ پہنچے اور یہ ذکر سن خوش شاہزادہ کے آگے کیا پھر وصل کا سامان

دونتیسویں داستان تاج الملوک و بکاولی کے بیاہ کی

باغبان اس گلستان کا گل اور بلبل کی سو صفات یون بیان کرتا ہی کہ جمیلہ خاتون کی جو گفتگو کہ حسن آرا
بین اور اوسمین ہوئی تہی فیروزشاہ سی جا کر اظہار کی اور تصویر شاہزادیکی دی اوسنی سمن رو بکاولی
کی پاس بہیجدی کہ یہہ تصویر شہر قسطا کی شاہزادیکی ہے باعقل اشرفا نہین ایسا جوان حسین کہین نہین
تو کہ آدم زاد کی سو دیہن دیوانی ہو رہی ہے اور جان لطیف اپکا کی کثیف کی پیچہی کہو رہی ہے
تیری مرضی ہو تو اسکی ساتہہ بیاہ کر دون تیری نسبت مین تو تیرا اپنا نہین ایسا شخص کمتر ہوگا
بلکہ یون بہی حرف ہی وہ خوشی خوشی تصویر لیی ہوئی شاہزادی پاس آئی اور بادشاہ کی
زبانی جو حقیقت سنی تہی کہکر سنادی اوس محو جلوہ نازنی اوسکو نگاہ غور سے دیکہا تو اپنے ورق
دلکی صورت کی مطابق پایا بلکہ خط و خال مین بہی سر مو فرق نہ دیکہا جیمین سمجہی کہ یہ کار پردازی اور
نیرنگساری اوس روح افزا کی ہی وہ تہی وہ چپکی اپنے قول کی پکی تہی مسکرا کر سمن رو بکاولی سی کہا
کہ دیکہو تجہی میرے سرکی قسم یہ اوسی شخص کی تصویر ہے جسکے ہجران غم سی میرا گل نارسیدہ کمہلایا
ہی اور غنچہ نودمیدہ مرجہایا ہی وہ ملاحظہ کرکے بے اختیار مارے خوشی کے اوچہل پڑی اور بولی ہان شاہزادی
بیشک یہ تصویر شاہزادیکی ہے لو اب ہنسو بولو خوشیان کرو جو تمہارا مطلب تہا سو خدا نے پورا کیا
یہ کہکر بادشاہ کے حضور مین آئی اور یون عرض کی کہ حضرت فرزندان کہ آپکے تابع ہین اون کی
سعادتمندی یہی ہی کہ والدین کی مرضی کے خلاف نکرین اور ہر حال مین انکی خوشی کو اپنی خوشی سمجہین
اگر دلہن کی پسند پوچہے تو بیٹی اوسکو غلام سمجہی اور جو وہ آیا ہے بیاہ اسکے واسطے تجویز کرین تو
اوسکو ماہ کنعان سمجہی فیروزشاہ اسکی گفتگو سی نہایت شاد ہوا اور شادیکی تیاری کا حکم دیا تمام جزیرہ ارم
کی دوکانون کو نقش و نگار سی آراستہ کی آرایش دی اندر باہر سی نئے فرش بچہائے گئی ناچ رنگ ہونے لگا چار طرف
شادیکی دہوم مچگئی جابجا قمقمی چہوٹنے لگے ہر طرف سی آئے مجلس نشاط آراستہ
ہوئی نوبتی بجنے لگی نوبتی بجنے لگے لوگ ضیافتین کہانے لگے فیروزشاہ ہر ایک کو بہت سی

موافق اوسکی خاطرداری اور مہمانداری آپ بھی کرتا تہا اہلکار جو اس کام پر معین تھے اونہوں نے غافل رہتا تہا آغاز کار کا بخوبی انجام ہوا اور جزیرہ فردوس میں مظفر شاہ نے بھی اسیطرح سے تاج الملوک کی شادی کی تیاری اور لوگوں کی مہمانداری شروع کی پہر سرفہ معین زیروں امیروں کو حکم کیا کہ لباس سے رنگین پہنیں اور سرداران لشکر کو بھی کہدیں فوج آراستہ ہوں اور محل میں آرائشی اپنی مصاحبوں اور خواصوں کو بالباس شائستہ کیا اور آپ نیا لباس اور زیور جواہر کا پہنا اسکے بعد شہزادے کو بھی ٹہیک ساعت شہزادیکو ایک پہڑاوہ چوکی پر بٹہا کر شہانا جوڑا پہنایا شملہ سر پر رکھکر پیچے گوشوارہ آگے موتیوں کا سہرا اور سپر سہرے پہولونکا سہرا باندھا جیغہ کلغی سرپیچ لگایا طرہ رکھا گلے میں موتیوں کی بدھی پہنائی موتیوں کی بدھی بازو بند پہر باندھی پہر ایک ہی پیک گھوڑے کے گنگا جمنی ساز کا کر موتیوں کا سہرا باندھکر اوسپر سوار کردیا اسکے بعد مظفر شاہ نے بادشاہ سمیت شہزادیکو بیچ میں لئے امیر اور سردار دربار ہیں اور آگے نوبت نشان کے ہاتہی تخت رواں شتر سوار تلنگوں کی کمپنیاں پیادوں کی پلٹنیں باجے بجاتے ہوئے خاص سرداران سرداروں کے غول سواروں کے پیچھے آتشبازی چہٹتی ہوئی اور آرائش لٹتی ہوئی اور پیچھے پیچھے زنانے سواریاں اس طرح بیاہنے چڑہا اور جزیرہ ارم کو روانہ ہوا جہاں نکا دلہن کو آراستہ کیا

اشعار

ناروں پہ اوسکو بٹہایا	حیا منین حور جنت کو دکہایا	عجب صورتیں تھی با لوبین تھی	کہ کہکر دیکہہ سہرا ایک گیا تھا
سنائی جو اون لطف کی تھی کیا	ہوئی کا فوری مشک تاتار	کبہو رنگ تھی وہ پاکیزہ چہرہ	کہ سب اہل نظارہ
اوسکی وہ نیگی تاک بہرہ	فلک نے کہکشان قربان کردی	چہپی جو اوسکی پیشانی پہ افشان	قمر سے پیچھے تاری نیا
دیکا اوسکی ماتھے پر لگاہ	قمر نے اپنی دل پر داغ کہایا	برنگ کہکشان تہا جو نمودار	سہا نا سہرا
نام اسے چشم بلا تھی	پہ کہے اوسکی قبضہ میں قضا تھی	وہ انکہیں بند نا جو دولہا تھی	حق

[illegible]
مسی ... [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

پیشانی پہ گیا عقد ثریا
چمکتی تھی شب یلدا میں تارے
تماشا تھی وہ آتش و سوزن سے
کہ جھمکی تیغ نظروں میں تمہیں سی
زر خالص کی بینا پہ چھتری
چڑا تیکو دل عاشق بلا تھی
جو ستم سا نتھ اس کے تو گہن
نمایاں تھا تھی گلشت بہکی
کہ جسکی سیج پر ناچ گھی
جو تھا شیرچ وہ تھا گھونگٹ

پہنکے نتھ خوشی سے رنگ سکا
مسی ملک شب سے پان کھایا
بنایا خال کا جل سے وہ تن پر
گلے میں پہنا جب سیکا مالا
ہوئی اسکی سواہی اور گہنا
وہ حور سے لکھے وزیبا اور
وہ اوسکا پیشک لال کرتی
نظر جسکی پڑی اوسپر وہ بولا
لباس زیب حسن و ادا سکا
جیسی کہ ہو بنا تھا نقش و فو

وہ کلہر اسا کنو بلند تھی چمکا
یہ مطلع دیوے کی بات کا سنایا
عجب تھا وہ بتن تھا اوس نہال چھپکا
بنات النعش کی جیسے تیں الا
مناسب جس جگہ تھا اوس نے پہنا
لگتو بھی جسکی چام چشم میں لونا
دل چالاک کی کہتا تہا پھرتی
شفق میں ہنستا گیا چاند نکلا
بیان سب کا کروں کب ہے یارا

الغرض ... آتش قریب پہنچی تب فیروز شاہ نے کئی ارکان دولت استقبال کیلئے بھیجے وہ نہایت تعظیم اور تکریم سے لے آئے اور جس جگہ مجلس نشاط و محفل انبساط سجا تھی وہاں ہر ایک کو بڑی تعظیم و تواضع سے بٹھایا آتش بازی چھوٹنے لگی آرائیش لٹنے لگی اور حسن آرا کے ساتھ بھی سلوک سے جمیلہ خاتون بیبیں آئیں ... بیٹھی مسند پر بٹھا دی غرض تھوڑی دیر تک ناچ رنگ کی صحبت رہی اسکے بعد اوس کو عقد کیا گیا اوس لال نے جبا کے ساتھ عقد باندھا مبارک سلامت کا ایک غل پڑ گیا پھر شربت پلانے لگے شربت پلاکر لینے لگی گوٹوں کے اور پھولوں کے ہار پہنانے لگی الائچیاں اور چکنی ڈلیاں عطر کی شیشیاں دینے لگے اسکے بعد دولہا کو محل میں بلایا اور دولہن کو لاکر دولہا کے پاس بٹھایا ... بنات چھپوا کر ... آرسی مصحف دکھایا دولہا کو باہر رخصت کیا دولہن کو ملنے کیلئے گھر میں اوٹھا کر لیکے ... گئے اور ... شاہ نے ایک مکان عظیم الشان کہ تختگاہ سے قریب تھا بیٹی داماد کے

رات بہر پہننے کو نہایت تکلف سے بہیجوا دیا جب سب جہیز نکل چکا اوس رات کو چلنے کی تیاری ہوئی پہر دولہا کو گہر میں بلایا ڈیوڑہی مین چہپان لگایا دولہا نے دولہن کو گود مین لا کر چہپان مین سوار کیا پہر آپ گہوڑے پر بیٹہکر گہوڑی پہ سوار ہوا ایک چہوٹا راجا جلو مین چلنے کو تیار ہوا اوسیطرح آگے آگے تخت شتر سوار پیادے اور سوار ہتہیار ڈہال چہوڑون کی قطار روشن چوکی والے گاتے بجاتے ہوئے اور منتظم دولہن کی سواری کے ساتہ ہوئے پہول لٹاتے ہوئے اوس مکان پہنچے پہر آپ آئی اپنے اپنے گہر سدہارے کہارون نے دولہن کا چہپان اوتارا دولہا نے دولہن کو گود مین لیجا کر مسند پہ بٹہایا الحمد پہلائی خدا خدا کرکے دن کٹا رات آئی سب کنارے ہوئے خلوت مین پردے چہوٹے دولہا دولہن مسہری مین گئے مزے لوٹنے لگے اشعار

عاشق و معشوق ہم پہنچے جہان	شوق ہی جوش آئی وہان	شمع کو پروانہ جو دیکھی کہین	رہ نسکے گر پڑا اوسپر وہین
صبر کرے پہول کی بلبل کہان	سے پئے آغوش مین آئے جان	طوطی جو آئینہ کو دیکھے کبہو	چپ نہ آئی اوسے کہ گفتگو
دیکھا جو شہزادہ وسلم وہان	اوس گل بیچارہ کو وہ باغبان	دیکھے بلبل جن پہ یہ ہو گئے	شوق نے اوسکے صبر کی خصلت لیے
لپکا جب چپہ لب کا شرا	سینے لگا اوسکی طرف جہک گیا	عارض گلگون کے خواہش مین کی	وسکی مچلی کی طرح جا
اوپہر چشم کی جہانپا ان سخت	کنگہی کو پا نہ جو پائین کر تخت	رہ نسکا ڈال دیا اوسپہ ہاتھ	چہوڑ دیا صبر و تحمل نے ساتھ
	گوہر الماس تی پہچم	لپٹ لگے دونون ہمدم ہم	

جب خوب جی بہر کے فارغ ہوئے پہر ایک نے اپنا ساعد سیمین دوسرے کا تکیہ بنایا منہ سے منہ ملایا اور سینے سے سینہ لگایا غرض اس ہیئت سے آرام فرمایا جب ہوئی صبح نے بانگ دی شہزادے نے اوٹہکر حمام کی راہ لی اور روح افزا اوس عشرتگاہ مین آئی کالی کو دیکہا رات کی جاگی ملی دلی غافل سوتی تہی بال چہوٹے ہوئے ہین ہار ٹوٹے ہین ہونٹہون پہ لاکہا نام کو نہین آنکہون کا کاجل سارا پہیل گیا گالون پہ دانتون کے اور چہاتیون پہ ہاتہون کے نشان پڑے ہین یہ عالم دیکہکر وہ سکی جلد اوس کو جگایا اور سکا

اور بکاولی کہا کرتی ہین اوس روز سو تجھی کہتی ہی کہ دونی دیو بکار کی مدرسہ لکنا بین ہرچ لونڈی پڑہتی ہی
آج تو تیری اطوار سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ اس سالکو تو یار کی مکتب آغوش اپنی مطالب کی کتابون کو بخوبی
مطالعہ کرکے بڑی علامہ ہوئی ہی دیر تک تو فی مصدر ملالبت کو مختلف صیغون کی ساتھ گردانا اور عشرت
کے مزید فعلون کو الف وصل سے ربط و باشان تمام اور علامت مفعول کما ینبغی درپیش کی اور تجرید سے
اپنے پاؤن باہر رکھی بلکہ خلوت مین قضیہ موجبہ مباشرت کو عکس مستوی بنایا اور اشکال مختلفہ کے
ضروب نتیجہ سے نتیجہ موافق مطلوب کے پایا وصل و فصل کا بھی طریقہ لیلیا اور اپنے مثلث کے نقطے پر
خط عمود کو قایم کیا بکاولی یہ سنکر مسکرائی اور کہنے لگی ہو ابھلا تمہاری منہ مین پانی کیون بھر آتا ہی مجکو
صاف ان کنایہ آمیز باتون سی معلوم ہوتا ہی کہ تمہارا بھی یہی ارادہ ہی بہتر بہتر مین راضی ہون سے اپنی
وصلی اوس مشتاق کی آگے رکھو پہر اوسکی قلم کی روانگی اور قوت دیکھو کہ کس کس طرح سے جوڑ توڑ لگاتا ہے
اور کیا کیا گل بوٹا بناتا ہی حاصل یہ ہی کہ باہم اسطرح ہنسیان بولیان رہین آخر روح افزا اپنے ماں
باپ سمیت رخصت ہوکر اپنی گہر گئی اور تاج الملوک نے فیروز شاہ کی محل مین جاکر اپنی بود و باش اختیار کی

تاج الملوک اور بکاولی سکے رخصت ہونے مین فیروز شاہ اور جمیلہ خاتون سے

ایکروز تاج الملوک نے بکاولی سے مشورت کرکے فیروز شاہ اور جمیلہ خاتون سی رخصت مانگی
اونہون نے بہت بہت ہزار غلام زر طلعت اور سیکڑو لونڈیان خوبصورت عنایت کین اور دان
جہیز کے سوا کچھ نقد و جنس اور لوازمہ سفر کا دیا اگر اوسکی تفصیل لکھون تو یقین ہے کہ ایک کتاب اور
بن جائے اسلئے قلم انداز کیا القصہ شاہزادہ بڑی شان شوکت اور جاہ حشمت سی بکاولی کو لیکر اپنی
ملک پہنچا باد اور محمودہ کی جان آگئی گشتہ ایک سوکھی ہوئی پہر لہلہائی اوسکا آنا ان کے حق مین
ایسا ہوا جیسے بیمار کے واسطے مسیحا لیکن بکاولی کو جو اس حسن و جمال اور مال و منال سی دیکھا حیران ہو

اٹھتے ہوتے ہوش جاتے رہے ہاتھون کے طوطے اوڑ گئے پری نے جو یہ رنگ ڈھنگ دیکھا ناچار اوسکو گلے سے لگایا دلاسا دیا اور فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو کسیکا اندیشہ نکرو مین تمہارے عیش کے متعلق خلل انداز نہونگی بلکہ اپنی خوشی پر تمہارے نشاط کو مقدم جانونگی چنانچہ ہمیشہ شیر و شکر کیطرح اپسمین سب کی سب ملی جلی رہین اور سوتاپے کی جلن کسیکو نہوئی شاہزادہ بھی ان غنچہ دہنون کے ساتھہ شگفتگی سے اوقات بسر کرنے لگا اور عیش و عشرت مین رہنے لگا

اکیسوین داستان بکاولی کے جانے کی راجہ اندر کے اکھاڑے مین اور ناچنا گانا اوسکے حضور مین اور تفرقہ پڑنا تاج ملوک مین اور اوسمین

اہل ہند کی کتابوں میں یوں لکھتے ہیں کہ امر نگر نام ایک شہر تھا ہی وہاں کے باشندے ہمیشہ رندہ رہتے
ہیں اور راجہ اندر وہاں کا راج کرتا ہے دن رات پریوں کے ساتھ عیش و عشرت میں رہتا ہی اوسکا کام
یہی ہی اور غذا اوسکی ناچ اور راگ عالم جنات بھی اوسکے تابع ہیں ساری پریاں اوسکی مجلس میں جاتی ہیں
اور ناچتی گاتی ہیں ایکبار کا ذکر ہے کہ راجہ نے فرمایا بکاولی فیروزشاہ کی بیٹی مدت سے ہمارے مجلس میں
نہیں آئی اسکا سبب کیا ہے اور یہاں کے آنیکا مانع کون ہی پریوں میں سے ایک نے عرض کی
کہ وہ ایک انسان کے دام عشق میں گرفتار ہوئی ہے بلبل بیقرار کے مانند وہ فریاد کیا کرتی ہے اور
مدام اوسکی عشق میں سرشار رہا کرتی ہی اور اپنے بیگانہ سے اوسکو نفرت ہے فقط اوسی کی صحبت ہے
شراب وصل اوسکے ساتھ پیتی ہے اور اوسکے دم سے جیتی ہے راجہ یہ ماجرا سنکر غصے میں آیا
اور شعلہ غضب اوسکی چہرے کا اٹھی پریوں کیطرف اشارہ کیا کہ اوسکو اسیوقت حاضر کرو وہ تخت
روان لیکر تاج الملوک کے باغ میں آئیں اور بکاولی کو لیکر راجہ کے اعتراض اور غصہ کا
حال بیان کیا وہ چارناچار اوسپر سوار ہوکے امر نگر گئی اور وہاں کانپتی ہوئی راجہ کے سامنے آکر
آداب بجا لائی ہاتھ باندھکر کھڑی رہی مہاراج نے نگاہ قہر سے اوسے دیکھا اور بہت سا جھڑکا اور فرمایا
کہ اسکو آگ میں ڈالدو کہ انسان کے بدن کی بو باس اسمین نہ رہے اور ہماری صحبت کے قابل ہو پریوں نے
تورا اوس فرشتہ باغ میں اوس حسن کی الٹ کو ہاتھوں ہاتھ وہاں سے باہر لاکر آتشکدہ میں ڈال دیا
وہ جلکر راکھ ہوگئی شعر جل گیا عاشق تو کیا غم ہے کہ اوسکی چشم تر ٭ دیکھتے ہی یار کو گلشن میں
ہوا خلیل ٭ اوسکے بعد پانی پر چھینٹا دیا اوسپر چھڑکا فی الفور جی اوٹھی اور بہشت اصلی پر آکر
مجلس میں ناچنے لگی پہلی جھلک سے اہل مجلس کے دلوں کو پامال کیا اور ایک ہی آمد و رفت میں تماشائیوں
کو بیحال کیا غرض ناچنے کا جو حق تھا ادا کیا ساری مجلس کو محو کر دیا پھر تو واہ واہ کی صدا ہر ایک کے
منہ سے نکلنے لگی اور آفرین و تحسین کی آواز ہر طرف سے بلند ہوئی بکاولی آداب بجا لاکر راجہ سے رخصت ہو

تخت سے پھینکی اپنی جاگہ میں آئی گلاب کی حوض میں نہا دہو کر شاہزادے کی بغل میں سو رہی صبح کو اپنے معمول پر اوٹھی سنگار کیا اور لوگ بھی اندر اور مصر کے اپنے اپنے کام میں مشغول ہوئے القصہ ہر شب وہ عورت ماہ اندر کی مجلس میں جاتی پہلے تو اوسے آگ میں جلاتے پھر راجہ کے حضور میں ناچتی گاتی جب تھوڑی سی رات باقی رہتی رخصت ہوکر اپنی گھر آتی اور گلاب کی حوض میں نہا دہو کر اوس دریائے خوبی سے باہم آغوش ہوتی اور اپنے جیکو ٹھنڈا کرتی اشعار

نہ کہلی تھی شکایت کو کبھی لب جلاتی تھی تن نازک کو ہر شب
سمجھ وصل لیکن دلبر کا قبول اوسنے کیا جلنا آگ کا
وہ ہر تشنگی کو آب جانے جو جل مرنیکو اپنی دوا جانے
فراق اوسکا نہایت تھا گوارا وہ عاشق جو نہ کرتی تھی کنارا
ادہی ہی تو جیتے جلنے کی لذت جسی شمع ہووے تو کی محبت
سمجھا جاتا نہیں پروانہ جلا گوارا ہوتی جو سب تا سحر ال

کہ شاہزادے کو ہرگز اس بات کی خبر نہ تھی ایک رات کا ذکر ہے کہ بکاولی تو اپنے معمول پر وہاں گئی تھی یہاں شہزادے کی آنکھ کھل گئی پلنگ پر اوسے نہ دیکھا ہر طرف قصر اور باغ میں جا کر ڈھونڈھا لیکن کہیں اوسکا نشان نہ ملا نہایت تنگ ہوکر اپنی جاگہ میں آ بیٹھا اور بہت تک اوس بت چین کی راہ دیکھی کہ آخر کہیں آغوش میں ہی حالت میں سو گیا بکاولی بھی اپنی وقت پر آکر اوسکی پاس سو رہی صبح کو تاج الملوک نے بدستور جو اوسکو ساتھ سوتے دیکھا زیادہ تر متعجب ہوا لیکن دم نہ مارا اوس راز کو مطلق نہ کھولا مگر اوسکی تحقیقات کے واسطے دوسرے رات اپنی اونگلی چیر کر نمک چھڑک دیا کہ مبادا آنکھ لگ جائے اور وہ بھید چھپے کا چھپا رہے غرض آدھی رات گئی تخت پر آکر جو دیکھا بکاولی وہ سنگار کرنے لگی اور شاہزادہ بھی چپکے چپکے جاکر اوس تخت کا پایا پکڑ بیٹھا رہا تھا وہ بھی آ سوار ہوئی اور پریاں اوسکو لیکر اوڑیں تاج الملوک اوسی پایہ میں لٹک گیا پھر اسقدر بلند ہوا کہ زمین اوسی نظر آنے سے رہ گئی جب پٹ اندر کے گھر پہ جاکر اوترا بکاولی اوترکر ایک طرف کھڑی ہو رہی اور یہ بھی الگ ہٹ کر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھنے غرض جس طرح آنکھ کھلتی تھی اور پریوں کا جمگھٹ نظر آتا تہا اور ہر طرف وارفتہ ہم قسم کے سازوں کی صدا

راگون کی جو تمام عمر سنی تھی متصل چلی آتی تھی حاصل یہ کہ تاج الملوک نے وہ کچھ دیکھا جو کہیں نہ دیکھا تھا اور
وہ سنا جو کہیں نہ سنا تھا دنگ ہوکر رہ گیا آتش عشق کی سینے میں دو گنی اور بکاولی کو آتشکدہ سے میں
زیادہ جاکر راکھ ہوگئی وہ اس حالت کو دیکھکر سب بھول گیا بے اختیار دونوں ہاتھوں سے
سر پیٹنے لگا اور جی میں یوں کہنے لگا حیف ہے اسوقت طاقت نہیں رکھتا ہوں کہ پردے اُٹھے اُنکی تال اس شعر و
ساتھہ چلتا اور اپنے بدنکو اُنکے رنگ کے اوس سے ملتا کیا کروں کچھ بس نہیں نہ قدرت فریاد کی ہے نہ جگہ
بادکی یہ تو ادھر اور وہ قصہ شہر میں رہا کہ اونہیں میں سے ایک پری نے پانی پڑھکر اوسکی آنکھ پہ چھینٹا کا
تی اوہو زندہ ہوئی اور راجہ کی مجلس میں آئی شہزادہ بھی اوسکے پیچھے پیچھے چلا آیا از بسکہ ازدحام تھا
کوئی کسیکو پہچانتا نہ تھا کسی نے سمجھا کہ یہ کون ہے اور کیوں کھڑا ہے اتفاقاً بکاولی کا پکھاوجی
بہت ضعیف تھا ناتوانی کے سبب اچھی طرح بجا نہ سکتا تھا وہ رک رک کر ناچتی تھی اور بار بار
تیوری چڑھاتی تھی شہزادہ یہ حال دیکھکر بیچین ہوا آخر رہ نسکا سازندیکا نہیں جھک کر کہا اگر یہی مرضی ہو
تو ایک دو گتیں میں بجاؤں کہ اس کام میں چالاک دست ہوں اوسنے اس بات کو غنیمت جانا پکھاوج کو حوالہ
کیا یہ تو اسکام میں بانیکار تھا اور اوسکی دام محبت میں گرفتار اوسکی خواہش کے موافق بجانے لگا پھر تو
کیفیت ناچ کی ایسی بنی کہ درودیوار سے واہ واہ کی صدا آنے لگی راجہ بھی یہانتک محظوظ ہوا کہ اپنے گلے کا
نولکھا ہار اوتار کر بکاولی کو عنایت کیا وہ ناچتی ناچتی جو پیچھے ہٹی تو جبتک پکھاوجی کو حوالہ کیا اسکے بعد
مجلس راگ رنگ کی برخاست ہوئی شہزادہ جسطرح گیا تھا اوسیطرح اپنی جگہ میں آیا بکاولی گلاب کے
حوض کیطرف گئی یہ خوابگاہ میں جاکر سو رہا لیکن صبح کے وقت مسکراتا تھا پری نے پوچھا کہ خیر تو ہے
مسکرانے کا کیا سبب ہے کہا کہ رات کو عجیب خواب دیکھا ہے اسواسطے ہر گھڑی مجھے ہنسی
آتی ہے وہ کہنے لگی خدا خیر کرے تم نے بھی سنوں کیا دیکھا ہے تاج الملوک بولا یہ دیکھا ہے کہ
(گویا) رات کو تو کہیں جاتی ہے اور مجھے خبر نہیں کرتی تاج الملوک یہ سنکر ڈری کہ میاں اسنے یہ بھید اسپر کھلا اور

اور اجیا نا یہ بھی میرے ساتھ وہان گیا ہو سیجد ہوئی کہ سب شہر بہر گہنی لگی اور یہی کچھ دیکھا یا نہین شہزادہ
بولا گویا آجکی رات مین بھی تیری ہمراہ گیا ہون اسطرح کہ یہان ایک تخت لائین اور اوسپر سوار ہوئی
اور مین پایہ ہی ٹیکا رہا چلا گیا بس آگے نہین کہتا کہ خواب کی بات ہی سو رہا ہوتی ہے اعتبار نہین کچھ بھی
خواب و خیال ہے سنا یہ کون بکاولی بولی کہ تجھے پہر کسکے قسم جو دیکھا ہی سب کہہ غرض تاج الملوک تھوڑا کہتا
پہر خاموش ہو رہا اور وہ قسمین دے دیکے پوچھتی جاتی آخر سارا ماجرا اوسنی آخر تک ہو بہو کہکر
سنایا اور وہ ہار راجہ کا بخشا ہوا تکیے کے نیچے سے نکالکر دکھلایا تب پری نے اپنا سر پیٹ لیا اور سن
ہو گئی ایک دم کے بعد بولی شاہزادے یہ تو نے کیا کیا اپنا دشمن تو آپ بنا دیکھ مین نے تیری خاطر
مان باپ کی ہاتھ سے کیا کیا رنج اوٹھائے اور ہر کسو ناکس کے طعنے کھائے یہانتک کہ ہر رات آگ مین
جلنا قبول کیا لیکن تجھے نہ چھوڑا اور تیری راہ سے منہ نہ موڑا چنانچہ تو نے آنکھون سے بھی یہ تماشا دیکھا تجھے
کہنے کی حاجت نہین کاش کہ تو اوس مجلس مین نہ جاتا اور اپنے گھر مین میری جدائی کا صدمہ اوٹھاتا
تو بہت بہتر تھا کیونکہ اسکا انجام اچھا نہین اب حیران ہون اگر تجھے نہ لے جاؤن تو بنتی نہین جو لیجاؤن
تو کہان تک چھپاؤنگی خیر جو کچھ تقدیر مین ہے سو ہوگا مگر آج اپنا طالع آزماتی ہون تجھے بھی بجانے
ہمراہ اپنی کے لیتی ہون آگے جو مرضی خدا کی چنانچہ معمول کیوقت تاج الملوک سمیت گئی اور راجہ سے سلام
مجرے کے بعد عرض کی کہ آج ایک بجانے والا بہت چالاک اپنے ساتھ لائی ہون اگر حکم ہو تو یہان آکر بجائے راجہ نے
فرمایا بہت اچھا ہماری عین خوشی ہے الغرض وہ بجانے لگا اور وہ نازنین ناچنے لگی آخر یہ کیفیت ہوئی کہ سارا
محفل نقش گر گئی راجہ بھی مست ہو کر جھومنے لگا اور اوسی عالم مین فرمایا مانگ جو مانگنا چاہتی ہے مجھ سے مانگ
یہ سنکر بکاولی نے آداب بجا لا کر عرض کی کہ مہاراج کی بدولت لونڈی کو کسی چیز کی کمی نہین اور کچھ ہوس
دل مین باقی نہین مگر اس پکھاوجی کو بخشئے کہ یہی آرزو ہے اسکو چاہتا ہے اور یہ تجھے چاہتی ہے بہت اچھا
ذرا تو اسکا مزا چکھ اور لذت اوٹھا تو جانتا ہے کہ بکاولی سی پری کو کوئی محنت و مشقت پہونچی

لیجاؤن اور اپنی لعل گرم کردن یہ ہوگا پہر بکاولی کیطرف منہ پہیر کر کہا اے شہزادہ کیا کرون مین تجہسے ہار چکی
ہون جا اوسے تجہے بخشا لیکن بایہمہ بس تک تیرا نصیب کا دشت پہر کا ہے کا یہ حرف جو اوس گلرخ کے
منہ سے نکلا وہ سیہ فام وہین ہٹ کی ہو کر غائب ہو گئی **اشعار**

سیہ بات ازل سے لگی ہے یہ عالم کہ سر سے پہیری تاج شاہی	شادی کی گہری سی ہے تو ماتم کہ خاک پہ بستر شاہی دم بہر جو نشاط و طرب سے گذرے	دم بہر کی بہار جہان ہے گل سا کبہی نہال رنج بہی خمیازہ پہر اوسکا کہینچو	آخر وہی باعث خجالت ہے کہ دل پہ ہزار داغ دیکہے

بائیسوین داستان تاج الملوک کی سنگلدیپ مین پہنچنے کی اور بکاولی سے ملنا اور چتراوت راجہ کی بیٹی کا اوسپر عاشق ہونا

کہتے ہین کہ بکاولی ساحرہ اندر کی بددعا سے پتہر کی ہو کر وہان سے غائب ہوگئی اور شہزادہ سیماب کے مانند بیتاب ہو کر لوٹنے لگا تب اوسکو پریون نے اوٹھا کر نیچے ڈال دیا وہ ایک جنگل مین جا پڑا تین دن تک بیہوش پڑا رہا چوتہے دن جب آنکہ کہلی تو بیجان دلدار پہلو مین خار دیکہے ہر طرف جا کر شور و فریاد کرنے لگا اور بکاولی کی خبر ایک ایک درخت سے پوچہنے لگا ایکدن اسیطرح ایک سنگ مرمر کے تالاب تک جا پہنچا چارون طرف سیڑہیان پاکیزہ اور خوبصورت بنی ہوئی تہین اور میوہ دار درخت بہی بہت سے اوسکے گرد لگے تہے شہزادے نے ایکساعت وہان دم لیا پہر نہا کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹہا اور اپنی محبوبہ کی فکر مین سو گیا ناگاہ کئی پریان کہ اوسکے حال سے واقف تہین وہ بہی وہان پہنچین اور اوسی تالاب مین نہا کر بال سکہانے لگین اونمین سے ایک کی نظر جو شاہزادے پر جا پڑی ساتہیون سے کہنے لگی بکاولی کا بیاہا ہوا یہی ہے تاج الملوک کی کانین جو ہین یہ آؤ اوسکی آنکہین کہولین وہ بولین کیا چشم خونبار پوچہا ہتین کچہہ معلوم ہے کہ بکاولی کہان ہے اوس بکاولی اوسکا حال زار دیکہکر پہر آیا بولین کہ انگوٹہی پتہر بنایا انگشتری کی سنگلدیپ کی ایک بتخانہ مین ہے

مگر جو کوئی ہزار وقت تک پہونچ گیا ہی تمام دن اوس مندر کا دروازہ بند رہتا ہی اور پہر رات گئے بعد صبح
تک کھلا رہتا ہے شہزادے نے پوچھا کہ وہ کس طرف ہی اور کتنی دور ہے اونہون نے جواب دیا راہ کی
مصیبت تو ایک طرف آدمی اگر ساری عمر چلے تب بھی وہان نہ پہنچے تاج الملوک یہ سنکر مایوس ہوا اور
اپنی زندگی سے ہاتھ اوٹھا کر ٹکرین مارنے لگا اور پتھرون سے سر پھوڑنے لگا پریون نے اوس کے
حال پر رحم کہا اور آپس مین صلاح کی کہ اس وقت رسیدہ کو پہنچا دینا چاہیے آگے اوسکی قسمت مین جو
ہونا ہی سو ہوویگا غرض اوسے لیکر اوڑین اور بات کی بات مین وہان پہنچا دیا ایک لمحہ کے بعد
اوسنے جو ذرا حواس آئے تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک شہر رشک بہشت برین زمین پر آباد ہی اور
عجائب اوسکا سواد ہے زندگی اور وہان کوئی بدصورت نظر نہین آتا بلکہ درخت بہی وہان کے
ایسے قد موزون رکھتے ہین کہ دیکھنے والے دنگ رہتے ہین آخر سیر کرتا بازار کیطرف جا نکلا
راہ مین ایک برہمن پجاری ملا اوس سے پوچھا کہ دیوتا تم کون سے ٹھاکر دوارے کے پجاری ہو برہمن نے
کہا کہ راجہ چترسین جو اس ملک کا والی ہے اوسکے ٹھاکر دوارے کا مین پجاری ہون پہر تاج الملوک نے
پوچھا کہ اس شہر مین کتنے ٹھاکر دوارے کے مندر ہین جو معروف و مشہور ہون برہمن نے بتا دیے پہر کہا کہ
تھوڑے دنوں سے شہر کے باہر کیطرف دریا کے کنارے ایک نیا مندر پیدا ہوا ہی دن بہر اوسکا دروازہ
نہین کھلتا کوئی نہین جانتا کہ اوس مین کیا ہے شہزادہ یہ بات سنکر خوش ہوا اور اوسیطرف چلا کہ
دریا کے کنارے مندر کے دروازے پر بیٹھ رہا پہر رات جب گذری اوس استہان کے کواڑ یکایک
کھل گئے تاج الملوک اندر گیا دیکھا کہ بکاولی آدمی کی صورت اصلی لباس آدمی پہنکر دیوار کا تکیہ لگائے
پلنگ پر بیٹھی ہے اسکو دیکھکر حیرت سے پوچھا تو یہان کیونکر آیا اوسنے تمام ماجرا کہہ سنایا پہر
ساری رات دونون باتون مین مشغول رہے پہر صبح ہونے لگی بکاولی نے شہزادے سے
کہا اب تو یہان سے جا

اگر آفتاب نکل آئیگا تو مجھہ نہ مانو گی ہو جائیگا اسکے بعد ایک موتی اپنے کان سے نکالکر اوسکو دیا کہ بالفعل اسے بیچکر اسباب درست کر اور چند سے اوقات گذار تاج الملوک لیکر اوسے شہر مین آیا اور اوسے ہزار روپئے کو بیچ کر ایک حویلی تختہ مول لی اسباب ضروری بھی بنا لیا اور کئی خدمتگار نوکر رکھے جب رات ہوتی بکاولی کے پاس جاتا اور صبح اپنے بکانے مین آتا اسیطرح ایک مدت گذر گئی بعضے اشخاص وہان کے شہزادے سے آشنا ہو گئے تھے اوسکو شہر کی سیر دکھانے لگے ایکروز تاج الملوک انکے ساتھہ سیر کو نکلا تھا ایک گروہ سر و پا برہنہ بحالت تباہ نظر آیا شہزادے نے یارون سے پوچھا کہ یہ اشخاص اگرچہ بلباس فقیر ہین لیکن بصورت امیر معلوم ہوتے ہین خدا جانے اسکا سبب کیا ہی اونمین ایک بولا انمین بعضے شہزادے ہین اور کئی امیرزادے لیکن سب جلے ہوئے آتش عشق اور اشتیاق کے اور نشانے ناوک فراق ہین انکا قصہ یون ہے کہ راجہ چتر سین کی ایک بیٹی مہ پارہ بلکہ آسمان خوبی کا ستارہ ہی اوسکے مانند کوئی عورت جہان کی سرزمین پر نہین ہے

اشعار

تا زندہ بلا ہی قد موزون سی	ہی نکلتی ہی چشم مکو نسی	سیکڑون کشتی اوسکی ابرو کی	لاکھہ بنا بی ہین تار گیسو کی
... اوسکی ہی جسم بیشتر شکن سی	ہی سینہ سخت او سنگ ... ہون	امرت او سنگ لکھے ہین ہین آنکی	دم مین بابین بھی اور جلابین بھی
	سنگ تا نو رنگ کہ تاب ہی ...	اوسکی گو چھپکی ہمت راہ وہ لی	

القصہ مختصر ایک تو وہ آپ ہی سپاہی پیکر قاتل گبر و مسلمان ہے دوسرے اوسکے ساتھہ اور بھی دو کافر فتنہ ناقہ بیان ہین ایک تنبولی کی لڑکی محمودہ نام اور دوسری مالی کی چپلا نام باہم سے غرض تینون آپسمین اخلاص ملی رکھتی ہین اوٹھنا بیٹھنا سونا کھانا پینا دن رات ایک ایک جگہ ہے اور اپنے اپنے ... کی بھی ہر ایک آپ مختار ہے جسے پسند کرے اوسی سے ہو کسیکو اس بات مین دخل نہین لیکن ابتک کوئی اوسکا منظور نظر نہین ہوا اور انمین نہین شہر شہر شہزادہ یہ سنکر چپکا ہو رہا اتفاقاً ایک روز آوارہ بیابان عشق ادہر ... کے محل تلے بھی جا نکلا تماشائی اوسکے گل رخسار کو بلبل وار تکتے تھے اور

اور دیوانون کیطرح اپسمین کچھ کچھ بکتے تھے اور وہ پریزاد عیشقی جہروکے سے دیکھ رہی تہی کہ شہزادہ اوس سے
دوچار ہوا عشق کا تیر دل کے پار ہوا عنان صبر و شکیب ہاتھ سے چھٹ گئی متاع ہوش و حواس لٹ گئی بیخود ہوکر گر پڑی
سہیلیان اور چیلیان دوڑکر اوٹھایا منہ پر گلاب چہڑکا عطر سونگہایا کچھ تھوڑی ہوش آیا لیکن سکتی کی سی حالت ہو رہی
اونھون نے حال پوچھا اونسے کچھ نہ بتایا حیرت کو منہ پر اوسیطرح رہتی دیا تب دلالی کھڑکی کی بیچ جہانکا
شہزادیکو دیکھا اور پریزادی سی بیتابی کا سبب دریافت کیا پہر تسلی دی کر کہنی لگی کہ ای رانی تیری
بیقراری نے تو تجھکو دیوانہ بنایا اور اضطرابی نے دامن صبر چہڑایا اتنی کیون گھبراتی ہے اور کسواسطے
اپکو دیوانہ بناتی ہے تیرے باپ نے تو بیاہ کی تجویز تجھپر موقوف رکھی ہے جسکو تو پسند کرے اوسی
اوس سے تیری شادی کریگا خاطر جمع رکہہ اس وقت اب ابلق سوار کو جسکو دیکہکر تیری حالت غیر ہوئی ہے
اگر وحشت ہی تو بھی دم سے جا نہین سکتا اور کوئی اوسکو چھڑا نہین سکتا دیکھ تو ایسے جال مین
پہنسا ہوں کہ ہل نسکے اور ایک قدم آگے چل نسکے یہ کہکر ایک کنی اوسکے حال کی تحقیقات کو
بھیجی وہ عجب ایک شوخی و طنازی سے آئی اور آتے ہی شہزادیکے گہوڑیکا شکار بند پکڑ کر کہنی لگی
تو نہین جانتا کہ یہ شہر مقتل ہو رہا ہے اور یہان عاشقون کو سولی دینا روا ہے یہان کے پریرو
تیغ نہ پلک کو تار زلف مین اوسے پہنسا لیتے ہین اور ایک نگاہ ناز سے خاک پر گرا دیتے ہین
تو کس جرأت اور دلیری سے اودھر اودھر پہرتا ہی اور بادشاہون کی محلون کیطرف دیدہ بازی کرتا ہی
بلکہ آتش کا پرکالہ ہے جو شمع رخون کے دل کو پگہلاتا ہے اور سنگدلون کی کلیجے کو موم بناتا ہے
کدھر سے آیا ہے اور کہان کا رہنے والا ہے اپنے حسب اور نسب اور وطن سے آگاہ کر تاج
الملوک اوسکی باتون سے تاڑ گیا کہ کسی پری کی بہیجی ہوئی ہے بولا ای چپکو بہت باتین نہ بنا میرے داغ دل سے
کوئی کو نہ اوٹھا اپنے کسی جہوٹ سے زخم پر مرہم لگا سن وطن میرا مطلع خورشید سے روشن تر
ہے اور نام میرا اوس سلطان سے دریافت کرلے جسکی تو بہیجی ہوئی آئی ہے اوسنے جاکر کہا کہ مجھے

مسافر مصیبت زدہ کی طرف خیال نکرے اور مجہہ سودائی پر وصیان نرکہے بلبت خوش ہوا اسنے
ہوا اوسکے پاس جا بیٹہا اور سپرکر کے خوبان جو تیرا ہو مشاطہ جان گئی کہ وطن اسکا شہر فتان ہے
اور تمام تاج الملوک عالی نسب الاحسب ہے غرض تمام حال دریافت کرکے چتر اوت سے آکر بیان کیا
شہزادہ روز پوشاک بدلتا اور اوسکے جہرہ سے بچہ ہوکر نکلتا چتر اوت اوسکے فراق سے ہو دہوین
رات کی چاندکیطرح گہٹنے لگی چند روز جہپا نہ چہپا آخرش کہل گیا یہانتک کہ بات پہنچی بہی سنا ہے
راجہ نے ایک لالہ بری ہوشیار پختہ کار بلاکی ہو شہزادے کے پاس بہیجا کہ جس کی شیشہ کا پیغام اوسکو دے اور
اوسکے دل کو ہر طرح سے لوبہانے الغرض وہ چتر سین کا پیغام شہزادیکو دیا اور اوس کل انجام
حسن بیان کیا اور سخن تمام کمال نشکو بہانا آکر تفسیر بطریف تو بعد سلام و نیاز کو راجہ کی خدمت مین
عرض کرنا کہ جو کوئی قبائی شاہی اور تاج شاہنشاہی چہوڑ کر بیچ سفر وہ فقر و فاقہ اختیار کرے اور اپنے
بیگانے سے کنارہ کرکے اوسکی اپنا کا خیال کرنا فی الحقیقت بانی نقش بنانا اور ہوا کو گرہ
مین باندہنا ہے یہ کہا اور اوسکی حقیقت کہا اور اوسنے تاج الملوک کی انکار کرنیکی کیفیت راجہ کو
چتر سین اوسکے انکار کرنے سے تنگ ہوا اور رونے سے مشورت کی اوسنے عرض کی کہ ایک بے
بے خانمان کو اگر بادشاہ اپنا مطیع کیا چاہتے تو کیا بڑی بات ہے آپ دیکہتے ہین اوسکو کس کی بات اوتہا
ہوں الغرض وہ مکار اسبات کی درپے ہوا کہ شاہزادے کو چوری کی تہمت لگا کر گنہگار ٹہرا دیتے
اور اپنا کام اوسکے ہاتہہ سے پورا نکالے سچ ہے کہ جو کوئی حکمت حکیم مطلق کی ادنا کو نافی کی نظر سے
دیکہتے تو کسی چیز کو خالی شہرت سے نپاوے اور ہر ایک شی کی نہ بضرر پایا حفظ کرے اسی غرض تماشے
خالق اصلاح کو بدن سے نسبت دی ہے پس جو حکمت کہ پانا ہے بدن سے ہو حقیقت مین صحیح ہے
غرض کہ جو صناع کی انجام پیش بین ہین لقمہ تاج الملوک کو فتح کی احتیاج ہوئی چاہا کہ بکاولی سے
ملے مقرر تو وہ پہاکا اس انجمن کا ارکیا ہے اور آج اپنے کو بالا الا وہ مقرر وال اور میں ملکا شیش نریم

جبکہ وہ پہنچوا بازار مین لیگیا جوہری دیکہکر حیران ہوگئے منہ لیجا کر خبر کی کہ ایک شخص ایسا جواہر بیچنے لایا ہے کہ ہمنے ساری عمر نہین دیکہا اور بادشاہ کے سوا کوئی بہی اوسکی قیمت دے نہین سکتا سنتے ہی خدیو سفلہ کئی جوان اوسکی ساتہہ کر دئے اور اوس غریب الوطن کو ناحق پکڑ بلایا دیکہا تو وہی شخص ہے فی الفور اوسپر چوری کی تہمت لگا کر قید کیا اور راجہ کو یہ مژدہ سنایا کہ پرندہ دام تزویر کا رفتہ گیا تہا آج قریب مین فی الحال پہر پکڑا اب یقین ہے کہ جو آپ کہینگے قبول کریگا

بیسوین داستان شاہزادہ تاج الملوک کی چترا وتی اور کہوہ مین پہر ملکی جیمن بکاولی کی

جب شاہزادے کو راجہ چترسین نے قید خانہ مین نہایت تنگ کیا کہ چترا وت سے شادی قبول کرے لیکن وہ قید کی سختیان ہرگز خاطر مین نہ لاتا تہا بکاولی کے فراق مین فریاد چلاتا تہا اور دیوار سے سر ٹکراتا تہا ایکدن وہان کے داروغہ نے راجہ کی خدمت مین عرض کی کہ وہ گرفتار بمانند مرغ نیم بسمل تڑپتا ہے رات دن خاک پر لوٹتا ہے اگر اوسے جلد آزاد نہ کیجئے گا تو خون ناحق سر پر ہوگا کہ جیتے جی مین تڑپ تڑپ کر مرجائیگا مہاراج نے اوسے کچہ جواب نہ دیا لیکن جی کو سمجہا لیا کہ دعا کر اپنی شمع جمال کا پتنگا اوسپر جو وال شاید کہ پروانہ وار پگہل جائے اور اوسکی متاع عمر جل جائے چترا وت یہ بات سنکر نہایت شاد ہوئی خانہ آپ کو آراستہ کیا حسن خداداد کو زیب و زینت سے دونا کر دیا پہر شہلا اور چپلا بہی بن ٹہن کر زہرہ و مشتری کے مانند اوس ماہرو کے ساتہ ہولین غرض تینون شاہزادے کے پاس گئین

اشعار

تہی زندان مین وہ شاہ غنچہ
سکہا فیض اوسکی آگ سی کہ
پہر آئی شا سمین کہان سے
چراغ حسن سے حق کو جلایا

وہان اوس حسن کی سیف تاتی کو دیکہا
وہ کیا کہتی ہتی زندان شمع کو پہر
کہ پیاری چاند کی جیسے جلی ہے
[illegible] سے اونکی تن سے

پیاری نرد لائی تہی جو جو
عقیق لب بہی سبکا گل تہی خوشتر
رخ گلرنگ کا وہ زرد کہانا
[illegible] شرمندہ کی مشک ختن تہی

پھر اتنا ہو نکو ہی دکھاتی بادام | عوض عنبر کی زلف عنبرین فام | رکھا سیب ذقن بہی ہاتھ کی ک | کہ اوسکا بھی مزہ وہ شوخ چکھے
بکر رکھی انار سینہ صحفی | ولطافت ہی نہی کی شرم و حیا

لیکن شہزادے کی نظر قبول وہین ہی کسی پہ نہ پڑی اور کوئی چیز اوسکے نگاہ پہ نہ چڑھی فی الواقع اگر چیز اوسکے آتش باطن تاثیر دار ہوتی تو پھر اوسکے تحفہ ظاہری خراب جاتے ساری محنت رائگان ہوتے سن ایجز رسول مقبول نے عبادت کو بادشاہ حقیقی کے لایق نہ دیکھا عجز سے کہا کہ عبادت تیری ہم ہین نے جیسی چاہیے نہین کی پھر کسکا منہ ہی کہ اپنی عبادت پہ نازان ہو بہتر یہی ہے کہ آپکو اوسکی محبت کی گھریا مین یہانتک پگھلاے کہ اکسیر کے تلے خاک ہوجائے تا شاہان کیمیا پسند کی آنکھو مین سونے سے زیادہ نظر آئے القصہ جب چتراوت نے دیکھا کہ چشم جادو اور تیغ ابرو سے کچھ نہو سکے ناطاقت ہوکر شہزادے کے آگے گر پڑی تڑپنے لگی یہانتک کہ شہزادے کے دلکو صدمہ پہنچا بے اختیار اوٹھکر اپنی ماں نے نزدیک بٹھلاتے ہی الفور خوشخبری راجہ کو پہنچائی کہ چتراوت گل مراد سے دامن بھر کر گھر مین آئے چترسین سنتے ہی الفور شہزادے کو بندیخانے سے نکال کر حمام مین بھیجا اور خلعت شاہانہ مرحمت فرمایا پھر ایک ساعت نیک دیکھکر اپنے خاندان کی رسم رسم کے موافق اس ناسفتہ [illegible] کو اس لعل کے ساتھ بیاہ دیا تاج الملوک چتراوت کو خلوتکدے مین آیا نزلا اور چپلا اپنے اپنے ہاتھ آکر کھڑی ہوئین اور ہونون نے بھی کرشمان بہت دکھلائین لیکن شہزادے نے کسی کی طرف آنکھ اوٹھاکر نہ دیکھا سر نیچے کئے بیٹھا رہا جب پہر رات گذری اوٹھکر [illegible] اور بکاولی کے مندر کی طرف چلا چند روز سے جو اوس گرفتار دام بلا کو نہ دیکھا تھا اضطراب رہتی تھی اور سر دیوار سے مارتی تھی اتنے مین شہزادہ بھی جا پہنچا دیکھتے ہی شاد ہوگئی اور سنبھل بیٹھی لیکن ہاتھ پاؤن کی مہندی دیکھ اوس رشک چمن کا [illegible] غصے سے لال ہوا دل کو صدمہ کمال ہوا طاقت خموشی کی جاتی رہی کہنے لگی واہ واہ شہزادے اتنے دنون کے بعد آئے خوب گلرنگ لائے عاشقو نکا نام تو نے ڈبو یا وفا کو داغ لگایا [illegible] عاشقی کا دم اب

کبھی نہ بہرنا اور اپنا عشق کسی سے ظاہر نہ کرنا

اسی شکل شوق پہ کیا ایما — کہ انصاف اپنی ہی چاہیں ذرا — مرا حسن گلشن نہ ہو جای سنگ — خدا کا ہو بہتر بچے تو نہ رنگ

ہیں تیہری سوکر یہیں لوٹ کے — کری عیش تو غیری کہ گھڑی — مرا اپنا پہول پہل داغ کہانے — وہ تان اور گل کو گلی تو لگانے

نعمت ہے کہ مشتاق عشق سے ملے — شب روز دستہا سوف ملے — جو عاشق ہو تو ان ہو کو دہویں مچائے — وہ تمام نشین ہو یہ شادی رچائے

ملی نام چاہت کا ای بگہہ — کہیں تیہرا ہیسی سی چاہ — اوسی ورد نظم کی سری لیں بیچ ب — کری چاہیا توصیف تاج الملوک

جو بخشش کی باندہ لو اسی نہ — لگا بیدسا کا اپنی سرو ستا — کہا ہے ترا اکسطرح تیج و سیاہ — خیال ایسی دلمیں لا میری جان

اگر چہ ہوں شہزادہ نامدار — کہ ہوں سا بندہ جان نثار — بلا شبہ ہوں کالت نہ چا — ہیں تم ایسے ہوں ملوک ای رشک ماہ

ترا گوشت او پوست سب ہے — تری نامت سہی ہیں نہ باپ کا — یہ جلوی نے دیوانہ مجھکو کیا — کہا ہوں سہی بیگانہ مجھکو کیا

مری فکر لگو جستہ سے نہیں پہاڑی نجہ — ان آنکہ ہو ہیں ایسی سمائی ہی تو — جیسی سی کوئی چیز بہاتی نہیں — نظرمیں کوئی شی سماتے نہیں

کسک پاؤں ہنسا ستہ نہیں جانکے — تقدیر ہے تجہسی یہ دل — سنتا ہے تیر کس طرح ای دلربا — یہ عاشق بدل ہوں ترا میری جان

نہیں اور تجہسی کوئی دوستی — شبی آنکہ کہیں سہا اب ہے — نہ مجہسی کبہی ہو جیو بدگمان — یہ عاشق ترا ہو دیگا با ایمان

یہ کیا وصل ہی حکم ہو کر پہ نان — جو دنیا کی نور آنکو ہیں لوٹ — تعلق نہیں اوسکی ساتہہ کچہ — مرا جینا مرنا تری ہاتہہ سے ہے

مگر کیا کروں سخت تا چاہتی — کبہی جیسا ہیں ہیں کرتا تہا — مجہی جو ہوش کہ خدائی نہتی — مگر ہے کبہی رہائی نہ تہی

نکر یا جو اسکا م تو ہیں ہیلا — تو اگر تجہکو کسطرح دیکہتا — ہیں اوس تیج خانمیں مرتا اودہر — تو اس تب کہیں نہ پہنچتی اودہر

پہنچتی نہ میری خبر تجہ تلک — نہ حالت تیری دردکی مجہ تلک — فقط اپنا ہی دیکہتا جو ضرر — تو کرتا نہ یہ بات ای سیمبر

مجہی اپنا جی ایسا پیارا نہ تہا — مگر تیرا نقصان گوارا نہ تہا — یقین تہا ری دلکو اس بات کا — جنگی نہ تھی جو ہیں سر کیا

اسی ڈر سے یہ امر میں نے کیا — مجہی ورنہ شاہی سی کیا کام تہا — پری بی یہ سنکر غضب سے کہا — بہلا جب تو انسا ہی کیوں بود تہا

کوئی بیاہ کرتا نہیں جبر سے — خدا چاہتی ہے مری صبر سے — وفا اور محبت تری دیکہہ لے — یہ دو دو نکی چاہت تری دیکہہ لے

تجہکو عشق عشق مبارک ہو — تجہی بیج جنت مبارک ہے — تجہی جیسے اسجال میں کام کیا — تجہی وفا کون ہے جے خدا

سنا اسطرح کا جو اوسنے کلام | لیا اپنا دل تھام ہوشی تمام
دم سرد بھر کر یہ کہنے لگا | دل اپنا وہ اوسکو ناخوشی کہنے لگا

پہنچی جو دیکھا اوس نے یکبار | گئی آپ میں سے وہ بے اختیار
پری پیت تجھ سے پیاری ہی | کہ دونون طرف آگ برابر لگی

مگر اوسکو وہ عاشق بیقرار | مگر اوسکے قدمونپہ پھر اوٹھایا
پہنچی یہ تحمل کچھ کر سکے | وہ تھا اسطرح اوسکا کلیجا کٹ گئی

کہ میں تجھ سے میں نہین چھپا | یہ شکوہ زبانی فقط تھا سیر
یہ منظور ہیں مجکو تیری خو | تھا ہو نہ والی میں ہنسنے لگی

وہی صلحت تھی جو تو نے کیا | ہین عورت ہون آخر مری عقل کیا
سوا تجھ سے جو مجکو وہ تو ہوا | ہو تو فدا ہی دلمین ملول

ہزار وہین گلہ اگر تیرا پیار | تو ہی جان و دل ہی یہ تیرا پیار

القصہ اسیطرح کی کلام آپس مین رہوتی رہی کہہری اور پیرست نا تھا اسطرح سے بیار ہہا القصہ تاج الملوک نے
تیار پہونچنے کا اور جمیلہ سے شادی کرنیکا ماجرا مفصل بیان کیا اور اس آئینہ کو دل سے عیاں کر دیا
بلکل دہو یا اسنے میں صبح نمود ہوئی تاج الملوک گھر گیا اور جمیلہ کی ٹانک پر سوار ہوا اسیطرح ہلا
ناغہ ہر شب مرکا شہزادی کی پاس جاتا تہا اور دن جمیلہ کے ساتھ نقل و حکایات مین کاٹتا تھا شہزادی
کی ایسی حرکات سے نہایت حیران تھی اور اپنے دلمین کہتی تھی یا الہی طرفہ ماجرا ہی کہ با وجود اس
ہیری دل کی آگ شہزادہ کی ہنسی باتوں سلگاتی ہین اور اوسکے صبر و تحمل کو جلاتی ہین تعجب ہے کہ
بیدل و دلارام ایک گھر مین ہین اور تفاوت پورب پچہم کا سا ہے ای عزیز جبتک تیری دل کی
آنکھین اغیار کے حسن کو دیکھنے والی ہین تجھی یار کی صورت نظر نہین آتی ہر چند کہ پردہ ہو پہلے خانہ
اغیار کو دلکی سر زمین سے اوکھاڑ کر پہینکدے وہی پہر گل رخسار یار کو آئینہ دل مین دیکھ سکے اگر تو اپنے
کاشانہ جو دکو نظر سے پامال دیکھے تو دونون جہان مین تنگ دلی کے سوا کچھ نہ پاوے القصہ ایکدن جمیلہ
نے شہزادہ کا اپنے باپ سے کہا اور اوسکی بے التفاتی کا سارا حال کہا راجہ نے کئی جاسوس
شاہزادے کے پیچھے لگائے تا اس بات کو جلد تحقیق کرین یہ تمام رات کہان رہتا ہے وہ اسی
تلاش مین تھے کہ اوسیوقت پہر گہر سے نکلا اور اسی مندر مین گیا رات بہر تا صبح ہونے تک یہین

محل میں داخل ہوا فوراً اونہوں نے جا کر راجہ سے عرض کی کہ شاہزادہ والا نے مندر میں صبح تک
رہتا ہے اوس سیہ دل نے کئی سنگ تراش چالاک دست و چابک دست بہیجے کہ اوسکو کہود کر پہینک
دیں اونہوں نے بموجب حکم کے اوس مندر کو بیخ و بنیاد سے اوکہاڑ کر دریا میں ڈال دیا تاج الملوک پہنچ
عادت پر جو وہان گیا تو اوسکا نشان بہی نہ پایا دیوانون کے مانند وہان کی خاک پر لوٹنے لگا اور یہ رباعی
پڑہنے لگا **اشعار** ایجان اگر کہوج تیرا پاؤن نہیں وہ مرکے وہان اگر پہنچا دیں تو کچہہ ہو نہیں سکتا ہے
کرون کیا ای کاش ہو بت خانہ میں اور سما جاؤن میں * آخر نا امید ہو کر دہاڑین مار مار کر رویا اور پہر آیا
خیر و نرتو اسکو بیقراری کی لذت اور آہ و زاری کی کثرت رہی جب اوس صنم کے وصل سے بالکل
مایوس ہوا رونیکا بہی حاصل نہ دیکہا چتراوت کی جادو بہری باتون پر دہیان کیا غرض نسیم وار اوسکی
غنچہ امید کو شگفتگی اور پشیمان وصال سے اوسکی صدف آرزو کو پر گوہر کیا * بیسوین

داستان بکاولی کے پیدا ہونیکی ایک کسان کے گہر میں اور تاج الملوک اور چتراوت کے ملنے میں اور پہنچنے میں ملک نگارین کے

کہتے ہین کہ اوس بتخانہ کی زمین کو ایک کسان نے جوتا اور وہاں سرسون بوئی تاج الملوک کبہی کبہی اوس
سبزہ کو دیکہنے جاتا تہا اور اپنے دل بیقرار کو وہان کے سبزے سے تسکین دیتا تہا جب وہ پہولی اور
اوسنے بہار پیدا کی تب شاہزادہ دونون وقت وہان جانے لگا اور یہ رباعی پڑہا کرتا کیا بات تیرا بابا سے
کہو تو بہولو آتی ہی مجہی عشق کی اس بات سے بو تمکو ہمین ہی اسلئے پوچہتا ہون * گلشن سے مری کچہ بہی خبر رکہتے ہو
القصہ وہ کہیت پکا اور کسان نے کاٹ کر اوسکا تیل نکالا اور سب کسانونکا چلن یہ ہے کہ جو چیز کہیتون کی اوگتی
ہے اوسکو پہلے آپ کہاتے ہین اسلئے وہ اوسکی جورو کے کہانے مین آیا باوجودیکہ وہ بانجہہ تہی خدا کی
قدرت کاملہ سے حاملہ ہوئی اور نو مہینے کے بعد لڑکی پیدا ہوئی کسان کا گہر جو بے چراغ اندہیرا تہا *
اوس شمع کے پرتو سے روشن ہو گیا ہر طرف دہوم پڑی کہ ایک بانجہہ کے گہر سورج نکلی

تاثیر سے ایک لڑکی نہایت حسین ایسی پیدا ہوئی کہ اوسکے حسن کی تحریر و تقریر کسی سے نہیں ہوسکتی
منہ کی چمک نے چودھوین رات کے چاند کو ماند کر دیا جب چودہ برس کی ہوگی تب سورج کو بھی داغ دیگی
رفتہ رفتہ یہ بات تاج الملوک کے بھی کان تک پہونچی جانا کہ یہ تاثیر اوسی سرسون کی ہے کسان کو
اوسکی بیٹی سمیت بلوا بھیجا جونہین نظر اوس لڑکی پر پڑی اوسکی شکل اپنی معشوقہ کی مطابق پائی نہایت
شاد ہوا سمجھا کہ یہان اوسنے جنم لیا ہی بہتسے روپے اوس کسان کو دیکر رخصت کیا کہ اس لڑکی کو
بخوبی پرورش کر جب وہ سات برس کی ہوئی ہر طرف اوسکی شادی کے پیغام کسان کو آنے لگے
لیکن وہ اس اندیشے سے کہ شاہزادے نے پرورش کیواسطے تاکید شدید کی تھی خفا ہو جاینگے
آگے اونسے کیا منظور ہے کہ بیجان پہچان پر اپنے سب کو منع جواب دیتا اور بہانہ یہ کرتا تھا کہ جسوقت
وہ سیانی ہوگی جسے پسند کریگی اوسکے ساتھ بیاہ دونگا قصہ مختصر جب اوسنے دسوین برس مین
پاؤن رکھا تاج الملوک نے اوس دہقان کے پاس ایک مشاطہ کی ہاتھ یہ پیغام بھیجا کہ اپنی لڑکی کی
شادی مجھسے کر دے یہ سنکر وہ بیچارا کانپنے لگا کہ مجھ غریب عاجز کا یہ منہ کہان کہ بادشاہ کی
داماد کو اپنا داماد کرون اوسکا آخر یہی پہل ہوگا کہ میری بیٹی لونڈی ہوکر رہیگی نہ ایسا افسوس ایسی
مہاسنار کو راجہ کی بیٹی کی جیسی بیاہون اور اوسکے آگے سے کمواون یہ سنکر لڑکی نے کہا سنو بابا
یہ انام کا دل ہے مین سچی ہون تم ایسی اندیشے نکرو سنطلقی خاطر جمع رکھو کچھ وسواس نہین کہ کل
نیلین کی جگہ آخر میرے ہی اور وہ بے بیاہ کا مکان شاہون کا نہ سے تم شاہزادے سے کہلا بھیجو کہ چندی اور ٹھہر جاؤ
تو وقت کسان بیچارا چپ ہو رہا مشاطہ نے آکر سب ماجرا حضور مین عرض کیا تاج الملوک سنتے ہی
اپنے خوشی کے دن آخر ہوئے سارا غم و الم بھول گیا اور اوسکو بہت سا انعام دیکر رخصت کیا جب
بکاولی کے نحوست کے دن آخر ہوئے سیکڑون پریان چارون طرف سے وہان آئین اور سمندر ہی سے
پوشاک پہنکر بیش بہا جواہرات بیش قیمت لیکر تخت زرین پر آکر حاضر ہوئی بادشاہزادے کی

بیٹے نے کہا پتا جب میں تھی چلی ماں باپ سے کہا کہ میں اتنے دنوں تمہارے گھر مہمان تھی اب رخصت
ہوتی ہوں باپ کا ہاتھ پکڑ کے اوسکے مکان کے پچھواڑے لیگئی اور اشرفیوں کا دیگچہ کہ کسی نا بیکا گڑا ہوا
تھا دیا کہ اسکو نکالکر خرچ میں لاؤ پھر رخصت ہوئی اور تخت پر سوار ہو بیٹھی پریان فی الفور اوسکو اوٹھا کے
لے اوڑین اور جس جگہ کہ تاج الملوک چتراوت اور سرملا اور چمپا کو لئے بیٹھا تھا آکر اوتریں بکاولی نے
سب کو وہیں چھوڑ آپ اکیلی اندر گئی اور چتراوت کا ہاتھ پکڑ کے بہنوں کیطرح مارے گلے لگ گئی وہ
اوسکی سج دھج دیکھکر بیحواس ہوئی کہ مسند سے اوٹھ بیٹھی پھر بکاولی نے تمام اپنی سرگذشت شہزادے سے
کہی اور اوسکی منت بہت چتراوت سے کی کہا کہ میری جان اگر شہزادہ کی خاطر منظور ہو تو بسم اللہ اوٹھ کہ گھری
تمہارا گھر ہے کچھ اندیشہ نکرو چتراوت نے کہا کہ میری جان شہزادہ کے ساتھ سے پھر اس جسم
خاکی کو کیا ذکر نہ سکوں کی بدل جان ہوں اوسیوقت بکاولی نے پریوں کو اشارے سے کہا کہ تم ظاہر ہو
نقل کرتے ہیں کہ جیا پھر زمین سنگلدیپ کی پریوں سے خالی نہ رہی شہر میں دھوم مچ گئی لوگ گھبرائے
یہانتک کہ راجہ مضطرب ہو کر بیٹی کے محل میں دوڑا آیا دیکھتی ہے اوسکو شہزادہ
استقبال کیواسطے اوٹھ کھڑا ہوا چند قدم بڑھا اور اپنی مسند پر بیٹھایا پھر اپنا اور بکاولی کا
احوال مفصل کہکر سنایا پہلے تو بہت ساکڑھا پھر نہایت خوش ہوا اور چتراوت کا ہاتھ پکڑ کر
بکاولی کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ یہ میری اکلوتی بیٹی ہے تیری پرستاری کیواسطے دیتا ہوں توقع
کہ اسپر نظر مہربانی رکھیو اور اپنی لونڈی جانیو یہ کہکر رخصت کیا تاج الملوک تخت پر سوار ہوا بکاولی اور
چتراوت داہنے بائیں بیٹھیں اور سرملا اور چمپا اوسکے سامنے پھر پریاں تخت کو لیکے اوڑیں باتوں کی
باتوں میں تاج الملوک کی ڈیوڑھی پر جاکر رکھدیا بکاولی و چتراوت محل اندر گئیں زین الملوک نے وزیر کا بیٹا
بہرام نام ملک نگارین اور باغ اور قصر کا علاقہ اوسیکا تھا نذر دیکر وہاں آیا اور آپ چلا آکر اپنا نام و نشان
بتایا تاج الملوک نے اوسپر بہت سی نوازش فرمائی نذر لی خلعت دیا پھر وہ لکھنے میں داخل ہوئی ولیعہد

محمودہ دیکھتی ہی شہزادے کو نہایت شاد ہوئین پھر بکاولی اور حیرت سی خوشی خوشی ملین

چھبیسوین داستان تاج الملوک کی نامہ لکھنی مین فیروز شاہ اور مظفر شاہ اور زین الملوک کو اور انکے آنے مین اونکی تاج الملوک کی ملاقات کو اور روح افزا پر عاشق ہونا بہرام کا

مصور نگارستان عشق کا اس داستان کی تصویر صفحہ کاغذ پر یون کھینچتا ہون کہ تاج الملوک نے فیروز شاہ اور
مظفر شاہ اور زین الملوک کو مژدہ اپنے پہنچنے کا لکھ بھیجا اوسکو پڑھکر ہر ایک کا دل تر و تازہ ہوا چنانچہ
فیروز شاہ نے مع جمیلہ خاتون بڑی جاہ و حشمت سے سرستان کیطرف کوچ کیا اور مظفر شاہ حسن آرا
اور روح افزا کو ساتھ لیکر اوسی تجمل سے روانہ ہوا اور زین الملوک بھی خاص محل کو ہمراہ لیکر بڑی کر و فر فوج اور
لشکر سے چلا غرض تھوڑے دنون مین ملک نگارین مین آ پہنچے اور اوسکے گرد و نواح مین انسان اور
پریزاد کی ایسی کثرت ہوئی کہ تل دھرنے کی جگہ نہ رہی بارے تاج الملوک اور بکاولی کے دیدار سے
سب مسرور ہوئے اور ہر ایک کی دل سے رنج و الم دور ہوئے تین روز تک جشن رہا ناچ راگ و نشاط
ہوا کیا چوتھے دن ہر ایک شاہ و حرم رخصت ہو کر اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوا مگر بکاولی نے روح افزا
کو نہ چھوڑا کہ چند روز اور بھی اسکی صحبت سے حظ زندگانی اوٹھائے اور ایام جدائی کی سختیان سب دل سے
بھلا دے عقیق کا دالان اوسکی خوابگاہ کیواسطے مقرر کیا وہ پری ہیکل اوس حور سرشت کی ساتھ
پہر رات گئی تک سرگرم گفتگو رہتی تھی پھر خوابگاہ مین جا کر سو رہتی تھی ایک بات کی نقل ہے کہ روح افزا
چوٹی سوتے مین کھڑکی کے باہر جا پڑی تھی اوسکے موباف مین ایک گوہر شب چراغ چمک رہا تھا بہرام بھی
اوسی وقت چاندنی کی سیر کرتا ہوا ادھر جا نکلا نگاہ اوسپر جا پڑی پہلے تو سمجھا کہ کالا ناگ من منہ مین
لیے جھولا جاتا ہے پھر غور سے جو دیکھا تو معلوم کیا کہ کسی کی چوٹی مین لعل چمکتا ہے جیمین سوچا کہ شاید
بکاولی یہان سوتی ہو اور اوسکی چوٹی لٹک پڑی ہو لیکن دل اوسکا تمام رات پیچ و تاب کہاتا رہا آخر صبح اوسکا
صبح سمن رو سے پوچھا کہ فلانے مکان مین کون سوتا ہے اوسنے کہا کہ وہ روح افزا کی خوابگاہ ہے

سنتے ہی اوسکے عشق کا سودا بہرام کے سر مین پیدا ہوا اور اوسکی زنجیر زلف ڈہونڈہنے لگا چنانچہ دوسرے دن آدہی رات کیوقت کمند مارکر اوس مکان مین جا کر اوترا اور دالان کے اندر بیتابانہ چلا گیا دیکہتا کیا ہے کہ وہ رشک زہرہ ایک سونیکے پلنگ پر ناز سے سوتی ہے یہ کیفیت اوسکی دیکہکر کیفیون کی مانند سو گیا اوسنی تو کبہی اوس شراب کو چکہا تہا اوسکا نشہ سنبہال نسکا بدمستون کیطرح اوس پری پیکر کے قدم سوکر چہاتیان لینے لگا فورًا اوسکی آنکہہ کہل گئی دیکہا کہ بہرام ہے اگرچہ اوسکا عشق اسکے شیشۂ دل کو چور کر چکا تہا لیکن اتنی چالاکی اور بیباکی اوسکے طبع نازک کو خوش نہ آئی بہت سا جہنجہلائی آخرش طمانچے مارکر ایسا دہکا دیا کہ کہڑکی سے گر پڑا اور زار زار روتا ہوا اپنے گہر چلا گیا صبح ہوتے ہی روح افزا نے جانے سے رخصت مانگی اوسنے ہر چند سماجت اور منت کی کہ چند روز اور بہی رہو روح افزا نے نمانا اسواسطے کہ اگر رات کی بات ظاہر ہوگی تو بکاولی مجہی ہنسی مین لیگی اور چہیڑیگی آخرش نہ ٹہہری اور جزیرہ فردوس کی راہ لی لیکن بہرام کے عشق سے دلکو چین سے نہ بیٹہتی تہی اور رات کو ایکدم آرام سے نہ سوتی تہی بلکہ اکثر اوقات شمع فانوس کے مانند روتی تہی اور ساعت بساعت سموم غم سے مرجہاتی تہی اور اپنی آنکہون مین گہڑی گہڑی آنسو بہر لاتی تہی سچ ہے کہ جو کوئی دیدۂ غور سے ملاحظہ کرے تو عشق کی بیتابی معشوق مین زیادہ دیکہی یہ وہ گروہ ہے کہ کسی کے گلے مین کمند عشق ڈالکر دور سے اپنے حضور مین کہینچ لے اور کسیکو فلاخن ہجر سے دور پہینک دے

چہلیسوین داستان بہرام کی جزیرہ فردوس مین پہنچنے کی [illegible] دیو سے اور روح افزا کے ملنے مین بنفشہ کی تدبیر

کہتے ہین کہ بہرام روح افزا کے فراق مین یہانتک نحیف ہو گیا کہ دبلاپے سے آنکہون مین حلقے پڑ گئے لیکن اس بات کی سمن رو کے سوا کسیکو اطلاع نہ تہی چنانچہ وہ مدام اوسکو نصیحت کرتی کہ اے بہرام اس خیال سے درگذر اور دل سے یہ اندیشۂ فاسد دور کر کیونکہ غیر جنس کا شجر محبت سوا فراق کے کچہ ثمر نہین دیتا خاک مین ملا دیگا

دوستی جس سے چلیتہ حاصل کی اور اضطراب جسکو رہی اور ناچ ایک پری کی تجہی دیکھہ اور دور دو سہو تاج
الملوک کی بات پر پہنچا کہ نادر ہے یہ اتفاق ہوگیا کہ بکاؤلی کی طبیعت و سیر آگئی والا آدمی اور بہی بہن کہا
مناسبت لطیف اور کثیف مین ملاقات کی کون صورت لیکن بہرام چکا ستا کرتا تہا کچہ جواب نہ بنتا تہا
تب یہ تہا بہت نصیحت کرتے ہونا خوش تم اتنی نہین جانتی کہ زنگی سے سیاہی ہی جب سمن رو نے دیکہا
کہ خار عشق بہرام کے جگر مین ایسا چبہا ہے کہ اوسکا نکلنا بہت دشوار ہے کہا ای خود فراموش اس مہم
مین مجہہ سے تیری امداد اور تو کچہ نہین ہو سکتی لیکن اگر تو کہے تو مین جزیرۂ فردوس مین تجہی پہنچا دون
پہر آگے تیری قسمت ہے وہ اسباب پہنچنے کی خوشی راضی ہوا تب سمن رو نے اوسکو زنانے کپڑے
اور گہنا جسقدر مناسب تہا پہنایا بہرام امرد تہا ہو بہو ایک رنڈی پری پیکر بنکر اور چلا پہر اوسکا
ہاتہہ پکڑ کر جزیرۂ فردوس کو لی اوڑی اور ایک منہ بولی بہن کے گہر مین کہ اوسکا نام بنفشہ تہا اور وہی مشاطہ
روح افزا کی تہی جا کر اوتری وہ سمن رو کے آنے سے نہایت مسرور ہوئی اور پوچہنے لگی کہ یہ جوان لڑکی
تمہارے ساتہہ کون ہے اوسنے کہا کہ میری وہی بہن ہے اسکا جی اس سرزمین کی سیر کو بہت چاہتا تہا
اسواسطے مین تمہارے پاس لائی ہون اسے خوب طرح سیر کراؤ تماشے دکہاؤ اوسنی کہا بہت اچہا انکو بسر و چشم
پہر سمن رو رخصت ہو کر بکاؤلی کے پاس آئی اور بہرام بنفشہ کے گہر مین رہا وہ اوسے دنیا کی نعمتین کہلاتی تہی
اور جہر باغ سے وہ لیکر ایک باغ مین لیجاتی تہین اور سیر دکہاتی تہی شام کیوقت گہر لاتی تہی پہر اپنی
مشاطگی کا اسباب لیکر صبح افزا کے مکان مین جا کر حاضر ہوتی تہی اسیطرح چند روز گذرے ایک روز بنفشہ
کہین گئی تہی بہرام نے جو گہر خالی پایا اوسکی مشاطگی کی اسباب مین آئینہ نکالا کر اوسکی پشت پر یہ لکہا

روشن تہا یہ کچہ صبح نکو کی آئینہ	تہ بیان ہوئی ہے آنکہ سے کیا رہی کی آئینہ	مشاطہ ہی تو سمجہی کا ادب	اچہا ہی جب تلک زلف کی آئینہ
غیرت سے تجہی پہر کہ ای حور بہشت	کیونکہ دیکہا پہ جان بتا آئینہ	سر کہہ تجہہ سی ہی کسی طرح	نظر تلک لیکر صبح وجوہ آئینہ
	آئینہ ایکدم نہ ٹہہرتا سبی	بانکپن سی لب ہی زہ کی آئینہ	

غرض بنفشہ اپنے وقت پر مقابہ اور سنگار ادا کی لیکر روح افزا کے پاس جاکر حاضر ہوئی پہر کنگہی اور چوٹی کرکی
آئینہ جو اوسکے ہاتھہ مین دیا شہزادی کی نظر جو اوسکی پشت پر جا پڑی نوشتہ دیکھا اور یاد اوسکو
اوسکے معلوم کیا ہر چند یاقیم اوسکا بہرام کے سوا کوئی نہین لیکن اسبات کو اسطرح دریافت کیجئے تا اوسکے
انکا یقین ہو جائے اور وہ خدشہ دلمین نرہے مشاطہ سے یون مخاطب ہوئی ای بنفشہ وہ چیز ہمیشہ ہے
ودیکھا ہے اور وہ شے جو مدام غم کے ساتھہ ہے کون شے ہے اوسنے ہر چند غور کیا لیکن جواب
معقول نسوجہا عقل کی کہ اسکا جواب لونڈی کل دیگی اوسوقت سنا کیجئے کیونکہ گہبرائی تہی اسس
پہیلی کی بوجہنے مین نہایت متفکر تہی اوسکی گہبرائی صورت بہرام نے دیکہکر پوچہا کہ آج اتنی کیوں
کیوں ہو تب بنفشہ نے سوال روح افزا کا اوسکے سامنے بیان کیا اور کہا مجھکو اسکے جواب مین کچھہ نہین سوجہتا
یعنی اور سا بکیم مطلق کا نیرنگ دوام ہے اور شادی غم سے وابستہ مدام ہے بہرام نے یہ سنکر کہا اس
سوال کا یہ جواب ہرگز نہین بلکہ یہی حسن عاشق کے منہ پر معشوق کے ہاتھہ کی طمانچی لگے ہین وہ ہمیشہ خوش
ہے اور مدام ناخوشی سے انکا کام وہ ہے کہ جسکا مطلوب محبوب ہے اور وہ ہر ایک کو اپنا محبوب سمجھتا ہے
نقل مشہور ہے کہ مجنون سے پوچھا کہ خلافت پیغمبر کی بعد خلفای راشدین کی حق کسکا تہا اوسنے
جواب دیا کہ لیلی کا القصہ بنفشہ نے اوسکا جواب یاد کیا صبح کو روح افزا کی حضور مین جاکر عرض کیا
سنتے ہی اوسکو بہرام کے آنیکا یقین ہوا اور بنفشہ سی پوچھنے لگی سچ کہہ یہ جواب کسنی دیا اوسنی ہر چند کہا کہ انکو
میرے ہی خیال مین گذرا تہا لیکن ہی کی ہرگز نمانا بنفشہ نے مجبور ہوکر کہا کہ سمندر ہی اپنی منہ بولی بہن کو اس
سرزمین کی سیر کے واسطے میری گہر مین چہوڑ گئی ہے اوسنی یہ جواب مجھکو سکہایا ہے روح افزا
نے کہا اوسکو ہمارے پاس کبھی نہ لائی بہلا آج تو اپنے ساتھہ لے آئیو ایک نظر مین بھی دیکھوں اوسنے
کہا بہت اچھا اوسکی اور میری دونوں کی سعادت ہے چنانچہ شام کے وقت بہرام کو پہنا اوڑہا کر
اپنے ہمراہ لیگئی روح افزا نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ بہرام ہے لیکن اغماض کیا اور کچھہ متوجہ ہو

وہ سمجھا کہ اسنے ابتک مجھے نہین پہچانا شاید اینی کی پشت نہین دیکھی اور میرا لکھا ملاحظہ نہین کیا قصہ کوتاہ جب
بنفشہ چوٹی گوندہ چکی شہزادی نے آئینہ مانگا بہرام نے جلدی سی اوٹھاکر پشت کیطرف سی اوسی دکھایا
وہ نسخہ دیکھتے ہی بی اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی اور بنفشہ سی کہنے لگی کہ ای تمہاری بہن نہایت کوڑھ ہے کہ ابتک
آرسی کی پشت و رو نہین جانتی آجکی رات اسی یہان چھوڑ جاؤ ہم اسکے ساتھ ہنسین بولین چہلین کرینگے اوسنے
عرضکی بسر و چشم یہ کنیزین خوشی اور اوسکی بہرا سر افرازی یہ کہکر وہ تو اپنے گہر آئی اور یہ دلارام کی خلوتخانہ مین
سلا لیگئی اگر بہرام زنانہ لباس پہنتا تو ہرگز اپنی معشوقہ سے اتنا جلد نہ ملتا اور اپنی مطلب کو نہ پہنچتا فے
الواقع جو عاشق کہ معشوق کا رنگ پکڑتا ہی معشوق خود عاشق اوسکا ہو جاتا ہے چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے بھی اس وضع کا الزام فرمایا ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ خصائل خدا کی پیروی کرو تا قربت
اوس سے حاصل ہو جب امور عالم کے انتظام دینے والون نے نقاب ظلمات سے چہرہ روز کو چہپایا اور
چادر مہتاب کا فرش نورانی سطح زمین پر بچھایا روح افزا بیدین کی مجلس سے اوٹھکر خلوتسرا مین آئی بہرام کو
چہپا لیکر بیٹھی اور اتنا صورت نے اجنبیون کیطرح سررشتہ سخن کا نکالا کہو بی تمہارا نام کیا ہے اوسنے
کہا کہ جو نرگس وہ نام تو مجھسی کب کا چھوٹ چکا ہے تیری نام کے سوا کچھ یاد نہین شہزادی نے پوچھا
یہان کسواسطی آئی ہو جواب دیا کہ پروانے کے آنیکا سبب شمع پہ بخوبی روشن ہو اتنی پوچھا چاہئیے بہرام کی
ایسی ایسی باتون سی تو بہت محظوظ ہوئی لیکن ظاہر مین ترش رو ہوکر بولی ای مکار ای عیار تیری
باتون ہی مین نے پہچانا کہ تو رنڈی نہین بلکہ مرد ہے جو بہکل نکالکر یہان وارد ہوا ہے ناموس کو برباد کیا
دیکھہ تو اس مردکی بیکی کیسی سزا دیتی ہون اور بدمعاشی کا بدلا کیسا لیتی ہون مجہ ناکردہ کار عیش اور فسق سے جو اوس
حلاوت سے واقف نہ تہا ناز و نیاز کے بھید اوسپر کہلے تہے اوسکے علاوہ ملاپ کا صدمہ آ سکے او ٹہا
چکا تہا وہ ناز کی باتون کو سچ سمجھا یقین ہوا کہ اب پہرا کہا ہاتھ لگا اور نکالا جاؤنگا ماری ڈر کی تہر تہر
کانپنے لگا اور اس شعر کو پڑھکر بیہوش ہوگیا شعر قتل کم تیری آگے مرنا بہتر کہ نہ وہ زندگانی پہر تو پرسیدہ سہم گئی

کہا واقعہ ہے اسکی جانپر آبنے اور جفا کارونمین میرا نام لکہا جائے بے اختیار دوڑ پڑی اور سر اوسکا
اپنے زانو پر رکہکر رخ گلفام کی بو بیانتک سونگہائی کہ اوسکو پہر ہوش مین لائی الغرض اگر اپنی تو عقل کو
کامنون سی زیادہ نہ جہکائیگا تو تجلی یار سی فایدہ نہ پائیگا اگر تو یہ ہستی موہوم نہ چہوڑے تو حباب ایک
کب تیری پاس آئی جو راہ عشق مین آبسے نہ گذرا وہ منزل مقصود مین کب پونہچا القصہ جب آرام نے
جو آنکہہ کہولی تو اپنا مرتبہ بہ رنگ گل دیکہا اور محبوبہ کا مثل بلبل ماری خوشی کی پہول گیا اور کلی کی طرح کہل پڑی
پہول گیا پہر تو پی کہتکی ایسے ہونٹہہ کہ شاید گلبرگ تہی اوسکے دہن سی کہ غیرت غنچہ یاسمن تہا ملا اور خوب لی
مزی اوڑائی ازبسکہ وہ گل چمن کی اشتیاق مین بہری ہوئی تہی آپکو روک نسکی کہ ہی کئی آخر نسیم نے کلی کو
بنایا اور آپس مین نئی نئی طرح سی لطف اوٹہایا روح افزا کا جی لگا کہ ایکساعت اوس سی جدا نہو اور مشورہ ہوا
پہر یہ ارادہ کیا کہ اسکو حرز جان کیطرح گلی سی لگائی رکہی کہ دشمنونکی نظر سی چہپائی کبھی آخر ایک طلسم اوسکی
گلی مین باندہا اور قمری بنا کر ایک سونیکی پنجرے مین رکہا پہر تو وہ سرو گل اندام روبرو لٹکائی رہتی تہی رات کو پنجرے
نکال کر پہر آدمی بنائی تہی اور صبح تک اوسکی صحبت سی انواع و اقسام کی کیفیتین اوٹہاتی مدت اسطرح گذری
اور یہ بات چہپی رہی آخر عشق اور مشک بند نہین رہتا کچھ بو باس بہائی حسن آرا تک پونہچی ایک دن
نور کی تڑکی اوسکی من گن لینی آئی جب روح افزا کی پاس آ نکلی دیکہا کہ اوسکی زلف شکین کا طور اور سے
سیب زنخدان کا رنگ اور ہے نسرین رخسار کی نکہت گل سی اور نرگس محجوب کی کیفیت جام شراب دیکہی
چولی کی حالت اور طرح کی پائی اور انگیا کی صورت کچہ اور ہی نظر آئی سمجہی کہ اسکا یاقوت لب کسی الماس سے
مقدر کندہ ہوا ہے اور جیونکا نیا ہم کا بلاشبہ اسکی تہنچے کو لگا دوڑ کر غصے سے ایک دوہتڑ پیٹہ مین مارا
اور کہنے لگی اری علامہ گل کا نام ڈبو یا کیا غضب کیا تو نے کنوارپنے مین کس سے آنکہہ لگائی تجہی غیر مرد سی
حیا نہ آئی حیف تیری زیست پر چہنی بہر پانی مین ڈوب مر تیری رسوائی کا نقارہ بج گیا تو نے باپ کا نام خوب کیا
سچ بتا کہ یہ ماجرا کیا ہے نہین تو تیرا گلا گہونٹ ڈالونگی اور جیتا نہ چہوڑونگی روح افزا اسکی ڈر سے تہر تہرا گئی

تھی اور کہتی تھی اماں مجھے تمہاری سر کی قسم جو مین نے کسی مرد کو بھی دیکھا ہو تو آنکھین پھوٹین یہ فقط
تہمت ہی اور مصداق بندش ہی تم کیسی ماں ہو کہ بیٹی کو عیب لگاتی ہو اور لوگون کے کہنے سننے پر جاتی ہو غرض
وہ نہ مانی ہر چند سخت سخت قسمین کہائین اور بہتیری باتین بنائین گلاوتی بار نہ کیا بلکہ درپے ہوئی کہ چور نے
اس گھر مین کو نقب دی ہی اوسے پکڑا چاہیے اور اسی طرح شہر آکو پہنچا ہے شہزادون جاسوسون عیارون نے
زمین و آسمان کو ڈھونڈ مارا لیکن کھوج نہ ملا [illegible] تو عرش پر کسکے ڈھونڈنے کا
ارادہ رکھتا ہے جو تیرے خانۂ دل مین ہی اوسکی تجھے خبر نہین واہ واہ وہ کا دہیان اور تشر دیکھ
آپسی انجان شعر کون ہی گھر مین جب اتنی بھی نہین تجکو خبر تو پھر تو کیا جانے کیا ہی اوج بام
چرخ پر ۞ القصہ حسن آرا نے حسب [illegible] روح افزا کی خواصون کو دہمکایا اور ظفر شاہ کے غضب
ڈرایا جب ایک شخص کہ اوسکا نام گلرخ تھا اوسکی نزدیک آکر یون گویا ہوئی کہ اس طلسم کا بھید پھیر
کیونکر کھلے وہان تک [illegible] دیدہ بان بنا شعر اوسکی منہ کے دیکھنے کو دیدۂ دل چاہیے چشم ظاہر بین
ہماری دید کرسکتی ہے کب ۞ لیکن انہون صاحبزادی صبح و شام اس فکر سے مشغول رہتی تہی
اور اوسکے پیچھے پڑا اکہ دم آنکہ ہی او جہل نہین رہتی ظاہر مین تو پردہ ہی اور باطن کی ہکو خبر نہین بس اپنا
[illegible] قیاس اتنے نہین اور سکتا مگر اور تو پتا چاہتی سے انسکی نسبت سمجھے سے اسی نادان سبب
[illegible] روح سبزہ زار دنیا کی سیر کرتا ہے جب تک یہ مرغ طلسم ظاہر اسکے گلے مین پڑا ہی اور قفس وجود
مین طوق بندگی اوسکا گلوگیر ہے چشم ظاہر مین مشت خاک کے سوا کچھ نہین دیکھتی جسدن یہ طلسم ٹوٹ گیا
[illegible] اوسکی کھل جائیگی کہ وہ کون ہی اور یہ [illegible] کیا ہی چنانچہ رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی
فرمایا ہے [illegible] حال ہی آگاہ ہونگے وجود مطلق ایک دریا ہی اور ہر موجود مثل حباب ہی
[illegible] سوا کچھ نہین [illegible] اصل تو ایک ہی لیکن فرق مرتبہ کا
[illegible] حباب [illegible] کوئی [illegible] حباب اور [illegible] تو قبلہ کہتی ہین اور [illegible] کو نقش چشم کو وہ

اور جنت کو بہشت شعر ہر مرتبہ ہین اور ہی حکم وجود کی زندیقی ہی جو حفظ مراتب نکرے تو وہ اعمی
مسئلہ وحدت وجود کا مشکل ترین مسایل ہی جو بہتیری اس بحث تحقیق مین لگ کر مذہب جبری کے بہنور مین جا
پہنسے اور اکثر مسلک دہری کی گرداب مین ڈوبے ہادی یہان فضل الہی اور کرم رسالت پناہی کی
ستاروں کی نہین حقیقہ کوتاہ سخن آراستہ روح افزا کی لٹ تماشا گاہ مین جا پہنچے تو او تار اسیا
اور اماوہ لیوا شفقہ کا لیا روح افزا اوسکو شاہین کے چنگل مین دیکھکر کلیجہ پکڑ کر بیٹھ گئی نسی تو مارے
محاذی اول نسکی پہ مطالبہ روح قفس تن مین تڑپنے لگا پر خیال پر یا لیکن قضا و قدر کی ہاتہہ سی چھوٹا
غرض اوس لی پرورہ روح قفس لے اوڑی اور مظفر شاہ کی روبرو اوسکا پنجرہ جا کر کہہ یا شاہ فی نکالکر اوسکے
بال پر تمام ڈورے آتشی کا پیچ ہاتہہ پڑا تو ایک تعویذ بندہا نظر آیا اوسکو کہولا بہرام آدمی ہوگیا حاضرین
مجلس سخت متعجب ہوئے شاہ آتش غضب سی جلکر کباب ہوگیا اور کہنے لگا ای بذات نابکار تو غضب
سلطانی سی نہ ڈرا اور اپنی جی مین کچہہ نسوچا سچ کہہ اس صیاد مین تجہی کون لایا اور بادشاہون کی محل
تک کسی پہنچا پایا اس گستاخی اور بی پروائی کا ثمرہ تو ہلاکت کی سوا کچہ نپائیگا اور اسکی سزا میں جان
جائیگا بہرام بولا عاشقونکا سینا جذبہ اشتیاق ہے اور انہین کی ہمنوا تکلیف مالا یطاق ہی عشق کی
وہ نتیجہ نہین کہ تو کی آپ کو پاؤن مین ڈالے اور باختیار گرفتار ہو عاشقون نے رشتہ رشتہ
اختیاری توڑا ہی اور بی اختیاری سے جوڑا ہے جسنے زندگی سی ہاتہہ دہوئے اوسے موت سے
کیا خطرہ ہے اور جان گئی کیا پروا ہے مگر حسرت مدام جی مین رہیگی اور گور مین جب خون اگہولیگا
ہے کی شعر موت سی ہرگز نہین ڈرتا مجہے غم ہے کہ اب گلگشت کی وجہ سے محروم مین رہجاؤنگا
آخر مظفر شاہ کا شعلہ غضب بہڑکا کہ لوگون سی فرمایا اس آتش کے پرکالے کو جلد شہر سے دور
لیجاکر آگ مین ڈالدو اور جلاکے سیاہ کردو اتفاقاً تاج الملوک و بکاولی گلستان ارم کی سیر کو آتے
جس مقام سے جزیرہ فردوس دیکھ جاتا تہا وہان پہنچے جی مین آیا کہ چلو روح افزا کو بہی دیکہ آوین او

دونون وہانکی بہی سیر کرین القصہ جزیرہ فردوس کیطرف پہرے اور وہان آنکلے جب ان نہایت آتشکدہ
لکڑیون کا انبار لگا تہا اوسپر بہرام اوسپر بیٹہا تہا بلکہ چارون طرف سے آگ دیچکے تہے جو ہین بکاؤلی نے لوگونکی بہیڑ
دیکہی اور آگ بہڑکی ہوئی اوسی نظر پڑی اوسوقت اپنا قریب لیجا کر پوچہنے لگی کہ یہ کیا ہنگامہ ہے کوئی بول اوٹہا کہ روح افزا کے
عاشق کو جلاتے ہین سنتے ہی اسباب کی تخت سے اوتر کر آگے بڑہکر دیکہا دیکہتی ہے کہ بہرام ہے فی الفور بکاؤلی نے کہا
جلد اس آگ کو بجہاؤ اور اس جوان کو نکالو اگر اسکا ایک بال بہی جلا تو سبکے تئین سر جلاؤنگی بلکہ اوسکا گہر کا گہر
خاک مین ملاؤنگی لوگ ڈر گئے اور آگ کو بجہا دیا اور بہرام کو نکالکر شہزادیکے حوالہ کیا اوسکو ہمراہ لیکر
ایک باغمین جا اوتری پہر تاج الملوک کو اور اوسی وہان چہوڑا آپ مظفر شاہ اور حسن آرا کے پاس گئی جاکے
سلام کیا اونہون نے اوسکا سر چہاتی سے لگایا خیر و عافیت پوچہی اور آنیکی حقیقت بکاؤلی نے کہا کہ میرا
بے اختیار آنیکو اور جی جان سے دیکہنے کو جی چاہتا تہا اسلئے سوا خیر تہی لیکن راہ مین عجب ماجرا دیکہا ہے
کہ میرے شوہر کے وزیرزادیکو لوگ جلایا چاہتے تہے اگر مین نہ آتی اور ایکدم کا توقف ہوتا تو جلکر خاک ہو
جاتا اور ماں باپ کو دنیا سے کہو جاتا اگرچہ مرنا سب کا برا ہے خصوصاً ایسے جوان شکیل کا فی الواقع بے تقصیر
ایسی ہوئی تہی لیکن اسطرح کی سزا اب فایدہ نہین رکہتی جو کچہ ہونا تہا سو ہوچکا ہے حسن نے کہا کہ آپ
نے اوسے مار ڈالا لیکن کلنک کا ٹیکا تو نہ مٹے گا اب لوگ تو سب جانتے ہین پہر ہزارون جانینگی اس سے بہتر یہ ہے
کہ اوسکی تقصیر معاف کیجیگا اور روح افزا کو اوسکے ساتہہ بیاہ دیجیئے کیونکہ بہرام نہایت طرحدار اور
قابل ہے کچہ اسمین مضایقہ نہین وزیر اور بادشاہ مین ہمیشہ سے رشتہ ہوتا اور جو انسان کو آپ
حقیر جانتے ہین تو پہر مجہکو کیون تاج الملوک کے ساتہہ بیاہ دیا اور تمہین کیا فرق ہے مظفر شاہ نے یہ
باتین سنکر سر جہکا لیا اور کہا بہت بہتر مختار ہو پہر وہان سے بکاؤلی روح افزا کے پاس آئی دیکہا کہ وہ آنکہون مین
آنسو بہرے سر جہکائے منہ پہلائے بیٹہی ہے ہنسکر کہنے لگی واہ واہ ری گہنی کہان جاکر سرنگ لگائی
تہا مانگے تجہے اور ... تیری ... بس اوٹہہ کہڑی ہو دل کہولکر ملو اور ہمیشہ عیش کیجیو روح افزا

باتون سے سکا اکرادسے شہ سپہی اور بلائین لیکر گلو سے لپٹ گئی تمام رات تو بکاولی وہان رہی صبح کو وقت روح افزا کو
مظفر شاہ اور حسن آرا کے پاس لیگئی تقصیر معاف کروائی بہرام سکو باتوین بتہاکر تاج الملوک اور بہرام کو لیکر
خیمہ ارم مین جاکر پہنچے اور یہ ماجرا من وعن اپنے ماں باپ کے گوش گزار کیا بہرام نے درخواست کی کہ وہ جس
دہوم سے تاج الملوک کو بیاہ لائے تھے اسیطرح تم بہی بہرام کو بیاہنے چلو اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرو جیسا کچہ
اونہون نے جیسی ہی مہمانداری اور تیاری اندر باہر کی اور تجمل سے بہرام کو خلعت شاہانہ اور جواہر پہنا کے پہولونکا
سہرا باندہکر بیٹے کر دھوم سے خیمہ فردوس کو روانہ ہوئی وہانکی تیاری کا کیا کہنا ہے یہ ہی کمینہ کا تجمل زبان کیا
بیان کرے اور قلم کب لکھ سکے غرض مظفر شاہ کیطرف کے لوگون نے براتیون کو اور دولہا کو لیجاکر نہایت تعظیم و تواضع سے
محلس شاہانہ مین لے آئے اور زنانی سواریون کو اوسی طرح سے اوتروا کر بڑی تعظیم اور تواضع سے حسن آرا کے
دالان محلس شاہانہ مین بٹہایا پہر رات تک اندر باہر ناچ رنگ کی صحبت رہی آتش بازی انواع و اقسام کی چھوٹی
خاندانکے دستور کے موافق اوس پری پیکر کا نکاح اوس رشک قمر کے ساتھ بندہوا دیا ہار اور پان دینے کے بعد
رسم و رسم کیواسطے محل مین بھجوایا بکاولی بہی ہمجولی کی طرح بہرام کے ساتھ گئی اور ٹوٹکے کرتی ہوئے
اوسکی طرف سے خوب چہل کی پہر آرسی مصحف دکہایا اور دولہا کو دولہن کو جہوٹا شربت پلا اوسکی بعد مظفر شاہ
اور حسن آرا نے روح افزا کو بہت سا جہیز ونقد وجنس لونڈی غلام دیکر بہ تجمل تمام رخصت کیا جب اکثر
روز سے فیروز شاہ اور تاج الملوک لئے ہوئے شاد و خرم خیمہ ارم مین داخل ہو گئی وہان سے
بکاولی اور تاج الملوک روح افزا اور بہرام کو اوسی طمطراق سے لیکر ملک نگارین کو روانہ ہوئے تہوڑے عرصے مین
جا پہنچے بہرام کے ماں باپ کو بلوا کر تمام قصہ کہکر سنایا اور دونون کا دیدار دکہایا وہ بہو بیٹے کو
دیکہکر بہت شاد ہوئے اور بکاولی کے جان و دل سے ممنون احسان ہوئے من بعد وزیر محلس شاہانہ کی وہان
تیار کی بادشاہ کو بہار لے آیا اور جتنے چہوٹے بڑے امیر تہے اونکو بہی بلایا جسقدر اہل طرب شہر مین تہے
اونکو طلب کیا غرض کئی دن

دن تک ناچ رنگ کی صحبت رہی مہمانداری عجوبی کی بادشاہ اور بادشاہزادے کی حضور میں سینکڑوں کشتیاں جواہر اور پوشاک کی رکھیں اور محل میں بھی اوسی قبیل سے بھجوائیں انعام اور اکرام لوگوں کو بہت سا دیا نقد و جنس شاہانہ شایستہ. اسکی حضرت اعلی قلعہ مبارک میں تشریف لیگئے سب مہمان بھی رخصت ہوئے بکاولی نے حمالہ کو کہلا بھیجا کہ جلدی میرا باغ اور محل کو اوکھڑوا کر یہاں سے لے آؤ وہ دو چار ہی دن کے عرصے میں لیکر پہنچے فی الفور متصل اپنے دولتسرا کے نہایت آراستگی کے ساتھ قایم کرکے روح افزا اور بہرام کے حوالے کیا الحمد للہ خدا کے فضل سے سب شاد ہوئے اور عجوبی آباد ہوئے

اشعار

یہ جشن جب طرح کیا دلکشا و	ہماری بھی وہی یا الٰہی مراد	یہ قصہ ہوا جب عجوبی تمام
تو پھر قلم تاریخ تھی صبح شام	کیا ایک سنی میں آواز غیب	کہی مذہب عشق تاریخ نام
تاریخ عیسوی	ہوئی پھر یہ خواہش کہ کلک زبان	کریں عیسوی سال کو بھی بیان
تو پھر ہاتف غیب نے دی صدا	کہا سن ہے عشق میں کرے آ	کہے شعر جام کر اختیار
	نور زمان و صبح آشکار	

الحمد للہ و المنہ کہ نسخہ خوش اسلوب داستان مرغوب مسمی بہ مذہب عشق

معروف گل بکاولی مطبع فلکنگس پریس

واقع شاہجہان آباد متصل کشمیری

دروازہ باہتمام منشی [illegible]

بماہ اپریل ۱۸۶۳ [illegible]

[illegible] صاحب [illegible]

حسب فرمائش لالہ [illegible] تاجر کتب دہلی